عمران سیریز

جلد نمبر
18

موت کا ھاتھ

60 - پہاڑوں کے پیچھے

61 - بزدل سورما

62 - دست قضا

63 - ایش ٹرے ہاؤز

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 60

پہاڑوں کے پیچھے

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران کے سلسلے کا ساٹھواں ناول ملاحظہ فرمایئے غیر ملکی ایجنٹ کی حد تک یہ ایک سچی کہانی ہے۔ کہانی کی دلچسپی کے لئے جتنے بھی کردار پیش کئے گئے ہیں قطعی فرضی ہیں! ان کرداروں سے متعلق واقعات بھی فرضی ہیں! عمران نے یہ سارے پاپڑ اس لئے بیلے تھے کہ اصل مجرم یا اس کے متعلقین روشنی میں آجائیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انتہائی خوفناک آدمیوں کے درمیان بظاہر ایک بے ضرر سا آدمی کسی ایسے جرم کا مرتکب ہوتا رہتا ہے جو ان خطرناک آدمیوں کے بس کا بھی روگ نہیں ہوتا! مثلاً اسمگلرز کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک وطن دشمنی پر کمر بستہ ہوجاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو دھوکے میں رکھ کر اسمگلنگ کے سامان کے ساتھ ہی ملک کے اہم راز دشمنوں تک پہنچاتا رہتا ہے!.... یہ اسمگلنگ سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ حالات ہی سے مجبور ہوکر آدمی ایسے قدم اٹھاتا ہے لیکن یہ بھی میرے مشاہدے میں نہیں آیا کہ کسی نے اپنے اُس پیر کو کاٹ کر پھینک دیا ہو جس کی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہو...

وقتی حالات یا کسی قسم کی بد دلی کی بناء پر غیر ملکی ایجنٹ بن جانا میری نظروں میں ایسا ہی ہے جیسے اپنے ہی کسی عضو پر جارحانہ حملہ

کیا جائے۔ ایسی آزمائشوں کے وقت اس سپاہی کو ذہن میں رکھنا چاہئے جو وطن عزیز کی حفاظت کے لئے گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

لائل پور سے ایک صاحب نے جو مشرقی افریقہ میں رہ چکے ہیں میری توجہ "ہلاکو اینڈ کو" میں ایک فرد گذاشت کی طرف مبذول کرائی ہے اُن کا کہنا ہے کہ سواحلی زبان میں خطرناک کتے کو "ہاراکاری" نہیں بلکہ "امبواکالی" کہتے ہیں۔

بہت بہت شکریہ! ہو سکتا ہے کہ میری یادداشت نے دھوکا دیا ہو اور "اُمبواکالی" جاپانی خودکشی کے ساتھ گڈمڈ ہو کر "ہاراکاری" بن گیا ہو....

البتہ میں نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ عمران کو سواحلی زبان آتی ہے، لہٰذا جوزف اس سے عربی ہی میں گفتگو کرتا ہے اس میں کسی شبہے کی گنجائش نہیں جوزف انگریزی اور عربی بھی روانی سے بول سکتا ہے!...

میں ان صاحب کا مشکور ہوں اگر وہ ان کتب کے نام لکھ سکیں جن میں میں نے افریقہ کے ناچوں سے متعلق اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے!

مجھے توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے خط لکھتے رہیں گے۔

ابنِ صفی

۱۸/مارچ ۱۹۷۱ء



اپریل کے اواخر میں بڑی مچھلیوں کا شکار ہوتا تھا.. جھیل کے گرد کی پہاڑیاں ان دنوں خودرو پھولوں سے ڈھکی ہوتیں.... فضا میں عجیب سی خوشبو رقص کرتی۔ دور دراز کے شکاری اس جشن میں شرکت کے لئے آتے۔ بنسیوں سے شکار ہوتا اور گھاٹوں پر جگہ جگہ ایسے بورڈ لگا دیئے جاتے جن پر تحریر ہوتا "جھیل میں جال ڈالنا منع ہے، خلاف ورزی کرنے والے عدالت میں جوابدہ ہوں گے۔!"

اُس دوران میں جھیل کے گرد خیمے نظر آتے جہاں بھی سطح زمین نظر آتی خیمے نصب کر دیئے جاتے۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ تو اپنی ذاتی چھولداریاں لایا کرتے تھے۔ باہر کے شکاریوں سے خیمہ سازوں کو خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔

جھیل کے شمال میں چھ سات میل کے فاصلے پر آبادی تھی اور جنوب میں جنگلات کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ آبادی جھیل سے پرے پرے پھیلتی ہوئی جنگلات کے سلسلے تک چلی گئی تھی۔ اس طرح کہ کہیں کہیں اس کا فاصلہ جھیل سے ایک یا ڈیڑھ میل سے بھی کم رہ جاتا تھا۔

شمال میں ریلوے اسٹیشن تھا اس لئے اصل بستی وہی کہلاتی تھی اور اس سے جھیل کے فاصلے کا تعین کیا جاتا تھا باہر سے آنے والوں کو جھیل تک پہنچنے کے لئے چھ سات میل کا فاصلہ کاروں یا جیپوں کے ذریعہ طے کرنا پڑتا تھا....!

شیخ حمید کا بنگلہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی واقع تھا۔ وہ بستی کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ اس جشن شکار ماہی میں حصہ لینے کے لئے ان کے احباب دور دراز سے آیا کرتے تھے!

قیام ان کے بنگلے میں ہوتا اور ان کی گاڑیاں انہیں روزانہ جھیل تک لے جاتیں اور شام کو واپس لاتیں۔ ان کے دوستوں کو جھیل ہی کے کنارے ڈیرہ نہیں ڈالنا پڑتا تھا.... ویسے ان کے لئے ایک بڑا خیمہ ضرور نصب کیا جاتا جہاں وہ دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتے۔

اس بار شیخ صاحب کے مہمانوں کا قافلہ بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے تین واقعی شکاری تھے بقیہ لوگ تفریحاً اُن کے ساتھ ہو لئے تھے۔

آج تو سبھوں نے ڈوریں ڈال رکھی تھیں، لیکن پچھلے دن سے شکار ہی نہیں ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ تیز ہوا چلنے لگی تھی اور جھیل میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگی تھیں.... ایسے میں کہیں ایک آدھ مچھلی کسی کے ہاتھ لگ جاتی اور اس صورت سے ان تین شکاریوں کے علاوہ اور سب بو ہو رہے تھے۔! اگر ان کے قریب ہی ایک اجنبی شکاری کی احمقانہ حرکتیں جاری نہ رہی ہوتیں کبھی کے اٹھ گئے ہوتے....!

اجنبی شکاری تنہا تھا اور ان کے خیمے کے قریب ہی اس کی چھوٹی سی چھولداری نصب تھی پچھلے دن بھی انہوں نے اسے وہیں دیکھا تھا اور دوسروں کی طرح وہ بھی سارا دن بیکار بیٹھا لہر گنتا رہا تھا، کبھی کبھی منہ بنا کر نادیدہ مچھلیوں کو گھونسے دکھاتا۔ اس وقت بالکل ایسا معلوم ہوتا جیسے دوسروں کی موجودگی کا اسے احساس ہی نہ ہو۔ خوش شکل اور صحت مند آدمی تھا لیکن صورت سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا۔!

آج ان میں سے کئی آدمی سوچ سوچ کر رہ گئے تھے کہ اسے اپنی طرف متوجہ کریں۔ ہچکچاہٹ صرف اس بات کی تھی کہ پتہ نہیں کون ہو اور کس طرح پیش آئے۔ ٹھیک ساڑھے بارہ بجے ان پیمانہ صبر لبریز ہو گیا، کیونکہ اب اس نے بہ آواز بلند مچھلیوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔ "صاحب اس میں بیچاری مچھلیوں کا کیا قصور ہے۔!

"پھر کس کا قصور ہے....؟" احمق نے جھلا کر سوال کیا....؟

مخاطب سٹپٹا گیا....!

"نہیں بتائیے.... اگر کسی اور کا قصور ہو تو اسی سے نپٹ لوں....!"

"آپ عجیب آدمی ہیں....!"

"لیکن ان نامعقول مچھلیوں کو نہیں معلوم کہ میں عجیب آدمی ہوں۔!"

"تو پھر کسی طرح انہیں بتائیے کہ آپ عجیب آدمی ہیں۔!" مخاطب نے کہا۔ اس کے کئی ساتھی بھی پاس ہی کھڑے ہنس رہے تھے۔!

"اچھی بات ہے....! آپ کہتے ہیں تو بتائے دیتا ہوں....!" اس نے کہا اور راڈ کو وہیں چھوڑ کر دوڑتا ہوا اپنی چھولداری میں جا گھسا....!

"یار مجھے تو پاگل معلوم ہوتا ہے....!" ان میں سے ایک بولا۔

"دیکھو.... کیا کرتا ہے....!" دوسرے نے کہا۔

"مجھے تو تیور اچھے معلوم نہیں ہوتے....!" تیسرا پُر تشویش لہجے میں بولا۔

"چھوڑو....!" پہلے نے کہا۔ "بیہودگی کرے گا تو پٹائی کر دیں گے۔!"

ان شکاریوں کے ساتھ چار عدد خواتین بھی تھیں.... انہوں نے اپنے ان ساتھیوں کو واپس بلانے کی کوشش کی جنہوں نے احمق کو چھیڑا تھا۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹے۔

اتنے میں احمق بھی چھولداری سے نکل آیا.... اب وہ تیراکی کے لباس میں تھا اس نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "دیکھئے اب میں ان مچھلیوں کو بتانے جا رہا ہوں کہ میں کتنا عجیب آدمی ہوں۔!"

قبل اس کے کہ وہ کچھ کہہ سکتے اس نے جھیل میں چھلانگ لگا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جس جگہ چھلانگ لگائی تھی وہاں سطح آب پر چند بلبلے دکھائی دیئے تھے اور پھر وہی بڑی بڑی لہریں....!

وہ سب اپنے راڈ چھوڑ کر اسی جگہ اکٹھا ہو گئے جہاں سے احمق نے چھلانگ لگائی تھی۔!

خدا خدا کر کے وہ سطح پر ابھرا اور تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

قریب پہنچ کر اس نے ایک بڑی سی مچھلی خشکی پر اچھال دی اور خود بھی چھلانگیں لگاتا ہوا اس کے پاس جا کھڑا ہوا مچھلی تڑپ رہی تھی اس کا وزن دس گیارہ پونڈ سے کسی طرح کم نہ رہا ہوگا۔

وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔!

"کمال کر دیا آپ نے....!" ایک نے آگے بڑھ کر احمق سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جاوید ہے....!"

"اچھا....!" احمق نے اس طرح کہا جیسے اس کا نام جاوید ہونا ہی چاہئے اور پھر مچھلی کو گھونسہ

دکھاتا ہوا بولا۔!" دیکھا تم نے....!"

"واقعی کمال ہے....!" ایک لڑکی بولی۔

احمق نے اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا....!" اور آپ کا نام....!"

"کیا مطلب....!" لڑکی نے اسے گھور کر کہا۔

"ان صاحب نے میرے کمال کا ذکر کرتے ہوئے اپنا نام جاوید بتایا تھا۔!" احمق بولا۔

لڑکی نے جھینپ کر کہا۔!" کوئی کمال وال نہیں ہے۔!اتفاق سے ہاتھ آ گئی ہو گی۔!"

"اچھا تو پھر لیجئے....!" احمق نے کہا اور دوڑ کر دوبارہ جھیل میں چھلانگ لگا دی....!

"حیرت ہے۔!" ایک نے کہا۔

"واقعی.... ناقابل یقین!" دوسرا بولا۔

"پانی میں بالشت بھر کی مچھلی بھی ہاتھوں سے نہیں پکڑ جاتی۔!"

"کہیں یہ کوئی بدروح تو نہیں ہے....!" ایک خاتون بولیں۔

اتنے میں احمق پھر دکھائی دیا... اور اس بار بھی اس نے اتنی ہی بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی تھی۔

"اور لاؤں....؟" اس نے انہیں آواز دے کر پوچھا۔!

"ضرور ضرور....!" سب بیک وقت بولے....!

احمق نے غوطہ لگایا۔

"ایسے میں جب کہ شکار نہ ہو رہا ہو یہ آدمی تو فرشتہ معلوم ہونے لگا ہے....!" لڑکی طویل سانس لے کر بولی۔ "میں اسے اپنا نام ضرور بتاؤں گی۔!"

"بکواس مت کرو....!" معمر خاتون نے اسے ڈانٹا وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آ رہی تھیں۔!

احمق نے پھر ایک بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی....!

"کم از کم دو اور ہونی چاہئیں....!" لڑکی نے چیخ کر کہا۔

معمر خاتون دوبارہ اس پر برس پڑیں.... لیکن وہ ہنستی رہی... پانچ منٹ کے اندر اندر دو مزید مچھلیاں خشکی پر پہنچ گئیں.... اب ان کی تعداد پانچ ہو چکی تھی۔

احمق بھی پانی سے باہر آ گیا....!

"میرا نام پروین ہے....!" لڑکی نے کہا۔

احمق نے سڑا سا منہ بنایا۔

"کیوں کیا میرا نام پسند نہیں آیا۔!"

"پروین....!" معمر خاتون نے اسے للکارا۔

"جائیے....! بلا رہی ہیں نامرموں سے بات نہیں کیا کرتے....!" احمق نے کہا۔

"نامرموں کیا....؟"

"مطلب یہ کہ غیر مردوں سے....!"

"اوہو.... نامحرموں سے....!"

"وہی.... وہی.... عربی کے الفاظ مجھے صحیح یاد نہیں رہتے....!"

"آپ کا کیا نام ہے....!"

"مران....!"

"یہ کیسا نام ہوا.... آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"نام کا پہلا حرف مجھے کچھ یتیم یتیم سا لگتا ہے اس لئے اس کے بغیر ہی نام بتاتا ہوں۔!"

"کیا مطلب....!"

"بغیر نقطے کے سارے حروف یتیم لگتے ہیں....!"

اس کے بعد معمر خاتون نے پھر پروین کو آواز دی تھی اور وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

احمق اپنی چھولداری میں جا گھسا....! مچھلیاں اسی جگہ پڑی تڑپ رہی تھیں۔!

دفعتاً جاوید نے اونچی آواز میں کہا۔ "او بھائی عجیب! ان مچھلیوں کا کیا ہو گا۔!"

احمق چھولداری کے پردوں سے سر نکال کر بولا۔ "جو خود سے آ کر نہ پھنسیں مجھ پر حرام ہیں....! میں تو نہیں ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا.... آپ لوگ شوق فرمائیے....!"

"سچ مچ عجیب ہے....!" جاوید آہستہ سے بڑبڑایا۔ یہ ایک وجیہہ اور تندرست نوجوان تھا۔! شیخ صاحب کا بھتیجا تھا اور مہمانوں کی دیکھ بھال اسی کے ذمے تھی۔!

تھوڑی دیر بعد احمق دوبارہ کپڑے پہن کر باہر آ گیا! اس دوران میں ان لوگوں نے مچھلیاں اپنے خیمہ میں پہنچا دی تھیں۔ احمق اپنے راڈ کے قریب جا بیٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اسے وہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو۔!

جاوید کو اس کی یہ بے تعلقی کھلنے لگی.... اور وہ اس کے پاس پہنچ کر بولا۔ "اجازت ہے! میں بھی یہیں بیٹھ جاؤں۔!"

"اوہ....!" احمق چونک پڑا۔ "ضرور.... ضرور....!"

"آپ کہاں سے آئے ہیں جناب....؟"

"گھر سے....!"

"گھر کہاں ہے....؟"

احمق نے ہاتھ اٹھا کر چھولداری کی طرف اشارہ کیا۔!

"آپ تنہا ہیں....؟" جاوید نے پوچھا۔!

"نہیں تو آپ سب بھی ہیں.... تنہائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"یہ کرتب آپ نے کس طرح سیکھا....؟"

"کون سا کرتب....!"

"یہی مچھلیاں پکڑنے کا! مجھے تو یہ انسانی کام نہیں معلوم ہوتا....!"

"تو کیا آپ مجھے شیطان سمجھتے ہیں....!" احمق نے بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ یہ ناممکن ہے....!" جاوید بولا۔

"مرزا غالب نے کہا تھا کہ اگر میرا بس چلے تو لفظ ناممکن کو ڈکشنری سے خارج کر دوں۔!"

"آپ بھول رہے ہیں یہ بات تو نپولین نے کہی تھی۔!"

"نپولین نے ترجمہ کیا ہوگا....! حقیقتاً یہ بات مرزا غالب نے کہی تھی۔!"

"کہی ہو گی....!" جاوید ہاتھ ہلا کر بولا۔! "مجھے تو آپ ان دونوں سے زیادہ عجیب لگ رہے ہیں! آپ نے پروین کو اپنا کیا نام بتایا تھا....!"

"مران....!"

"نام بھی میرے لئے بالکل نیا ہے....! لیکن آپ نے اس کے اس سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے....!"

"بکواس....!"

"کیا مطلب....!"

"مذہب کے سلسلے میں عموماً بکواس کرتا ہوں.... عمل نہیں کرتا۔!"

"کیوں نہیں کرتے....؟"

"شیطان بہکاتا رہتا ہے....!"

"لاحول پڑھتے رہا کیجئے....!"

"وہ مردود بھی تو لاحول پروف ہو گیا ہے.... اب اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔!"

"آپ لیڈر تو نہیں ہیں....!"

"لیڈر ہوتا تو وہ میرے قریب ہی نہیں آسکتا تھا....!"

"کیوں....؟"

"سوچتا کہ اپنوں کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ....؟"

جاوید آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کے پاس سے ہٹ کر اپنے ساتھیوں میں آبیٹھا۔!

"صورت سے احمق معلوم ہوتا ہے.... لیکن باتیں بڑے کانٹے کی کرتا ہے....!" اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔!

"مجھے تو یہ کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا....!" معمر خاتون بولیں۔

"کیا بُرائی ہے آنٹی....!" پروین بول پڑی۔

"تم مجھ سے بحث نہ کرو....!" خاتون غرائیں۔

پروین خاموش ہو گئی....! یہ محترمہ اس کی چچی تھیں.... شیخ صاحب کے مہمان تھے یہ لوگ اس لئے جاوید پر ان کا احترام واجب و لازم تھا، ورنہ اس جیسا کھلنڈر آدمی ان بڑی بی کا وجود برداشت نہ کر سکتا۔!

اس نے کہا... "قریباً پچاس پونڈ مچھلیاں اس کی بدولت ہاتھ آئی ہیں اس لئے ہمیں اس کو بُرا نہ کہنا چاہئے۔!"

"میں تو زبان پر بھی نہیں رکھوں گی....!" معمر خاتون نے جل کر کہا۔

"آخر کیوں....!" پروین پھر بول پڑی۔

"اس کے پاس کوئی سفلی علم ہے....!"

"لاحول ولا قوۃ....!" پروین کو ہنسی آ گئی۔

"میں کہتی ہوں مت پٹر پٹر بولو....!"

"میں اس سے یہ فن ضرور سیکھوں گا....!" جاوید کا لہجہ پُر عزم تھا، وہ پھر اٹھ کر احمق پاس جا بیٹھا۔!

احمق چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا.... ایک پیس جاوید کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "میں توڈ۔ مچھلی کھاتا ہوں۔!"

"کیوں....؟"

"خود سے آ کر پھنستی ہی نہیں.... زبردستی پکڑی ہوئی حرام سمجھتا ہوں....!"

"ڈبے کی تو بدبودار ہوتی ہیں۔!"

"عادت بُری بلا ہے.... ہر قسم کا احساس فنا کر دیتی ہے۔!"

"یہ بات آپ نے فلسفیوں کی سی کہی ہے۔!"

"دنیا کے سارے علوم نے میرے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے ہیں....!"

"اوہو....!"

"میرے ساتھ ڈبے کی مچھلی کھاؤ گے....!"

"نہیں جناب.... اس کی بو سے طبیعت مالش کرنے لگتی ہے۔!"

"اچھی بات ہے تم میری راڈ دیکھو شائد کوئی مچھلی پھنس ہی جائے میں کھانا کھالوں....

"ضرور.... ضرور....!" جاوید نے کہا اور احمق اٹھ کر اپنی چھولداری میں چلا گیا۔!

پروین انہیں بڑے غور سے دیکھتی رہی تھی۔ احمق کے اٹھتے ہی وہ جاوید کی طرف بڑھ

"اب کیا ہوا....!" اس نے قریب پہنچ کر پوچھا۔!

"ڈبے کی مچھلی کھانے گیا ہے....!"

"آپ نے کہا نہیں کہ اس کی پکڑی ہوئی مچھلیاں تلی جا رہی ہیں۔!"

"وہ کہتا ہے کہ جو خود سے آ کر نہ پھنسے مجھ پر حرام ہے....!"

"کیا واقعی آپ اس سے یہ کرتب سیکھیں گے....!"

"یقیناً....! میں کوشش کروں گا کہ وہ ہمارا مہمان ہو جائے۔!"

"کیا مطلب....!"

"وقت اچھا کٹے گا.... دلچسپ آدمی معلوم ہوتا ہے۔!"

جاوید مڑ کر اس کی چھولداری کی طرف دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "عجیب آدمی ہے۔ کبھی احمق معلوم ہوتا ہے اور کبھی فلسفی....!"

"کیوں....؟ کیا کہہ رہا تھا....!"

"خود سنئے اس کی گفتگو تو مزہ آئے گا....؟"

"پتہ نہیں کیوں چچی جان اس سے الرجک ہو گئی ہیں.... یہ سفلی عمل کیا ہوتا ہے۔!"

"جادو قسم کی کوئی چیز ہے....!"

"بکواس ہے.... ان بوڑھوں کی سمجھ میں جو چیز نہ آئے اسے جادو کا نام دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔!"

جاوید کچھ نہ بولا! وہ چھولداری کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔!

دفعتاً جھیل کا اوورسیئر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا.... اس کے ساتھ اس کے عملے کے دو آدمی اور بھی تھے اس نے قریب پہنچ کر تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا یہاں جال ڈال کر مچھلیاں پکڑی گئی ہیں۔!"

"نہیں تو....!" جاوید بولا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے....!"

"غلط اطلاع ملی ہے۔!"

"کیوں....؟" وہ اپنے ماتحتوں کی طرف مڑا۔

"انہوں نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے انہوں نے پانچ بڑی مچھلیاں وہاں پڑی دیکھی تھیں جب کہ پچھلے دن سے شکار ہوا ہی نہیں تھا۔!"

جاوید کو غصہ آ گیا اور پھر کیا تھا اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اوورسیئر اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ مچھلیاں ہاتھ سے پکڑی گئی ہوں گی۔ احمق چھولداری سے باہر نہ نکلا....!

"تم ذرا دیر ٹھہرو....! ثابت کر دیا جائے گا....!" جاوید نے تیز لہجے میں کہا۔ پھر اس نے احمق کو آواز دی۔ وہ باہر نکلا اور اب ایک بار پھر تیراکی کے لباس میں دکھائی دیا۔

"بے فکر رہو۔!" اس نے ہاتھ ہلا کر جاوید سے کہا۔! "چھٹی بار ثابت کرنے جا رہا ہوں۔!"

اس نے جھیل میں چھلانگ لگائی تھی اور سب دم بخود کھڑے دیکھتے رہے تھے۔!

جاوید نے پروین کو الگ لے جا کر کہا۔! "یہ اوورسیئر.... بہت بیہودہ آدمی ہے بات بڑھ جائے گی۔!"

"تو کیا ہوگا....؟"

"اس کے خاندان والے ہمارے خاندان سے الجھتے آئے ہیں۔!"

"اگر یہ بات ہے تو انکل کیا کہیں گے....!"

"کچھ بھی کہیں مجھے تو احمق ہی کا ساتھ دینا ہے....!"

اتنے میں اس نے پانی پر سر ابھارا اور کنارے پر پہنچ کر مچھلی اچھال پھینکی....!

پھر جیسے ہی وہ خشکی پر پہنچا اوورسیئر اور اس کے ساتھی جھپٹ پڑے۔

"یہ غیر قانونی ہے....!" اوورسیئر دہاڑا۔

"جال تو نہیں ڈالا تھا....!" احمق نے ہنس کر کہا۔

"میرے دفتر چلو....!"

"دفتر کو یہیں لائیے.... یہ میری عبادت کا وقت ہے....! کہیں بھی نہیں جا سکتا۔!"

"کھینچ لے چلو....!" سپروائزر نے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

"اگر ایسی کوئی بات ہوگی تو اچھا نہ ہوگا۔!" جاوید بھی دہاڑتا ہوا آگے بڑھا۔

"بھائی آپ لوگ جھگڑا نہ کریں....!" احمق نے دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔ "ہی اپنا قصہ تمام کئے دیتا ہوں۔!"

اس نے پانی کی طرف دوڑ لگائی اور ایک بار پھر چھلانگ لگا دی۔!

اوورسیئر اور جاوید کے درمیان دوبارہ تو تو میں میں شروع ہو گئی۔

جاوید کہہ رہا تھا۔! "شیخ صاحب نیک دل آدمی ہوں گے....! میں نہیں ہوں۔ جھگڑے شیخ صاحب کی وجہ سے دبے رہے ہیں.... دوبارہ بھی ابھر سکتے ہیں۔!"

"اچھی بات ہے....!" اوورسیئر سر ہلا کر بولا۔! "میں دیکھوں گا.... تم سرکاری میں مداخلت کر رہے ہو۔!"

"مقدمہ بناؤ اور عدالت میں ثابت کرنا....!" جاوید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اچانک پروین نے جاوید کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔! "بڑی دیر ہو گئی۔!"

پورے دس منٹ گذر چکے تھے لیکن وہ پھر سطح پر نہ ابھرا۔

"ہائے بیچارہ....! پروین گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی روہانسی آواز میں بڑبڑائی۔

"ایسے پاگل ڈوب کر ہی مرتے ہیں....!" اوورسیئر نے بڑی بے دردی سے کہا۔

جاوید دم بخود تھا کبھی گھڑی دیکھتا اور کبھی جھیل کی طرف۔ جاوید کے سارے ساتھی ایک جگہ اکٹھا ہو گئے تھے.... اور ہر ایک کی آنکھوں میں یہی سوال تھا "اب کیا ہوگا....؟"



جوزف اس درخت کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ چکا تھا، اس نے تھیلے سے دوربین نکالی اور مشرق کی طرف اس کا فوکس ایڈجسٹ کرنے لگا۔!

وہ سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر کچھ تلاش کر رہا تھا....! قریباً دس منٹ تک دوربین سنبھالے نزدیک و دور کا جائزہ لیتا رہا پھر بڑبڑایا۔ "اے آسمان والے میرے باس کو عقل دے۔!"

اس کے بعد اس نے دوربین تھیلے میں ڈالی تھی اور درخت سے اترنے لگا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ "میرے باپ نے بھی کبھی کسی سینگوں والے بندر کے بارے میں کچھ نہ سنا ہوگا.... میں اس کا بدنصیب بیٹا یہاں اس جنگل میں اس کا منتظر ہوں.... آسمان والے مجھے محفوظ رکھ.... جنگلی بھینسے سے نہیں ڈرتا.... لیکن سینگوں والا بندر.... اب ایسے مالک کو کیا چھوڑوں، جو یہاں اس جنگل میں بھی میرے لئے چھ بوتلیں یومیہ مہیا کر رہا ہے۔!"

نیچے پہنچ کر اس نے دوسرا بڑا تھیلا اٹھایا جو درخت کے تنے کے قریب ہی رکھا ہوا تھا۔ تھیلے کو کاندھے پر ڈال کر وہ ایک طرف چل پڑا۔

یہاں راستہ دشوار گذار تھا.... وہ بڑی احتیاط سے چڑھائی پر چڑھتا رہا۔

سرسبز چٹانیں خودرو پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھیں.... جوزف چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھیلے سے بوتل نکال کر دو تین گھونٹ لئے اور ادھ کھلی آنکھوں سے گردوپیش کا جائزہ لینے لگا۔!

ایک ہفتے سے وہ ان جنگلوں میں مرغ زرّیں کا شکار کھیل رہے تھے.... عمران بھی ان کے ساتھ آیا تھا.... لیکن تین دن سے اس کا کہیں پتہ نہ تھا.... صفدر اور تنویر دن بھر شکار کھیلتے

پھرتے اور جوزف عمران کی ہدایت کے مطابق مختلف قسم کے اوٹ پٹانگ معمولات میں الجھا رہتا۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ سینگوں والے بندر کی تلاش بھی جاری رکھی جائے۔ جوزف نے ان دونوں سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا.... تنویر سے اس کی نوک جھونک جاری رہتی اور صفدر بیچ بچاؤ کراتا رہتا۔

آج صبح بھی دونوں میں جھڑپ ہوئی تھی اور اس وقت جوزف اسی کے متعلق سوچ رہا تھا عمران کا خوف نہ ہوتا تو تنویر کو پچھتانا پڑتا....! جھگڑا عموماً عمران ہی کے بارے میں ہوتا تھا۔

"مم.... میں.... اس کی ہڈیاں توڑ دوں....!" جوزف بڑبڑایا "مگر باس....!" اس کے اس نے بھاڑ سا منہ پھیلا کر جماہی لی تھی اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ اس جگہ پہنچا جہاں تین چھولداریاں نصب تھیں۔

اس نے صفدر اور تنویر کی آوازیں سنیں.... انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بات پر لڑ پڑے ہیں!

آواز صفدر کی چھولداری سے آرہی تھی....! جوزف قریب پہنچا ہی تھا کہ تنویر غصے بھرا ہوا باہر نکلا اور جوزف کو دیکھ کر دہاڑا "کہاں ہے وہ خبیث....!"

"کس کی بات کر رہے ہو مسٹر....!" جوزف نے نرم لہجے میں پوچھا....!

"عمران....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"بکواس ہے....؟"

"اس سے نہ الجھو....!" صفدر نے چھولداری سے نکل کر کہا "جب میں نہیں جانتا تو یہ بھی لاعلم ہی ہوگا....!"

"تم خاموش رہو....! میں تم سے بات نہیں کر رہا....!"

"مجھ سے ہی بات کرنے دو مسٹر....!" جوزف نے تھیلا زمین پر رکھتے ہوئے صفدر سے کہا۔! "میرے سامنے میرے باس کی توہین کوئی بھی نہیں کرسکتا۔!"

تنویر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک جیپ آکر ان کے قریب رکی۔ ایک لحیم شحیم آدمی ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے برابر دوسرا مسلح آدمی باڈی گارڈ کی وردی میں ملبوس نظر آیا۔

"آپ لوگوں نے یہاں کس کی اجازت سے قیام کیا ہے....؟" ڈرائیو کرنے والے نے انہیں مخاطب کر کے گونجیلی آواز میں پوچھا....!

"ہمارے پاس شوٹنگ پرمٹ موجود ہیں....!" صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

اس پر باڈی گارڈ جیپ سے کود کر اس کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ نجیب خان صاحب سے اجازت حاصل کئے بغیر تم ان جنگلوں میں ایک گلہری بھی نہیں مار سکتے۔!"

"نہیں ہمیں اس کا کوئی علم نہیں....!"

"چھولداریاں اکھاڑو اور چلتے پھرتے نظر آؤ....!"

"نجیب خان صاحب سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔!" صفدر نے بدستور لہجے میں نرمی رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اجازت نہیں دے سکتا۔!" اسٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا؟ "آپ لوگ تشریف لے جائیں۔!"

"کیا یہ جنگل آپ کی ملکیت ہے....!" تنویر غرایا۔

"میں ٹھیکیدار ہوں....!" نجیب خان بولا۔

"شوٹنگ پرمٹ انہی جنگلات کے لئے حاصل کئے گئے ہیں اور ان میں کہیں کوئی ایسی شرط موجود نہیں ہے کہ ٹھیکیدار سے اجازت حاصل کئے بغیر شکار نہیں کھیلا جاسکتا۔!"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا.... اگر آپ لوگ خوشی سے نہ گئے تو زبردستی اٹھا دیئے جائیں گے۔!"

تنویر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا اور نجیب خان سے بولا۔ "تو پھر اب ہم کہاں جائیں خان صاحب....!"

"میں کیا جانوں....!" نجیب خان غرایا۔

دفعتاً جوزف آگے بڑھا اور اس کے باڈی گارڈ کو گھورنے لگا۔!

"کیا بات ہے....!" باڈی گارڈ نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... تم اپنا باس کو سمجھاؤ....!"

"جوزف.... مجھے بات کرنے دو....!" صفدر نے اس کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔

اتنے میں نجیب خان بھی جیپ سے اتر آیا.... صورت ہی سے سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا اور جسمانی توانائی آنکھوں سے مترشح تھی۔

"تم لوگ بات نہ بڑھاؤ....!" اس نے سخت لہجے میں کہا!

"سنئے تو خان صاحب....! فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ ہم فوری طور پر اپنا سامان یہاں سے ہٹا سکیں۔!"

"پہنچے کس طرح تھے۔!"

"ہمارا ایک ساتھی جیپ لے گیا ہے.... پتہ نہیں کب واپس آئے۔!"

نجیب خان کچھ سوچنے لگا پھر اُس سے اُن کے متعلق پوچھ گچھ شروع کر دی کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں.... لیکن انداز گفتگو اہانت آمیز تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ انہیں شر کی صف میں جگہ دینے پر تیار نہ ہو۔

"بات یہ ہے....!" وہ بالآخر کھل کر بولا۔ "یہاں سے دوسرے ملک کی سرحد قریب ہے اس لئے یہ علاقہ اسمگلروں کی جنت سمجھا جاتا رہا ہے.... لیکن جب سے میں نے ٹھیکہ لیا ہے مجال کہ کوئی میرے علاقے سے گذر سکے۔!"

"خان صاحب.... ہم صرف شکاری ہیں....!" صفدر نے کہا۔

"کچھ بھی ہو.... میں صرف ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں.... میری واپسی پر بھی یہیں نظر آئے تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔!" نجیب خان نے کہا اور اپنے باڈی گارڈ کو روانگی کا اشارہ کر کے جیپ کی طرف بڑھ گیا!

وہ خاموش کھڑے رہے اور جیپ آگے بڑھ گئی....! تنویر غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"اب بتاؤ....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "شہزادے صاحب نے جیپ بھی یہاں نہ چھوڑی۔

"کیا تم سچ مچ یہاں شکار ہی کھیلنے آئے ہو....!" صفدر نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا....! اب ہاتھ آیا تو اس کی خیریت نہیں۔!"

"مسٹر....!" جوزف مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

قریب تھا کہ دونوں کے درمیان ہاتھا پائی شروع ہو جاتی کسی نے جھول داری کے پیچھے

ان پر چھلانگ لگائی۔

"ہائیں....!" تین تحیر آمیز آوازیں بیک وقت سنائی دی تھیں۔

اور اب وہ اپنے جھگڑے بھول کر عمران کو گھورے جا رہے تھے، جوان کے سامنے صرف لنگوٹی میں کھڑا طرح طرح کے منہ بنا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد تنویر ہی سب سے پہلے بولا۔ "یہ سب کیا ہے....!"

"بڑے ظالم لوگ ہیں....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔! "ساری مچھلیاں بھی چھین لیں اور کپڑے تک اتروا لئے....!"

"کیا مطلب....!" صفدر آگے بڑھا۔

"وہاں جھیل پر.... پتہ نہیں کیسے لوگ ہیں! نہ تمہیں شکار کھیلنے دیتے ہیں اور نہ مجھے....! شکر کرو کہ ان لوگوں نے تمہارا سامان نہیں چھینا اور کپڑے نہیں اتروا لئے....!"

"جیپ کہاں ہے....!" تنویر دہاڑا۔

"وہیں جھیل پر....! یہ بڑا اچھا ہوا کہ میں نے جیپ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا.... ورنہ وہ شریف آدمی اس پر بھی قبضہ کر لیتے۔!"

"چلو میرے ساتھ....!" تنویر غرایا۔

"پٹو گے اگر مجھے ساتھ لے گئے.... یہ لو کنجی جا کر خود لاؤ۔!" اس نے مٹھی میں دبی ہوئی کنجی تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو ہم دونوں چلتے ہیں....!" صفدر بولا۔

بدقت تمام تنویر اس پر راضی ہوا تھا۔

جب وہ دونوں چلے گئے تو جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا! "کیا سچ مچ پٹے ہو باس۔!"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا.... کچھ بولا نہیں۔

"اپنی باتیں تم خود ہی جانو باس....! لیکن آخر اس بندر کی تلاش کب تک جاری رہے گی۔!"

"جب تک تیری شادی نہیں ہو جاتی۔!"

"دیکھو.... دیکھو.... باس بندر اور شادی کا نام ایک ساتھ نہ لو.... میرا باپ موگونڈا اسی میں تباہ ہوا تھا۔!"

"میں اس وقت تجھ سے قطعی یہ نہ پوچھوں گا کہ وہ حادثہ کیونکر ہوا تھا کیونکہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔!"

"کمبل لاؤں....!"

"کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے خبیث....!"

جوزف اپنی چھولداری سے کمبل نکال لایا اور عمران اسے اپنے جسم سے لپیٹتا ہوا زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اب بول کیا بات ہے!" اس نے جوزف کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مقصد....!"

"کیا مطلب....!"

"تنویر.... صفدر سے کس مقصد کے لئے الجھتا رہتا ہے....!"

"تجھے اتنی مہلت کیسے ملی کہ تو ان کی باتیں سن سکے....!"

"ہر وقت.... تو باہر نہیں رہتا باس....!"

"حالانکہ میں نے تجھے کام ہی اتنے بتا رکھے تھے کہ باہر ہی باہر رہے۔!"

"میں نہیں سمجھا باس....!"

"جس دن مجھے سمجھ گیا چھ بوتلیں زہر ہو جائیں گی....!"

"خیر.... ہوگا.... مجھے کیا.... جنگل سے تو نکال دیئے گئے ہیں.... لہٰذا مجھے بتاؤ کہ سینگوں والا بندر کہاں ملے گا۔!"

"کافی ہاؤز میں....!"

جوزف پھر کچھ نہ بولا....! وہ سوچ رہا تھا کہ اس بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ.... اگر بندر کی تلاش ختم کی تو اب اسے میاؤں میاؤں کرنے والے کسی ہاتھی کی تلاش پر بھی مامور کیا جا سکتا ہے.... باس کی بات باس ہی جانے.... اسے حق حاصل ہے کہ اندھے کنوئیں میں دھکیل دے

دفعتاً کسی گاڑی کی آواز سنائی دی اور عمران چھلانگ مار کر ایک چھولداری میں جا گھسا....!

جوزف کسی شکاری کتے کی طرح چوکنا ہو گیا تھا.... دایاں ہاتھ کوٹ کے نیچے بغلی ہولسٹر رینگ گیا۔ اگلے موڑ سے وہی جیپ پھر نمودار ہوئی جو کچھ دیر پہلے وہاں آئی تھی۔!

اس بار اس پر نجیب خان موجود نہیں تھا.... صرف باڈی گارڈ ہی نظر آیا۔

اس نے جوزف سے کہا۔ "اپنا سامان اٹھا کر گاڑی پر رکھو، میں تم لوگوں کو بستی میں پہنچا دوں گا۔!"

"امارا آدمی گاڑی لینے گیا ہے....!" جوزف نے خشک لہجے میں جواب دیا....!

"کہاں گیا ہے....؟"

"جھیل پر....!"

"تم چھولداریاں تو اکھاڑنا شروع کرو....!"

"مسٹر میں اپنے باس کا حکم سنتا ہے۔!"

وہ جھلا کر آگے بڑھا اور جوزف نے اسے سمجھانا شروع کیا کہ وہ مضبوط ہاتھ پیر کا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے مکوں کی تاب نہ لا سکے گا ہو سکتا ہے کہ اسے جبڑوں سے بھی محروم ہونا پڑے۔

"کیا بکواس ہے....!" وہ غراتا ہوا جوزف پر جھپٹ پڑا۔

"ڈیکھو ڈیکھو.... سنبھل جاؤ....!" جوزف نے اس کی کلائیاں پکڑتے ہوئے کہا۔

باڈی گارڈ اس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرتا رہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

"پیچھے ہٹو..!" کہتے ہوئے جوزف نے اسے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

پھر جھلاہٹ میں اس نے اپنے ہولسٹر پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ جوزف کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکل آیا۔ باڈی گارڈ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔!

"ہم جھگڑا نہیں کرتا....!" جوزف نرم لہجے میں بولا۔ "جب ہمارا آدمی آئے گا تب تم ہاتھ نیچے گرائے گا۔!"

باڈی گارڈ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

جوزف اسے بتانے لگا کہ وہ بھی ایک بہت بڑے آدمی کا باڈی گارڈ ہی ہے لہٰذا اسے اس معاملے میں اپنی توہین محسوس نہ کرنی چاہئے۔!

"اچھی بات ہے....!" باڈی گارڈ نے طویل سانس لے کر کہا۔ "تم اپنا ریوالور ہولسٹر میں رکھ لو میں تمہارے آدمی کا انتظار کروں گا۔!"

جوزف نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا اور باڈی گارڈ نے ہاتھ گرا دیئے۔ اس وقت اس کا
ہونقوں کا سا لگ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ جیپ میں جا بیٹھا۔

دس پندرہ منٹ بعد پھر کسی گاڑی کی آواز سنائی دی.... اس بار تنویر اور صفدر ہی تھے..
خاکی رنگ کی جیپ چھولداریوں کے قریب آ رکی....!

"کہاں ہیں تمہارے باس....!" صفدر نے جوزف سے پوچھا!

جوزف نے اسی چھولداری کی طرف اشارہ کر دیا جس میں عمران داخل ہوا تھا۔

لیکن چھولداری کا پردہ ہٹانے پر معلوم ہوا کہ وہ دوسری طرف سے نکل گیا تھا....! کیو
ادھر کے پردوں کے بند کھلے ہوئے تھے۔

"پتہ نہیں کیا کرتا پھر رہا ہے....!" تنویر دانت پیس کر بولا۔

پھر وہ چھولداریاں اکھاڑنے لگے تھے....! صفدر نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ "و
اُن کے لئے جھیل میں جال ڈالے جا رہے تھے۔!"

"کک.... کیوں....!"

"لوگوں کا خیال ہے کہ ڈوب مرا....!" تنویر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

جوزف ہنسنے لگا.... پھر بولا.... "لیکن مسٹر ہم جائیں گے کہاں....!"

"بستی میں کئی ہوٹل ہیں....!" صفدر نے جواب دیا!



جھیل کے اس گھاٹ پر خاصی بھیڑ تھی جہاں عمران کی چھولداری نصب تھی.... ڈو
والے کی لاش کی دستیابی کے لئے کوششیں جاری تھیں۔ جاوید اور اس کے ساتھیوں کے چہ
اتر گئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے احمق ان کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

پروین تو شائد کچھ دیر پہلے روتی رہی تھی.... اس کی آنکھیں متورم اور سرخ تھیں۔

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ "وہ رہا.... وہ رہا....!"

لاش پانی پر چت تیرتی ہوئی کنارے کی طرف آ رہی تھی۔!

"افسوس.... افسوس....!" کئی آوازیں فضا میں ابھریں۔

قریب پہنچ کر لاش نے پھر غوطہ کھایا اور سیدھی ہو کر خشکی پر چڑھ آئی۔

"ارے.... ارے....!" بے شمار تحیر زدہ آوازوں نے اس کا استقبال کیا۔

پروین کے قہقہوں میں آنسو بھی شامل تھے۔!

"یہ کیا حرکت تھی....!" اوورسیئر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"مچھلیوں کو پوری طرح معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں....!" احمق نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا! "نہ جانے کدھر سٹک گئیں۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں....!"

"آپ براہِ کرم خاموش رہیئے....!" جاوید نے آگے بڑھ کر اوورسیئر سے کہا۔! "جھیل میں تیراکی پر کوئی پابندی نہیں....!"

اچانک اس گھاٹ پر موجود سب ہی آدمیوں نے عمران کی طرف سے بولنا شروع کر دیا اور جھیل کے نگران عملے کی آواز گھٹ کر رہ گئی۔!

اوورسیئر نے حالات کا رخ بدلتے دیکھ کر وہاں سے ٹل ہی جانے میں عافیت سمجھی۔!

"آپ بہت تھک گئے ہوں گے....!" جاوید نے احمق کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔!

وہ کچھ نہ بولا۔ پروین خاموشی سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

احمق بھی بالکل خاموش تھا....! دفعتاً اس نے چونک کر کہا۔

"میرا راڈ کہاں ہے....!"

"ہم نے احتیاط سے رکھ دیا ہے آپ مطمئن رہیئے....!" جاوید بولا۔

"اور اب تو آپ ہمارے مہمان ہیں.... ہمارے ساتھ ہی چلیں گے۔!"

"کک.... کہاں....!"

"ہمارے گھر.... اگر آپ یہاں رہے تو اوورسیئر ضرور پریشان کرے گا۔!"

"میں اسے بغل میں دبا کر جھیل میں کود جاؤں گا۔!"

"آپ نہیں جانتے.... وہ اچھا آدمی نہیں ہے....!"

"ہم اس سے کہہ چکے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھی ہیں....!" پروین بولی۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔!" احمق بڑبڑایا۔

"کیوں....؟"

"میں خود کو ہر وقت تنہا اور لاوارث محسوس کرنا چاہتا ہوں۔!"

"دیکھئے جناب.....! آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔!"

"اگر آپ زبردستی کریں گے تو مجبور ہو جاؤں گا۔!"

"زبردستی ہی سمجھ لیجئے۔!"

"آپ کے یہاں مونگ کی دال تو نہیں کھائی جاتی۔!"

"کبھی کبھی.....!" جاوید ہنس کر بولا۔

"میں اس سے الرجک ہوں..... لہٰذا معاف کر دیجئے۔!"

جاوید نے اپنے ملازموں کو اس کا سامان اکٹھا کر کے گاڑیوں تک پہنچانے کی ہدایت دی تھی کہ اوورسیئر پھر آ پہنچا اس کے ساتھ اس بار دس بارہ ہٹے کٹے آدمی تھے اور کوئی بھی صور سے رحم دل نہیں معلوم ہوتا تھا۔!

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا.....!" اس نے احمق کو للکارا۔

جاوید کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا..... اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوورسیئر پر جھپٹ پڑے گا۔!

دفعتاً احمق نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اب تم دخل نہ دو.....! صاحب غصے میں معلوم ہوتے ہیں مجھے ان کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔!"

"یہ ناممکن ہے آپ ہمارے مہمان ہیں! ہماری عزت کا سوال ہے۔!" جاوید اسی پر الٹ پڑ

"نہیں اوورسور صاحب آپ مجھے لے چلئے.....!" احمقانہ انداز میں کہا گیا۔!

پھر اوورسور پر جو قہقہہ پڑا ہے تو احمق کبھی بوکھلا کر اپنا منہ دباتا اور کبھی دونوں ہاتھو گال پیٹنے لگتا تھا۔

"پکڑ لو.....!" اوورسیئر اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر دہاڑا۔

"اب میں واقعی جان دے دوں گا.....!" احمق نے پھر پانی میں چھلانگ لگا دینے کی د دیتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس کی طرف جھپٹے اور احمق انہیں جھکائی دے کر سیدھا اپنی چھولداری میں جا گھ وہ ادھر مڑے قریب پہنچے ہی تھے کہ چھولداری اکھڑ کر ان پر جا پڑی ساتھ ہی احمق نے ؟ داری پر چھلانگ لگائی اور چیخنے لگا۔ "ہاں..... ہاں..... مار ڈالو..... مجھے لوٹ لو.....!"

وہ سبھی ایک دوسرے پر ڈھیر ہوتے چلے گئے تھے.....! اوورسیئر ہکا بکا کھڑا رہ گیا۔!

احمق بڑی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف جھپٹا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا۔

"آپ خود پکڑ لے چلئے..... مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا..... کیونکہ آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں۔!"

اوورسیئر بے بسی سے ہنسنے لگا..... اس میں کسی قدر جھینپ بھی شامل تھی۔

"رہنے دو.....!" اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے کہا جو چھولداری کے نیچے سے نکل آنے کی جدوجہد کر رہے تھے پھر احمق سے بولا۔ "کیا تم سچ مچ پاگل ہو۔!"

"میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے.....؟" احمق نے گلوگیر آواز میں کہا۔!

"اچھا تو پھر میرا مہمان بننا قبول کر لو.....!" اوورسیئر کے لہجے میں بھی اس بار نرمی تھی۔

احمق نے مڑ کر جاوید کی طرف دیکھا۔

جاوید آگے بڑھ کر بولا۔ "یہ ناممکن ہے! یہ پہلے سے میرے مہمان ہیں.....!"

اوورسیئر نے اسے نظرانداز کر کے عمران سے کہا۔ "میرے مہمان بنو یا جیل جانے کے لئے تیار رہو۔!"

"اب بتائیے بھائی صاحب.....!" احمق جاوید کی طرف دیکھ کر گڑگڑایا۔

"آپ میرے مہمان ہیں میں کچھ نہیں جانتا.....!"

"اچھا تو جناب آپ مجھے قتل کر دیجئے.....!" احمق نے اوورسیئر سے کہا اور جاوید کی طرف دیکھ کر بولا۔ "پھر آپ ان کے دس مہمانوں کو قتل کر دیجئے گا..... مجھے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہوگی۔!"

ایک بار پھر سب ہنس پڑے..... صرف اوورسیئر اور جاوید دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھورے جا رہے تھے۔!

"اب آپ بتائیے میں کیا کروں.....!" دفعتاً احمق پروین سے پوچھ بیٹھا۔!

"جیل چلے جائیے.....!" وہ مسکرا کر بولی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے.....!" احمق نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "ایسے مہمان کو جیل ہی جانا چاہئے..... چلئے جناب لے چلئے.....! اگر نہیں..... ٹھہریئے ایک میزبان میرا سامان

اپنے ساتھ لے جائے اور دوسرا مجھے.... واہ کیا ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔!"

وہ جاوید کی طرف مڑ کر بائیں آنکھ دباتا ہوا مسکرایا۔

"کپڑے تو پہن لو....!" اوورسیئر بولا۔

"ناممکن....! جو بات زبان سے نکل گئی نکل گئی.... جو میں اپنے اس میزبان کے سپرد اسے واپس نہیں لے سکتا....! آپ کے ساتھ تو یونہی چلوں گا۔!"

"تم آدمیوں کی طرح بات کیوں نہیں کرتے....!" اوورسیئر پھر جھلا گیا۔

"تو کیا لنگوٹی بھی اسی میزبان کے حوالے کر دوں....!"

"اب میں سچ مچ پکڑوا کر لے چلوں گا.... سامان سمیت....!"

"ٹاٹا....!" احمق نے جاوید کی طرف مڑ کر ہاتھ ہلایا اور چھپاک سے جھیل میں لگا دی۔!

"دیکھو....!" اوورسیئر اپنے آدمیوں کی طرف دیکھ کر دہاڑا اور ان میں سے تین سمیت ہی جھیل میں کود گئے....!

پروین کی چچی نے جاوید کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور بولیں۔ "تم اس کا سامان واپ ساتھ ہرگز نہ لے چلنا....!"

"آخر کیوں آنٹی....!" پروین بول پڑی۔

"تم خاموش رہو....! جاوید میاں نے اگر میرا کہنا نہ مانا تو بڑی مشکل میں پڑیں گے۔

"آپ فکر نہ کریں.... میں جانتا ہوں کہ کیا کر رہا ہوں۔!"

اوورسیئر کے وہ آدمی جو پانی میں کودے تھے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارتے رہے لیکن سراغ نہ مل سکا۔!

آخر کار اوورسیئر نے جاوید کو گھونسہ دکھا کر کہا "تم شوق سے اس کا سامان لے جاؤ۔ اب شائد ہی شیخ صاحب کے گھرانے کو سکون نصیب ہو سکے۔!"

جاوید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

شام ہونے سے پہلے پہلے جاوید کے ساتھی بستی میں پہنچ گئے تھے۔

پروین کی چچی نے جاتے ہی شیخ صاحب کو ان حالات سے آگاہ کر دیا اور وہ جاوید پر

"یہ کیا کیا تم نے....!"

"میں اسے کہیں اور ٹھہرا دوں گا....! ضروری نہیں کہ وہ اسی گھر میں قیام کرے....!"

"جاوید تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں آج کل کتنا پریشان ہوں.... تم نے یہ خواہ مخواہ کا بکھیڑا کر دیا۔!"

"آپ کیوں پریشان ہیں مجھے بھی تو بتائیے....!"

"کچھ نہیں.... جو دل چاہے کرو....!" شیخ صاحب نے کہا اور وہاں سے چلے گئے....!

"دیکھا تم نے....!" پروین کی چچی نے جاوید کو مخاطب کر کے کہا۔!

جاوید کچھ نہ بولا۔ قریباً سات بجے ایک ملازم نے جاوید کو کسی کمبل پوش کی آمد کی اطلاع دی۔!

"کمبل پوش....!" جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"کہیں وہی نہ ہو....!" پروین اچھلتی ہوئی بولی۔

وہ اس وقت کیرم کھیل رہے تھے....! ان کے پارٹنرز کو ان کا اس طرح اٹھ جانا کھل گیا تھا لیکن وہ خاموش رہے۔! جاوید اور پروین باہر آئے تھے برآمدے کے نیچے ایک کمبل پوش کھڑا نظر آیا اس کے چہرے پر روشنی نہیں پڑ رہی تھی اس لئے فوری طور پر پہچانا نہ جا سکا....!

"فرمائیے....!" جاوید نے برآمدے ہی میں کھڑے کھڑے پوچھا۔!

"کمبل خیراتی ہے.... آپ لوگ کھانا کھلوا دیجئے....!" کمبل پوش نے کہا اور جاوید قہقہہ مار کر اس سے لپٹ گیا۔!

"آپ نے میری لاج رکھ لی....!" وہ اس سے بولا۔ "چلئے اندر چلئے.... میں نے آپ کے لئے الگ کمرے کا انتظام کیا ہے۔!"

وہ اسے اندر لایا اور پروین سے بولا! "آپ وہیں چلئے میں انہیں کمرے تک پہنچا کر آتا ہوں۔!"

پھر وہ کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ شیخ صاحب دوسرے دروازے میں کھڑے نظر آئے۔

وہ احمق کو گھورے جا رہے تھے دفعتاً انہوں نے جاوید سے کہا "تم نے تو کہا تھا کہ تم انہیں کہیں اور ٹھہراؤ گے۔!"

احمق نے جھک کر انہیں سلام کیا اور جاوید سے بولا۔ "یہ غالباً آپ کے والد صاحب ہیں۔!"

"جی.... چچا صاحب....!"

"ایک ہی بات ہے.... اچھا اب آپ آرام کیجئے....!" احمق نے اُس کا شانہ تھپک کر
"میں ذرا چچا کو اپنی دکھ بھری کہانی سنانا چاہتا ہوں....!"

جاوید نے متحیرانہ انداز میں شیخ صاحب کی طرف دیکھا جو خود بھی حیرت سے کمبل دیکھے جا رہے تھے۔

"ان سے کہئے.... کہ یہ جا کر آرام کریں....!" احمق نے شیخ صاحب سے کہا اور وا کر بولے۔! "ہاں.... ہاں.... جاؤ....!"

جاوید غیر ارادی طور پر کمرے سے نکل گیا اور مڑ کر دیکھا تو احمق دروازہ بند کرتا آیا.... وہ جاوید کو آنکھ مار کر مسکرایا بھی تھا۔

جاوید جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا....! اس کی آنکھوں میں فکر مندی کے آثار تھے۔ بند دروازے کو گھورے جا رہا تھا پھر بے آواز چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا اور د کر ان کی گفتگو سننے کی کوشش کرتا رہا.... لیکن اسے حیرت ہوئی اندر سے کسی قسم کی نہیں آ رہی تھی۔!



جاوید پھر اسی کمرے میں واپس آیا جہاں وہ لوگ کیرم کھیل رہے تھے! کھیل دوبارہ ش لیکن جاوید کا دماغ اسی معاملے میں الجھا رہا وہ قریباً پانچ منٹ تک احمق والے کمرے کے در کھڑا رہا تھا لیکن اندر سے کسی کی بھی آواز نہیں سنائی دی تھی.... اس کا خیال تھا کہ شیخ گفتگو کے اختتام پر اس کمرے میں ضرور آئیں گے۔!

آدھا گھنٹہ گذر گیا.... لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی.... پروین کی چچی کمرے میں موجود تھیں اس لئے احمق کا تذکرہ بھی نہ ہو سکا...! پروین نے پہلے ہی کمبل متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کر دی تھی لہٰذا جاوید سے کسی نے بھی اس کے بارے میں نہیں پو جاوید بے چینی محسوس کر رہا تھا! اتنے میں ایک ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ کھانے ان کا انتظار ہو رہا ہے....! وہ اٹھ گئے۔

پھر جیسے ہی ڈائننگ روم میں داخل ہوئے، پروین کی چچی "ارے" کہہ کر ٹھٹھک گ میز پر شیخ صاحب کے ساتھ احمق بھی موجود تھا اور شیخ صاحب کی بڑی لڑکی عالیہ

ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور خلاف معمول شیخ صاحب کا چہرہ بھی کھلا ہوا تھا۔

"آیئے.... آیئے....!" شیخ صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔ "ارے جاوید.... یہ عمران صاحب تو بڑے دلچسپ آدمی ہیں.... ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔!"

جاوید نے مڑ کر پروین کی چچی کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر ناخوشگوار اثرات تھے۔!

وہ سب بیٹھ گئے اور عالیہ نے جاوید سے کہا۔! "اس دوران میں میری معلومات بہت وسیع ہو گئی ہیں.... آپ کے یہ مہمان بڑی قیمتی اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔!"

"مجھے خوشی ہے کہ میری دریافت آپ لوگوں کے لئے باعث زحمت نہیں بنی....!" جاوید ہنس کر بولا۔

کھانے کے دوران میں احمق تو خاموش رہا اور عالیہ انہیں بتاتی رہی کہ کس طرح اس کی معلومات میں اچانک گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ "مثال کے طور پر....!" وہ ہنستی ہوئی بولی! "عمران صاحب کا خیال ہے کہ چاند کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے.... خلاء باز نہ جانے کہاں جا کر واپس چلے آتے ہیں۔!"

"کیوں جناب....!" جاوید نے عمران کو مخاطب کیا....!

عمران نے احمقانہ سنجیدگی کے ساتھ سر کو جنبش دی۔!

"کیا آپ اس کے لئے کوئی دلیل رکھتے ہیں....!"

"اس وقت تو کوئی دلیل نہیں رکھتا....!"

"کیا مطلب....!"

"جس وقت میں نے یہ بات کہی تھی بے چون و چرا تسلیم کر لی گئی تھی۔ دس پندرہ منٹ گذر جانے کے بعد دلیل بھی غائب....!"

وقت قہقہوں میں گذرتا رہا.... کھانے کے بعد جب سب اٹھ گئے تو عالیہ نے جاوید کو ایک طرف لے جا کر کہا۔ "یہ آخر ہے کیا بلا جس نے ابا جان جیسے سنجیدہ آدمی کو بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور کر دیا....!"

"کیا مطلب....!"

"یہاں آنے سے پہلے میں نے انہیں سرونٹس کوارٹر کے قریب گھٹنوں کے بل چلتے دیکھا تھا۔!"

"اوہ....!" جاوید کسی سوچ میں پڑ گیا....!

ڈائننگ روم میں اب ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا....!

"صورت سے تو بالکل احمق معلوم ہوتا ہے....اور باتوں سے کبھی کبھی اتنا عقل مند معلوم ہونے لگتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔!" عالیہ بولی۔

"مم.... میں دراصل اس سے مچھلیاں پکڑنے کا فن سیکھنا چاہتا ہوں اور پھر اگر داؤد سے جھڑپ نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں اسے مہمان نہ بناتا....!"

"وہ لوگ تو بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔!"

"خیر.... لیکن تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے....!" جاوید نے طویل سانس لے کر

"الجھن کی بات ہی ہے تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اباجان کسی بھی مرحلے پر غیر سنجیدہ ہوجائیں"

"مگر اندھیرے میں تم نے انہیں پہچانا کیونکر....!"

"اوہو.... گفتگو بھی تو کئے جارہے تھے دونوں....!"

"کس قسم کی گفتگو کررہے تھے دونوں....!"

"یہ بتانا دشوار ہے....!میں نے ان کی آوازیں سنی تھیں۔!"

"اچھی بات ہے میں دیکھتا ہوں....!" جاوید نے کہا اور ڈائننگ روم سے نکل کر عمران کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

دروازے پر رک کر دستک دی۔!

"کون ہے۔!" اندر سے آواز آئی۔ "ٹ.... ٹھہرو....!ذرا یہ پاجامہ مجھے پہن رہا ہے"

اس کے بعد دروازہ کھلنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔!

"پاجامہ پہن چکا آپ کو....!" جاوید نے ہنس کر پوچھا۔

"بغیر کمربند کا ہو تو آدمی ہی کو پہنتا ہے....!"

"ارے تو آپ نے کمربند کے لئے کہا کیوں نہیں....!"

"میں اس کا قائل نہیں کہ پاجامہ مہمان کا اور کمربند میزبان کا....!"

"چچا جان آپ پر مہربان کیونکر ہوئے....!"

"چچا جان اور مہربان....واہ....شعر کہا جاسکتا ہے....!"

"نہیں بتایئے....!پروین کی چچی نے تو نہیں آپ کے خلاف بھڑکایا تھا۔!"

"چچا آپ کے اور چچی پروین کی....!"

"بات اڑانے کی کوشش نہ کیجئے....!"

"مجھ پر عورتوں کے علاوہ اور ہر ایک کو رحم آجاتا ہے....!"

"آپ اور انکل اُس وقت کہاں گئے تھے....!"

"وہ مجھے اپنا پائیں باغ دکھانے لے گئے تھے....!"

"اندھیرے میں....!"

"اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہوں....یہی تو میری اسپشلٹی ہے....!"

"آپ پتہ نہیں کیا چیز ہیں اب تو آپ سے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔!"

"کیوں....؟"

"پتہ نہیں....!"

"تو پھر اٹھاؤں سامان اپنا....کیا نام تھا اوورسیئر صاحب کا....داؤد بیگ....!"

"یہ تو کسی طرح بھی ممکن نہیں....اگر آپ کالے سانپ بھی ثابت ہوئے تو ہمیں برداشت کرنا ہی پڑے گا۔!"

"ہوں تو پروین کی چچی نے میری مخالفت کی تھی....!"

"ہاں....وہ یونہی جلتی کڑھتی رہتی ہیں ذرا ذرا سی بات پر....!"

"اچھا تو چلو انہیں جلائیں....!"

"آخر کیوں....؟"

"پھر کیا کریں....کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے....!" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ "یہاں کوئی تفریح کی جگہ تو نہیں معلوم ہوتی۔!"

"کئی اچھے ہوٹل ہیں....آپ کیا سمجھتے ہیں ہماری بستی کو....!"

"تو پھر لباس تبدیل کروں....!" عمران نے چہک کر پوچھا۔!

"بالکل....!"



نجیب خان گل کدہ کے ڈائننگ ہال میں کسی کا منتظر تھا! یہ یہاں کا سب سے اچھا رہائشی ہو(ٹل) تھا۔ غیر ملکی سیاح زیادہ تر یہیں قیام کرتے تھے۔

یہاں کا نظم و نسق جدید تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ میزوں پر خوش رو لڑکیاں سرو کر تھیں اور ہیڈ ویٹر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی تھا۔ نجیب خان نے اسے اشارے سے بلایا۔

ہیڈ ویٹر اس اشارے پر خوف زدہ سا ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا!

"جناب عالی....!" قریب پہنچ کر وہ تعظیماً جھکا....!

"سنہرے بالوں والی لڑکی کہاں ہے....!"

"ج.... جی.... وہ....!" ہیڈ ویٹر چاروں طرف دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بو

"پتہ نہیں.... شش شائد.... وہ آج چھٹی پر ہے....!"

"کیا اپنے کمرے میں موجود ہے....!"

"معلوم نہیں جناب....!"

"معلوم کراؤ....!"

ہیڈ ویٹر ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

یہاں کے ملازمین نجیب خان سے بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔! سرو کرنے لڑکیاں اسے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتیں۔

تھوڑی دیر بعد ہیڈ ویٹر واپس آیا.... اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔!

"وہ کہہ رہی ہے کہ میں کسی سے بھی نہیں ملنا چاہتی....! دروازہ ہی نہیں کھولتی....!" نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے میرا نام نہیں لیا تھا....!" نجیب آہستہ سے غرایا۔

"لیا تھا جناب....!"

"اچھا....!" نجیب اٹھتا ہوا بولا۔ "میں خود دیکھتا ہوں۔!"

ہیڈ ویٹر پیچھے ہٹ گیا۔ نجیب خان میزوں کے درمیان سے گذرتا ہوا بالائی منزل زینوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک منہ کے بل گر پڑا۔

پھر بڑی پھرتی سے اٹھا تھا اور اپنے پیچھے والی میز کے ایک آدمی پر ٹوٹ پڑا تھا۔!

وہ "ارے.... ارے....!" ہی کرتا رہ گیا....!

چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے.... نجیب کے ہاتھوں پٹنے والا فرش پر چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔!

ہوٹل کے منیجر کی حالت قابل دید تھی....! شائد وہ بھی نجیب سے خائف تھا....! اسی لئے کسی قسم کی باز پرس کئے بغیر پٹنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

کسی نے بھی نجیب سے کچھ پوچھنے کی زحمت گوارہ نہ کی اور نجیب بھی اس کی طرف مزید توجہ دیئے بغیر زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہیڈ ویٹر پٹنے والے کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔!

"آخر بات کیا تھی....!" منیجر نے ہیڈ ویٹر سے پوچھا۔

نجیب اب ڈائننگ ہال میں موجود نہیں تھا۔

"صاحب....!" ہیڈ ویٹر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحب کے پیر سے الجھ کر خان صاحب گرے ہوں گے۔!"

"خان صاحب....!" منیجر نے مٹھیاں بھینچ کر ٹھنڈی سانس لی۔

پٹنے والا اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس طرح بار بار آنکھیں پھاڑنے لگا تھا جیسے کچھ سجھائی نہ دے رہا ہو۔!

"کیا میں آپ کو اٹھاؤں جناب....!" ہیڈ ویٹر نے جھک کر آہستہ سے پوچھا۔!

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہیڈ ویٹر کو دیکھنے لگا۔

"اٹھاؤ.... اور میرے دفتر میں لے چلو....!" منیجر بولا۔

کچھ لوگ ابھی وہیں کھڑے تھے اور کچھ اپنی میزوں پر واپس چلے گئے تھے.... موضوع گفتگو نجیب خان ہی تھا۔



جاوید پر بوکھلاہٹ طاری تھی.... اور عمران احمقانہ انداز میں پٹے ہوئے آدمی کی لڑکھڑاتی چال دیکھے جا رہا تھا۔ ہیڈ ویٹر اسے سہارا دے کر منیجر کے کمرے کی طرف لے چلا تھا۔

"یہ.... یہ.... کک.... کیا کیا آپ نے....!" جاوید نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے.... کیا مطلب....!"

"آپ نے ٹانگ ماری تھی.... وہ بیچارا خواہ مخواہ پٹ گیا۔!"

"اچھا تو کیا اب تم مجھے پٹوانے کا ارادہ رکھتے ہو....!"

"اب اٹھیے.... اس کی نظر مجھ پر نہیں پڑی تھی.... ورنہ وہ ادھر ہی کا رخ کرتا....!"

"کیا مطلب....!"

"داؤد بیگ اس کے مصاحبوں میں سے ہے....! اس لئے یہ بھی ہمارے خاندان سے دشم رکھتا ہے۔!"

"ہے کون....؟"

"نجیب خان.... جنگلات کا ٹھیکیدار اور سرکش آدمی ہے شرفا اس سے ڈرتے ہیں....! حد بار سوخ بھی ہے مگر یہ بتایئے آپ نے اسے ٹانگ کیوں ماری تھی۔!"

"وہم ہے تمہارا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی....!"

"آپ نے دیکھا کہ منیجر بھی دم دبا کر چلا گیا....؟"

"کیا اس کے خلاف قانونی کاروائی کرنے والا یہاں کوئی نہیں....؟"

"مقامی حکام اس کی مٹھی میں ہیں....!"

"ماروں پھر....!"

"کیا مطلب....!"

"اگر میری کسی غلطی کی بناء پر وہ بیچارہ پٹا ہے تو پھر میرا فرض ہے کہ میں نجیب خان کو ضر ماروں۔!"

"بس بس....! زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں.... بستی کے بہت بڑے بڑے بدمعاش اس کے نام سے کانپتے ہیں۔!"

"اچھا تو اب تم چپ چاپ گھر جاؤ....!"

"کیا مطلب....!"

"یار تمہارے مطلب سے تو میں تنگ آگیا ہوں.... اوہ.... دیکھو وہ واپس آرہا ہے۔!"

جاوید چونک کر زینوں کی طرف متوجہ ہوگیا....! نجیب خان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی.... سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت لڑکی لیکن وہ بے حد خائف نظر آرہی تھی۔!

وہ اسے لئے باہر نکلا چلا گیا۔!

"اٹھو....!" عمران نے جاوید سے کہا۔

جاوید اٹھ گیا.... لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے....! وہ باہر نکلے۔

نجیب خان لڑکی کو ایک ٹرک کی طرف لئے جا رہا تھا.... باہر زیادہ روشنی نہیں تھی۔

ٹرک اندھیرے ہی میں کھڑا تھا....! تاروں کی چھاؤں میں ان دونوں کی دھندلی پرچھائیاں سی نظر آرہی تھیں۔ پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے اور انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

"جلدی کرو.... ہمیں بھی ٹرک پر سوار ہونا ہے۔!" عمران نے کہا اور جاوید کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگا۔

جاوید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے....! بس وہ دوڑتا رہا اور جیسے ہی ٹرک حرکت میں آیا وہ بھی عمران ہی کی طرح چھلانگ مار کر ٹرک کے پچھلے حصہ پر چڑھ گیا۔

"لیٹ جاؤ....!" عمران آہستہ سے بولا۔!"میں تمہیں بتاؤں گا کہ تاروں بھرا آسمان بھی کبھی کتنا بھلا لگتا ہے۔!"

"پتہ نہیں آپ کس مصیبت میں پھنسانے والے ہیں۔!"

"میں سمجھا تھا کہ تم ایک نڈر اور ایڈونچر کے شائق نوجوان ہو....!"

"آخر یہ کس قسم کا ایڈونچر ہے....!"

"ارے تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ایک لڑکی کو لے جا رہا ہے اور لڑکی خائف نظر آتی ہے۔!"

"لاحول ولا قوۃ....!"

"موقع نہیں ہے! ورنہ میں بھاگ جاتا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"لاحول پڑھی تھی تم نے....!"

"سنئے جناب....! یہ کوئی ایسی انوکھی بات نہیں ہے....! گل کدہ کی لڑکیاں لوگوں کے ساتھ باہر بھی جاتی ہیں۔!"

"یہی تو دیکھنا ہے کہ باہر جاکر کیا کرتی ہیں....!"

"آپ نہیں جانتے....!" جاوید جھنجھلا کر بولا۔

"قسم لے لو....!"

"لاحول ولا قوۃ....!"

"اب پڑھی لاحول تو نیچے چھلانگ لگادوں گا۔!"

پھر وہ خاموش ہوگئے....! جاوید جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہوگیا تھا۔ پتہ نہیں اب کیا حشر ہو.... وہ سوچ رہا تھا بات بڑھنے پر شیخ صاحب تک نہ جا پہنچے۔!

ٹرک شور مچاتا آڑے ترچھے پہاڑی راستوں پر دوڑا جارہا تھا سناٹے میں اس کی آواز معمول سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہورہی تھی۔!

دفعتاً ٹرک کی رفتار کم ہونے لگی اور عمران نے جاوید سے کہا۔"جب تک میں اٹھنے کو نہ کہوں اسی طرح لیٹے رہنا۔!"

آخر کار ٹرک رک گیا.... لیکن انجن بند نہیں کیا گیا تھا۔ پھر انہوں نے نجیب خان کی آواز سنی جو کسی سے کہہ رہا تھا!"پیچھے بیٹھ جاؤ۔!"

"اٹھو....!" عمران نے جاوید کو جھنجھوڑ کر کہا۔!"اسی طرح بیٹھ جاؤ جیسے اسی کے بٹھائے ہوئے ہیں۔!"

جاوید نے بڑی پھرتی دکھائی.... دو آدمی ٹرک پر چڑھ آئے.... اندھیرے میں ان کی شکلیں تو نہ دکھائی دیں.... البتہ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں صاف پہچانی جاسکتی تھیں۔

نووارد ان سے کسی قدر الگ ہٹ کر بیٹھ گئے.... اور ایک نے اونچی آواز میں کہا"بیٹھ گئے۔!"

ٹرک دوبارہ حرکت میں آگیا.... نووارد خاموش بیٹھے رہے....!

تھوڑی دیر بعد عمران کچھ ایسے انداز میں ان کی طرف جھکا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو.... انہوں نے بھی جواباً اپنے سر آگے بڑھائے تھے! پھر جاوید نے دیکھا کہ دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے اور عمران ان پر چڑھ بیٹھا۔!

جاوید دم بخود بیٹھا رہا....! اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے دل اچھل کر حلق میں آپھنسا ہو۔

اس کیفیت پر قابو پالینے سے پہلے ہی اس نے دیکھا کہ دونوں نووارد لمبے لمبے لیٹ گئے ہیں۔!

عمران پھر اس کے قریب کھسک آیا۔

"ان کے کپڑے اتار کر ہمیں پہننا ہے اور انہیں اپنے پہنانا ہے۔!" عمران نے جاوید کے کان سے منہ لگا کر کہا۔!

"یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں آپ....!"

"جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو.... ورنہ زحمت میں پڑجاؤ گے....!"

یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی طے ہوا۔ نوواردوں کے پاس رائفلوں کے علاوہ بڑی بڑی ٹارچیں بھی تھیں۔!

"کیا یہ دونوں مرگئے....!" جاوید نے پوچھا۔!

"ہم دونوں کو بھوت سمجھ کر فی الحال بے ہوش ہوگئے ہیں۔!"

"میں بھی بیہوش ہوجاؤں گا.... اگر آپ نے دو منٹ کے اندر اندر مجھے یقین نہ دلایا کہ آپ بھوت نہیں ہیں....!"

"فکر نہ کرو....! میں نے تمہیں بھی بھوت بنادیا ہے.... لہٰذا تم بے ہوش نہ ہوسکو گے۔!"

"شائد میری زندگی کی یہ آخری رات ہو....!" جاوید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

عمران کچھ نہ بولا۔

کچھ دیر بعد ٹرک پھر رکا تھا اور نجیب کی آواز سنائی دی تھی۔!"اترو اور راستہ دکھاؤ....!"

عمران نے جاوید سے کہا۔"تم اپنی ٹارچ ہرگز نہ روشن کرنا....!"

کاندھوں سے رائفلیں لٹکاتے ہوئے وہ نیچے اتر گئے۔!

نجیب بھی لڑکی سمیت نیچے ہی کھڑا ہوا ملا....! عمران نے ٹارچ ایسی پوزیشن میں روشن کی تھی کہ روشنی خود ان دونوں کے چہروں پر نہ پڑ سکے۔! نجیب لڑکی کا بازو پکڑے ہوئے بائیں جانب والے ایک درے میں داخل ہوا اور عمران کی ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔!

درہ زیادہ طویل نہیں تھا.... وہ پھر کھلے میں نکل آئے اور اس سفر کا اختتام ایک بڑے سے جھونپڑے پر ہوا، جو لکڑی کے تختوں سے بنایا گیا تھا....!

"تم دونوں باہر ٹھہرو....!" نجیب نے ان کی طرف مڑے بغیر کہا اور لڑکی سمیت

جھونپڑے میں چلا گیا۔!

چاروں طرف گھور اندھیرا تھا.... البتہ جھونپڑے کی کھڑکیوں سے ہلکی ہلکی روشنی پھو
رہی تھی.... غالباً اندر کیروسین لیمپ روشن تھا۔!

وہ دونوں پہرے داروں کے سے انداز میں دروازے پر جم گئے۔

دروازہ صرف بھیڑا گیا تھا! اندر سے بند نہیں کیا گیا تھا....!

"کہیں وہ دونوں ہوش میں آکر یہاں نہ آپہنچیں....!" جاوید نے آہستہ سے کہا۔

"ایک گھنٹہ سے پہلے ہوش میں نہ آسکیں گے....! فکر نہ کرو....!" عمران بولا۔!

"اب زبان کھولو....!" انہوں نے نجیب کی غراہٹ سنی۔

"میں کچھ نہیں جانتی....! جانتی ہوتی تو وہیں بتا دیتی.... مجھ پر رحم کیجئے....!"

"گل کدہ میں کب سے ہو....!"

"پندرہ دن سے زیادہ نہیں ہوئے....!"

"اس سے پہلے کہاں تھیں....!"

"سردار گڈھ میں....!"

"وہاں کیا کرتی تھیں....!"

"پڑھتی تھی.... یقین کیجئے....! میں ایک اچھے گھرانے کی فرد ہوں.... وہ ایک اُ
افتاد تھی جس نے اس حال کو پہنچا دیا....!"

"کالے آدمی کی بات کرو.... جن کے ساتھ کالا آدمی ہے وہ کون ہیں....؟"

"میں نے کسی کالے آدمی کو نہیں دیکھا....!"

"بکواس مت کرو.... تم ان میں سے ایک کے کمرے میں بھی گئی تھیں۔!"

"کمرے میں گئی تھی.... اوہ.... وہ.... میرے اور میرے گھرانے کے ایک شناسا ہیں
صفدر صاحب....! اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی.... وہ گل کدہ ہی میں مقیم ہیں اسی اچانک
کی بناء پر میں خود کو بیمار بیمار سی محسوس کرنے لگی تھی۔!"

"کیوں بیمار محسوس کرنے لگی تھی....!"

"اب ایسے حالات سے دوچار ہوں کہ کسی شناسا کا سامنا نہیں کر سکتی....!"

"وہ کیا کرتا ہے....!"

"یہ میں نہیں جانتی....!"

"سچی بات....!" نجیب غرایا.... "ورنہ جانتی ہو یہاں کیا حشر ہوگا تمہارا۔!"

"اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی....!"

"اچھی بات ہے اب تم دیکھو گی کہ تم پر کیا گذرتی ہے.... باہر بھی دو آدمی موجود ہیں۔!"

"رحم کیجئے مجھ پر....!"

"ناممکن....!"

"میں کس طرح یقین دلاؤں آپ کو....؟"

"کتنے دنوں بعد اس سے ملاقات ہوئی ہے۔!"

"سات آٹھ سال بعد.... کسی زمانے میں وہ ہمارے پڑوسی تھے۔!"

"اگر یہ بات غلط نکلی تو....!"

"جو چور کی سزا وہ میری....!"

"تم مجھے جانتی ہو....!"

"آپ کو کون نہیں جانتا....!"

"تمہاری صحیح و سلامت واپسی کی صرف ایک ہی صورت ہے۔!"

"میری واپسی....!" وہ رقت آمیز آواز میں بولی "لیکن اب وہاں واپس نہیں جانا چاہتی....!
جس طرح لائی گئی ہوں اس کے بعد میں گل کدہ میں کسی سے بھی آنکھیں نہ ملا سکوں گی۔!"

"تو کیا تم نے خدا کی تلاش میں گھر سے باہر قدم نکالا تھا....؟"

"کسی طرح بھی نکلی ہوں.... لیکن گل کدہ کی دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں....
صرف محنت سے اپنی روزی کماتی ہوں۔!"

"میں تمہیں بُرائی کے راستے پر تو نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

"پھر آخر یہاں میری موجودگی کا کیا مطلب ہے....!"

"ایک اچھے کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ....!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"اپنے اس شناسا کے بارے میں معلومات فراہم کر کے مجھ تک پہنچاؤ لیکن اس پر یہ نہ ہونے پائے کہ تم کسی دوسرے کے لئے معلومات حاصل کر رہی ہو۔!"

"کیا صفدر صاحب نے وہاں سے میری روانگی نہ دیکھی ہوگی۔!"

"نہیں....!وہ لوگ اُس وقت گل کدہ میں موجود نہیں تھے....!اور پھر وہ ذاتی طور نہیں جانتا۔!"

"کیا....وہ....کوئی....!"

"سنو....!ہو سکتا ہے آٹھ سال پہلے وہ کوئی اچھا آدمی رہا ہو....بُرائی تو پل بھر میں ذہن پر حاوی ہو جاتی ہے مجھے شبہ ہے کہ وہ اسمگلروں کی کسی ٹولی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں آدمی ضرور ہوں۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے ملک و قوم کو نقصان پہنچے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں ہر طرح حاضر ہوں....!"

"شاباش....!تم واقعی نیک لڑکی معلوم ہوتی ہو....کیا نام ہے تمہارا....!"

"تہمینہ....!"

"اچھا تو چلو، میں تمہیں واپس بھیج آؤں! میرا خیال تھا کہ تم بھی اسی گروہ سے تعلق ہو....لیکن میں تمہاری آنکھوں میں معصومیت دیکھ رہا ہوں....!"

"بہت بہت شکریہ....!لیکن اب میں گل کدہ واپس نہیں جانا چاہتی۔!"

"پھر تم اس کے بارے میں معلومات کیسے فراہم کرو گی....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں....!"

"چلو....!صرف تمہارے ضمیر کو مطمئن ہونا چاہئے۔!"

"کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی....!"

"اب پیدا ہو گئی ہو تو بھگتوں گا....!" عمران بڑبڑایا اور جاوید کو ہنسی آ گئی۔

"رونے کا مقام ہے...!اتنی بڑی ہو جانے کے بعد کہہ رہی ہے کاش میں پیدا ہی ہوتی۔!"

دفعتاً اندر سے نجیب کی آواز آئی۔!"اچھا....چلو....میں تمہیں پہنچا دوں....!"

وہ باہر نکلے اور نجیب نے روشنی دکھانے کو کہا۔!

جاوید سوچ رہا تھا کہ اب ضرور کوئی گڑ بڑ ہوگی....اگر ٹرک پر بیٹھ بھی گئے تو کہیں اسی جگہ نہ اتار دیئے جائیں جہاں سے وہ دونوں آدمی سوار ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہوا تو پیدل چلتے چلتے دم لبوں پر آ جائے گا۔ آخر اس احمق کو یہ کیا سوجھی تھی....؟

ٹرک کے قریب پہنچ کر نجیب نے ان سے کہا۔"تم لوگ جھونپڑے میں واپس جاؤ....رات وہیں بسر کرنا....!"

عمران نے کھانسیوں کے درمیان بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔"بہت بہتر....!" اور جاوید کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی۔!

انجن اسٹارٹ ہوا اور ٹرک آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ واپسی کے لئے اس کا رخ موڑنا تھا۔

عمران جاوید کا بازو پکڑ کر اسے اندھیرے میں کھینچ لے گیا۔

پھر جیسے ہی ٹرک کا رخ بدلا وہ آہستہ سے بولا۔"بس اب احتیاط سے ٹرک پر چڑھ چلو....!"

جاوید بہت شدت سے بوکھلایا ہوا تھا....!ٹرک پر پہنچ کر جان میں جان آئی۔

دونوں بے ہوش آدمی اب بھی لمبے لمبے لیٹے ہوئے تھے۔!

"اب کیا صورت ہوگی....!" جاوید نے عمران کے کان سے منہ لگا کر پوچھا۔

"بہت بد صورت ہوگی....! کیونکہ ان دونوں سے اپنے کپڑے واپس لینے پڑیں گے۔! ردی بڑھ گئی ہے....ورنہ اپنے کپڑے پہن کر ان کے کپڑے سرہانے رکھ دیتے۔!"

جاوید نے طوعاً و کرہاً اپنے حصے میں آئے ہوئے آدمی کے جسم سے اپنے کپڑے اتارے تھے اس کے کپڑے اسے پہنائے تھے۔!

کچھ دیر بعد عمران نے اس سے کہا۔!"بستی کے قریب والے موڑ پر تم اتر کر گھر کی راہ لینا۔!"

"اور آپ....!"

"میں نجیب خان کو اس لڑکی کے پیدا ہونے کا مزہ چکھاؤں گا....!"

"آخر مقصد کیا ہے....!"

"چھٹیاں اسی طرح گذارتا ہوں....!"

"آپ کو مہمان بنا کر میں نے سچ مچ حاتم کی قبر پر لات ماری ہے۔!"

"حاتم نے مہمان کو گھوڑا ذبح کر کے کھلایا تھا گدھا نہیں۔!"

"اگر یہ دونوں ہوش میں آگئے تو کیا ہوگا....!"

"ہمارے کپڑے ہمارے جسموں پر موجود ہیں.... لہٰذا اب کیا پرواہ.... جس وقت چاہیں ہوش میں آجائیں....!"

جاوید نے زچ ہو کر خاموشی اختیار کرلی۔

عمران کچھ دیر بعد بولا۔!"واپس آکر تمہیں مچھلی پکڑنے کی ترکیب بتاؤں گا۔!"

"موتی چور کے لڈو بھی لیتے آیئے گا....!" جاوید نے بھنا کر کہا.... وہ سوچ رہا تھا کہ کمبخت بچوں کی طرح بہلا رہا ہے۔! پتہ نہیں کیا مقصد ہے ان سب حرکتوں کا۔



گل کدہ کے قریب پہنچ کر نجیب خان نے ٹرک روکا ہی تھا کہ ایک آدمی اسٹیئرنگ کی طرف والے دروازے کے قریب آکھڑا ہوا۔

"دو آدمی ٹرک سے گرے ہیں....!" اس نے بھدی آواز میں اطلاع دی۔!

"تم کون ہو....!" نجیب خان نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔!

"میں تمہیں ایک اطلاع دے رہا ہوں.... تمہیں اس سے کیا کہ میں کون ہوں.... یقین ہو تو چلو میرے ساتھ۔!"

وہ آدمی روشنی میں تھا.... نجیب نے اسے بغور دیکھا! عجیب سا چہرہ تھا....! پھولی ہو بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں کے سائبان نے دہانے کو پوری طرح ڈھک لیا تھا۔ ناک ا ٹھوڑی کے درمیان صرف مونچھیں نظر آتی تھیں۔

"تم بکواس کر رہے ہو....!"

"خوب....! وہ دیکھو.... ٹریفک کانسٹیبل بھی اسی طرف آرہا ہے.... شاید اس نے دیکھا تھا۔!"

نجیب گاڑی سے اترتا ہوا تہمینہ سے بولا!"تم جاؤ....!"

وہ دوسری طرف سے اتر کر ہوٹل کی جانب بڑھ گئی۔

"اوہ.... خان صاحب السلام علیکم جناب عالی....!" کانسٹیبل نے بڑے ادب سے ا سلام کر کے وہی اطلاع دی جو خوف ناک چہرے والے اجنبی نے کچھ دیر پہلے دی تھی۔

"چلو.... دکھاؤ کہاں ہیں....!" نجیب نے کہا اور کانسٹیبل کے ساتھ چل پڑا۔

وہاں سے قریباً سو قدم کے فاصلے پر اسے اپنے وہ دونوں آدمی پڑے ہوئے ملے جنہیں جھونپڑے ہی میں ٹھہرنے کو کہہ آیا تھا۔

وہ بے ہوش تھے اور اکھڑی سانسیں لے رہے تھے۔

"وہ کہاں گیا.... وہ....!" نجیب مضطربانہ انداز میں مڑا۔

"کون جناب....!" کانسٹیبل نے پوچھا۔

"وہ جو میرے پاس کھڑا تھا....!"

"ہمارے ساتھ تو کوئی بھی نہیں آیا....!"

"یہ میرے آدمی ہیں.... پیچھے بیٹھے ہوئے تھے! میرے کسی دشمن نے انہیں اس حال کو پہنچایا ہے! تم انہیں دیکھو میں اسے تلاش کرتا ہوں....!"

"بہت اچھا جناب....!"

نجیب خان دوڑنے کے سے انداز میں ہوٹل کے صدر دروازے تک پہنچا تھا۔

جیسے ہی ڈائننگ ہال میں داخل ہوا وہاں ایک بار پھر کھلبلی پڑ گئی۔ وہ دروازے کے قریب رک کر ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا جائزہ لینے لگا تھا۔

خوف ناک چہرے والا آدمی وہاں دکھائی نہ دیا۔

اب اس کے قدم زینوں کی طرف بڑھ رہے تھے....! اوپر پہنچ کر تہمینہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دی....! لیکن اندر سے جواب نہ ملا۔ ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا لیکن تہمینہ کی بجائے ایک مرد پر نظر پڑی جو صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا!

"تہمینہ کہاں ہے....؟" نجیب نے گونجیلی آواز میں پوچھا!

"میں بھی اسی کا منتظر ہوں....!"

"کیا وہ ابھی یہاں آئی تھی....!"

"نہیں تو.... مجھے معلوم ہوا تھا کہ اسے کوئی بدمعاش اپنے ساتھ لے گیا ہے....!"

"تم کون ہو....؟" نجیب دہاڑا۔

"میں عمران ہوں....!"

"کیا اس کے گاہک ہو.....!" نجیب نے لہجے میں نرمی پیدا کر کے پوچھا۔!

"کیا وہ آلو بخارا ہے کہ میں اس کا خریدار ہوں۔!"

"سیدھی طرح بات کرو.....!"

"اے الٹی سیدھی تو تم خود ہانک رہے ہو.....! میرا کیا قصور.....!"

"اچھا کمرے سے نکل جاؤ۔!"

"میں اُس بدمعاش کا انتظام کر رہا ہوں جو اسے خوف زدہ کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

"بکواس بند کرو.....! میں اسے لے گیا تھا.....!"

"صورت ہی سے بدمعاش معلوم ہوتے ہو.....!"

"شٹ اپ.....!"

"تہمینہ کہاں ہے.....!"

"میں کہتا ہوں کمرے سے نکل جاؤ.....!"

"تم نے بہت بُرا کیا! وہ مجھ سے خفا ہو کر سردار گڈھ سے چلی آئی تھی لیکن اب میر جان نے شادی کی اجازت دے دی ہے۔!"

"اوہ..... تو تمہاری وجہ سے اس نے گھر چھوڑا تھا۔!"

"ہاں..... لیکن اب میں اسے واپس لینے آیا ہوں.....!"

"اب وہ تمہارے کام کی نہیں رہی..... واپس جاؤ!" نجیب نے زہریلی سی ہنسی کے ساتھ

"میں جانتا ہوں کہ وہ کسی کام کی نہیں! نہ روٹیاں پکا سکتی ہے اور نہ گھر میں جھاڑو دے ہے پھر بھی میں اسے دل و جان سے چاہتا ہوں۔!"

"کیا تم بالکل گدھے ہو.....!"

"اے زبان سنبھال کے.....! منہ توڑ دوں گا اگر مجھے گدھا کہا۔!"

"جاؤ ننھے بچے گھر واپس جاؤ..... ورنہ دیر سے جانے پر ممی ماریں گی۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا..... اچھا تہمینہ نے بتایا ہوگا..... ممی اور پاپا اب تک میری پٹائی ہیں۔!" عمران نے جھینپنے کی سی اداکاری کی۔

"اچھا بس اب جاؤ.....!"

"ہرگز نہیں تہمینہ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.....! وہ طوائف ہو گئی ہے.....!"

"واہ..... وا..... تب تو ناچ گانے کی بھی آسانی رہے گی۔!"

نجیب خان خاموش ہو کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حماقت طاری ہو گئی تھی۔

"اچھا تو سنو.....!" دفعتاً نجیب نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔! "وہ کمرہ نمبر سات میں ہو گی جا کر اسے بلا لاؤ.....!"

"اوہ..... وہ تو میں بھول ہی گیا..... تم نے کچھ دیر پہلے مجھے گدھا کہا تھا.....!"

نجیب جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے باہر سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

تہمینہ اندر داخل ہوئی اور دروازے کے قریب ہی ٹھٹھک گئی۔!

"کیوں کہا تھا گدھا...!" عمران نے کہہ کر ایک بھرپور ہاتھ نجیب کے جبڑے پر رسید کر دیا۔

حملہ غیر متوقع تھا..... نجیب لڑکھڑاتا ہوا..... دیوار سے جا ٹکرایا..... اس کے بعد تو وہ پاگل ہو گیا تھا۔ وحشیانہ انداز میں عمران پر ٹوٹ پڑا لیکن اس تھوڑی سی جگہ میں بھی عمران اپنے پھرتیلے پن کا مظاہرہ کر کے اسے تھکاتا رہا۔

تہمینہ دیوار سے لگی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی۔

تہمینہ کی اچانک آمد ہی نے عمران کو ایسا قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہو گا ورنہ شائد وہ اس حد تک نہ جاتا..... اس وقت اگر ذرا سی بھی چوک ہو جاتی تو خود اس کا پول کھل جانے میں کیا باقی رہتا۔ وہ نجیب کے حملوں سے بچ بچ کر اسے تھکا رہا تھا..... اچانک اس نے تہمینہ سے کہا "کھڑی کیا دیکھ رہی ہو..... باہر جاؤ..... نیچے میرا انتظار کرنا.....!"

تہمینہ مشینی انداز میں باہر نکل گئی اس میں اس کے ارادے کا دخل نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"اب سنبھل جاؤ بدمعاش.....!" عمران نے نجیب کو للکارا۔! "ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا.....!" نجیب نے اس پر چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے بائیں جانب ہٹ کر ایک جچا تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔!

اس بار نجیب گرا تو پھر نہ اٹھ سکا.....! اس ضرب کا مقصد ہی بیہوش کر دینا تھا۔!



تہمینہ ڈائننگ ہال میں نہ ملی.... لہٰذا عمران نے صفدر کے کمرے کا رخ کیا....! اس کا انداز تھا کہ کمرہ نمبر سات ہی میں اس کا قیام ہوگا۔!

نجیب کے اپنے خیال کے مطابق اگر وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی تو پھر اسی شناسا کے پاس گئ ہوگی جس کی وجہ سے اس مصیبت میں پڑی تھی۔

اندازہ درست نکلا.... وہ کمرہ صفدر ہی کا تھا.... اور تہمینہ وہاں موجود تھی۔

عمران کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا اور پھر جلدی سے بولی "یہی تھا....!"

"تھا نہیں بلکہ ہے....!"

"آپ.... یعنی کہ....!" صفدر ہکلا کر رہ گیا۔

"لڑکی خطرے میں ہے....! تم اسے یہاں سے لے جاؤ.... طعامستان کے کمرہ نمبر گیارہ کنجی طلب کرلینا.... یہ لو رسید....!" عمران نے کہا اور پرس سے ایک رسید نکال کر صفدر کے حوالے کی۔!

"یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" تہمینہ روہانسی آواز میں بولی۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر اس پر عمل نہیں کیا تو زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی۔" عمران نے کہا اور صفدر سے بولا۔! "یہ کمرہ بدستور تمہارے نام پر انگیج رہے گا.... ہاں... دونوں کہاں ہیں۔!"

"الگ.... الگ.... جگہوں پر.... ان سے کسی وقت بھی رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔!"

"ٹھیک ہے دس منٹ کے اندر اندر یہاں سے روانہ ہو جاؤ....!" عمران نے کہا اور ص کے کمرے سے نکل آیا۔

اب وہ پھر تہمینہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا.... دروازہ کھول کر دیکھا۔

نجیب خان اب بھی فرش پر چت پڑا تھا....! دروازہ بند کر کے عمران باہر آگیا اور لاؤنج ایک ایسی کرسی اپنے لئے منتخب کی جس پر بیٹھ کر تہمینہ کے کمرے کے دروازے پر نظر رکھ سکتا ریڈی میڈ میک اپ جیب سے چہرے پر منتقل ہو چکا تھا.... وہی پھولی ہوئی ناک اور مونچھیں دوبارہ چہرے کی کرختگی بن گئیں۔!

ٹھیک دس منٹ بعد اٹھ کر وہ کمرہ نمبر سات کی طرف گیا تھا اور یہ معلوم ہو جانے پر کہ صفدر لڑکی سمیت وہاں سے جا چکا ہے.... وہ بھی گل کدہ سے نکل آیا۔



جاوید کی آنکھ صبح دیر سے کھلی.... قریباً دو بجے شب تک وہ عمران کا منتظر رہا تھا اس کے بعد اس کے متعلق چوکیدار کو ہدایات دے کر اپنے سونے کے کمرے کی راہ لی تھی۔!

اٹھتے ہی سب سے پہلے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ کی.... اور یہ معلوم کر کے مطمئن ہو گیا کہ وہ تین بجے واپس آیا تھا اور اب تک اپنے کمرے سے برآمد نہیں ہوا.... جاوید نے ضروریات سے فارغ ہو کر عمران کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔!

"آجاؤ....!" اندر سے آواز آئی.... ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی عمران فرش پر سر کے بل کھڑا تھا۔

"آپ آدمی بھی ہیں یا....!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"آدمی ہی نہیں بلکہ بے ضرر آدمی....!"

"کیا مطلب....!"

"اس لئے کہ میں تمہارے جبڑے پر مکا نہیں رسید کر سکتا بیٹھ جاؤ.... میں عبادت سے فارغ ہو کر تمہاری خیریت دریافت کروں گا۔!"

جاوید بائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ کر اسے بغور دیکھتا رہا۔

دو تین منٹ بعد عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "نجیب خان کے آدمی میری تلاش میں ہیں۔!"

"آپ نے بہت بُرا کیا....؟ اب میں خود ہی داؤد بیگ سے استدعا کروں گا کہ وہ آپ کو اپنا مہمان بنا لے....!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا.... جاوید ہی دیکھنے کے لئے اٹھا تھا۔

اس نے دروازہ کھولا....! شیخ صاحب سامنے کھڑے نظر آئے۔

"تم یہاں ہو....!"

"جی.... ہاں....!"

"دیکھا تم نے.... آخر وہی ہوا.... بُروں کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے....!" شیخ صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

"جی میں نہیں سمجھا....!"

"گل کدہ میں نجیب خان کی لاش پائی گئی ہے۔!"

"جی....!" جاوید اچھل پڑا اور تیزی سے عمران کی طرف مڑا.... لیکن اس کے چہرے پر حماقت مآبی کے علاوہ اور کوئی تاثر نہ دکھائی دیا۔

"جس لڑکی کو وہ زبردستی ہوٹل سے لے گیا تھا اسی کے کمرے میں مردہ پایا گیا ہے.... لڑکی غائب ہے....!" شیخ صاحب بولے.... اور چند لمحے خاموش رہ کر جاوید سے کہا۔ "ذرا میرے پاس ہو جانا....!" اور پھر وہ کمرے سے چلے گئے.... جاوید ایک ٹک عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔

"مجھے اس طرح نہ دیکھو....! پیارے! اسے اس شخص نے مارا ہوگا جس کے متعلق وہ لڑکی سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا....! بہرحال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کسی سے بھی اس کا تذکرہ کیا تو خود بھی پھنسو گے۔!"

"میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا.... لیکن آپ براہِ کرم یہاں سے چلے جایئے۔!"

"اگر میں چلا گیا تو شیخ صاحب کو بہت دکھ ہوگا۔!"

"آپ اس کی فکر نہ کیجئے میں انہیں سمجھالوں گا۔!"

"تمہاری مرضی.... لیکن ایک بات ہے جب تک شیخ صاحب خود مجھ سے یہ نہیں کہیں گے کہ چلے جاؤ میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔!"

"اچھی بات ہے!" جاوید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا.... شیخ صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے نجیب خان کی باتیں چھیڑ دیں اس کی پچھلی بدمعاشیوں کا تذکرہ کرتے رہے پھر بولے۔

"آج تم لوگ شکار کے لئے نہ جاؤ تو بہتر ہے۔!"

"جی ہاں میں بھی سوچ رہا تھا....! شکار کے لئے جائیں گے تو یہ حضرت ضرور ساتھ ہوں گے کچھ تعجب نہیں کہ آج داؤد بیگ سے جھڑپ ہی ہو جائے۔! میں نے خواہ مخواہ ایک مصیبت مول لے لی ہے۔!"

"کیسی مصیبت....!"

"یہی عمران....!" جاوید نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں تو سوچ رہا ہوں آج ان صاحب کو رخصت ہی کر دوں۔!"

"نہیں یہ ناممکن ہے....!"

"کیوں....؟ پہلے تو آپ نے....!"

"بحث مت کرو....! وہ یہیں رہے گا.... خواہ سال بھر قیام کرے۔!"

جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ پھر بولا۔! "اب یقین آ گیا کہ وہ حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"عالیہ کہہ رہی تھی کہ کل شام جب اندھیرا پھیل گیا تھا، وہ پائیں باغ میں سرونٹس کوارٹرز کے قریب بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔!"

"تم سب بیہودہ ہو....!" شیخ صاحب غصیلے لہجے میں بولے۔ "میں اسے وہ پودے دکھا رہا تھا جو افریقہ سے منگوائے ہیں۔!"

جاوید خاموشی سے چلا آیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے.... دوسرے کمرے میں پروین سے ملاقات ہوئی۔

"اب تو آنٹی بھی اُس کا کلمہ پڑھنے لگی ہیں۔!" پروین نے عمران کے متعلق اسے اطلاع دی۔

"یہ حادثہ کیونکر ہوا....!" جاوید نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں....! اس وقت دونوں بہت گھل مل کر باتیں کر رہے ہیں۔ آنٹی بات بات پر قہقہے لگا رہی ہیں.... ویسے ہے بہت دلچسپ آدمی....!"

"مداری کہہ سکتی ہو....!"

"کیوں کیا بات ہے....!" وہ چونک کر جاوید کو گھورنے لگی جس کے لہجے کی خشکی واضح طور پر محسوس کی جا سکتی تھی۔

"کچھ نہیں.... کچھ بھی تو نہیں....!"

"کیا شکار پر نہیں چلنا.... خاصی دیر ہو گئی....!"

"آج ہم شکار پر نہیں جائیں گے.... انکل نے کسی وجہ سے منع کر دیا ہے۔!"

"دن بھر بوریت رہے گی۔!"

"کچھ بھی ہو.... ان کے آگے کسی کی نہیں چلتی....!"

"آیئے تو پھر وہیں بیٹھیں....!"

"چلیئے....!" جاوید نے بے بسی سے کہا۔

وہ سخت الجھن میں تھا.... سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ شیخ صاحب کو پچھلی رات کے واقعات سے کس طرح آگاہ کرے۔

پروین اسے اس کمرے میں لائی جہاں اس نے ان دونوں کو چھوڑا تھا۔!

یہاں صرف چچی موجود ملیں....!

"وہ کہاں گیا....!" پروین نے پوچھا۔

"بڑا عجیب آدمی ہے.... باتیں کرتے کرتے اٹھتا ہوا بولا۔! میں اپنی پیٹھ کھجانا چاہتا ہوں خواتین کے سامنے کھجاتے ہوئے شرم آتی ہے اور بس چلا گیا....!"

جاوید کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ تھی اس نے پوچھا۔ "وہ آپ سے کیا باتیں کر رہا تھا۔"

"یہی کہ مرغیاں پالنا اس کی ہابی ہے اور اس نے مرغیوں کی ایک بالکل نئی نسل ایجاد کی۔ جن کے انڈے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔!"

بعد میں پروین نے جاوید کو بتایا کہ مرغیاں چچی کی کمزوری ہیں.... مرغیوں سے محبت کرنے والوں کو وہ اچھی نظر سے دیکھتی ہیں۔!

"یہی تو اس کا کمال ہے.... دو چار باتوں میں پتہ لگا لیتا ہے کہ مخاطب کس طرح قابو میں آسکے گا۔!" جاوید بولا۔ "اب یہی دیکھو کہ انکل جیسے ہوشیار آدمی اس کی لچھے دار باتوں میں آگئے۔!"

"میرا خیال ہے کہ آپ اُس سے کچھ بد دل ہو گئے ہیں....!" پروین اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

جاوید بات اڑا کر دوسری طرف چلا گیا۔ عمران گھر پر موجود نہیں تھا۔



پچھلی رات گل کدہ سے نکل کر عمران طعامستان گیا تھا اور وہ اس وقت ریڈی میڈ میک اپ

میں تھا۔

صفدر سے کمرہ نمبر گیارہ میں ملاقات ہوئی تھی اس طرح کہ لڑکی اسے میک اپ میں نہیں دیکھ پائی تھی۔ عمران نے اسے مشورہ دیا تھا کہ فی الحال وہ خود بھی میک اپ میں رہے اور لڑکی کی شکل میں بھی کسی قدر تبدیلی کر دے۔

آج صبح صفدر نے اس کے سنہرے بالوں میں سیاہ خضاب ہی لگوا دیا تھا وہ اپنی حالت پر رو پڑی....!

"مجبوری ہے.... حالات کے پیش نظر یہ ضروری تھا....!" صفدر نے اسے دلاسا دیا۔

"نجیب خان آپ کا دشمن کیوں ہو گیا ہے....؟"

"میں اور میرے ساتھی یہاں شکار کی غرض سے آئے تھے اس سے جھڑپ ہو گئی.... وہ ہمیں اسمگلر سمجھتا ہے۔!"

"وہ.... وہ.... بھی آپ کا ساتھی ہی ہے.... جس نے پچھلی رات ہمیں یہاں بھیجا تھا۔!"

"ہاں.... آں.... ساتھی ہی ہے۔!"

"اس نے نجیب کو زچ کر دیا تھا۔!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی....! صفدر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا سامنے عمران کھڑا تھا....! اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور تہمینہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ویری گڈ.... اب تمہیں کوئی بھی نہیں پہچان سکتا....! میں ذرا دیر کے لئے صفدر کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں.... تم بلا ضرورت باہر نہ نکلنا....!"

پھر وہ دونوں ڈائننگ ہال میں آبیٹھے تھے.... کمرے سے نکلتے ہی عمران نے دوبارہ مصنوعی ناک اور مونچھیں لگالی تھیں۔

"گل کدہ کے کمرہ نمبر سات سے نجیب کی لاش برآمد ہوئی ہے!" اس نے صفدر کو اطلاع دی۔

"کیا مطلب....!"

"میں نے اسے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑا تھا۔ بہر حال اب پولیس کو تہمینہ کی تلاش ہے۔!"

"یہ تو بہت برا ہوا....!"

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات بہم پہنچاؤ۔!"

"آخر چکر کیا ہے....!"

"اسمگلنگ کی آڑ میں جاسوسی....! ہمارے فوجی راز سرحد پار پہنچ رہے ہیں۔!"

"اوہو.... تو اسی لئے نجیب جنگل میں اجنبیوں کو دیکھ کر بھڑکتا تھا۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہی سرغنہ ہے.... لیکن اس کی موت....!"

"رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے....!" صفدر مسکرا کر بولا۔ "ہو سکتا ہے وہ آپ ہی کے ہاتھوں مرا ہو۔!"

"ایسی کوئی ضرب نہیں لگائی تھی میں نے....!"

"خیر پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہو جائے گا....! جوزف کو جس بندر کی تلاش تھی اس کا کیا قصہ ہے۔!"

"قصہ اس کا یہ ہے کہ میں تنویر کو اس کے ہاتھوں پٹوانا نہیں چاہتا تھا.... اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں جن کی مجھے تلاش تھی۔!"

"تنویر کیوں پٹتا....!"

"ہر وقت مجھ پر تاؤ کھاتا رہتا تھا اور بکواس کرتا تھا....! جوزف کو اگر اس طرح الگ تھلگ نہ رکھتا تو تم بیچ بچاؤ ہی کے چکر میں پڑے رہ جاتے۔!"

"سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے....! اب تو کوئی راہ متعین ہونی ہی چاہئے۔!"

"سنو! تم تینوں کا مصرف اس سلسلے میں صرف اتنا ہی تھا کہ کچھ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں اور میں ان کے وجود سے آگاہ ہو سکوں....!"

"لیکن مچھلیوں کا کیا قصہ تھا....!"

"شعبدہ بازی....! کئی مچھلیاں ایک جال میں پہلے ہی سے تہہ نشین کر دی گئی تھیں.... لیکن پھر بھی تم اندازہ نہیں لگا سکو گے کہ انہیں جال سے نکال کر کنارے تک پہنچانا کتنا مشکل کام تھا.... یہ دیکھو انگلیاں زخمی ہو گئی ہیں.... گلپھڑوں میں ہاتھ ڈالنے پڑتے تھے۔!"

"اس کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی....!"

"شیخ صاحب کے خاندان سے متعارف ہونا تھا....!"

"اوہ.... تو کیا وہ لوگ بھی اس میں ملوث ہیں....!"

"نہیں....! شیخ صاحب ہی نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"انہیں اپنے شاگرد پیشے کے قریب ایک ڈبیہ پڑی ملی تھی جس میں آٹھ ملی میٹر کی ایک فلم تھی اور اس فلم پر بعض اہم دستاویزوں اور فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس تھے....! شیخ صاحب نے وہ فلم آئی ایس آئی کو بھجوادی تھی.... وہاں سے تمہارے چیف ایکس ٹو تک پہنچی۔!"

"ہمارے محکمے کو آئی ایس آئی سے کیا سروکار....!"

"میں نہیں جانتا....! اس قسم کے سوالات اپنے چیف سے کیا کرو....! بہر حال میں نے کوشش کی تھی کہ ایک اجنبی کی حیثیت سے شیخ صاحب کا مہمان بن کر حالات کا جائزہ لوں.... لیکن اوورسیئر داؤد بیگ کے بیچ میں کود پڑنے کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا....! مجھے شیخ صاحب پر ظاہر کرنا پڑا کہ میں کس لئے آیا ہوں.... ورنہ وہ میرے میزبان بننے پر ہرگز تیار نہ ہوتے۔!"

"داؤد بیگ کا کیا قصہ ہے....!"

"ان لوگوں کی آپس کی خاندانی رنجش عرصہ سے چلی آرہی ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ اس فلم کی وجہ سے آپ نے ان جنگلات میں کیسے چھلانگ لگائی.... کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ وہاں کچھ ہو رہا ہے۔!"

"اسمگلنگ تو ہوتی ہی رہتی ہے! لیکن بسا اوقات ان اسمگلرز کو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کے درمیان کوئی جاسوس بھی موجود ہے.... ابھی کچھ ہی دن ہوئے ایک اسمگلنگ پوائنٹ پر ایسا واقعہ پیش آچکا ہے.... اصل اسمگلر اس سے بے خبر تھا کہ اس کا ایک آدمی سرحد پار سامان پہنچانے کے ساتھ ہی ساتھ جاسوسی کا مرتکب بھی ہو رہا ہے....! دراصل ایک بار وہ سرحد پار پکڑ لیا گیا تھا جس انسپکٹر نے پکڑا تھا اس نے کہا کہ وہ اسے گولی بھی مار سکتا ہے لیکن وہاں کے ایک مقامی اسمگلر نے اسے رہائی دلائی.... اور اسے سمجھا دیا کہ وہ اپنے مالک سے اس کا تذکرہ نہ کرے ورنہ ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا....! ادھر انسپکٹر نے اس پر اپنا احسان جتاتے ہوئے کہا کہ وہ اس کا ایک خط لیتا جائے اور اس کے کسی دوست کو پہنچا دے.... احسان مندی کے جذبات کے ساتھ اس نے یہ کام کر دیا تھا.... لیکن جب دوسری بار اسمگلنگ کا مال لے کر روانہ ہوا تو اس دوست کا جوابی خط بھی اس کے پاس موجود تھا جو انسپکٹر تک پہنچانا تھا.... اس طرح آہستہ آہستہ

وہ ملک دشمنی میں مبتلا ہوتا گیا۔۔۔اس کے دوسرے ساتھیوں کو علم تک نہ ہو سکا کہ وہ افیون کے ساتھ ہی ساتھ اہم معلومات بھی دوسرے ملک میں پہنچا رہا ہے۔۔۔۔ بہر حال یہاں اس پوائنٹ پر بھی اس کا امکان موجود ہے۔۔۔!اچھی بات ہے اب میں چلا لیکن نہیں۔۔۔۔ لڑکی کا کیا قصہ ہے۔!"

صفدر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔"وہی پرانی کہانی۔ کسی سے محبت ہوئی تھی۔۔۔۔ شادی کا امکان نہیں تھا۔ لہٰذا دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔۔۔۔ عاشق صاحب اس کے باوجود بھی شادی ٹالتے رہے اور محبت چاٹتے رہے۔۔۔!جب چھتہ خالی ہو گیا تو ایک دن پھر سے اڑ گئے۔۔۔۔ وہ تنہا رہ گئی۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ اب تم اس سمیت پھر سے اڑ جاؤ۔۔۔۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔!

"کیا مطلب۔۔۔۔!"

"لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ۔۔۔!جوزف اور تنویر بھی تمہارے ساتھ ہی جائیں گے۔۔۔۔ تم لوگ اپنا کام کر چکے۔!"

"تو آپ تنہا۔۔۔!"

"چوہان، صدیقی اور نعمانی بھی یہیں موجود ہیں!میں نے اب اسکیم بدل دی ہے۔۔!نجیب کی لاش کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کروں گا۔!"

"جب ہم نہ ہوں گے تو وہ لوگ کس طرح سامنے آئیں گے۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ ہماری تلاش کے ہی سلسلے میں وہ بے نقاب ہو سکیں گے۔!"

"سنو! نجیب میری ضربات سے نہیں مرا۔۔۔۔ لیکن مارا گیا ہے۔۔۔۔ میری ہی وجہ سے۔۔۔ لہٰذا جس نے بھی مارا ہے اسے میری ہی تلاش ہو گی۔!"

"ہوں۔۔۔۔اوں۔۔۔۔!" صفدر نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی۔۔۔۔ اچانک عمران کی گھنی مونچھوں کے پیچھے سے سیٹی کی ہلکی سی آواز نکلی۔

"خیریت۔۔۔۔!" صفدر نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تو بائیں جانب دیکھے جا رہا تھا۔!

"انہوں نے مجھے تلاش کر لیا۔۔۔۔!" عمران نے صفدر کی طرف مڑ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"کس کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔!"

"بائیں جانب دیکھو نجیب کے باڈی گارڈ کو تو تم پہچانتے ہی ہو۔۔۔۔ دوسرا داؤد بیگ ہے۔!"

"تو پھر۔۔۔۔!"

"نجیب کے سلسلے میں صرف بھدی ناک اور گھنی مونچھوں والے پر ان کی نظر ہے۔۔۔۔!"

عمران طویل سانس لے کر بولا۔"لیکن اب تم دونوں میک اپ میں بھی محفوظ نہ رہ سکو گے۔۔۔۔ میں اب اٹھ رہا ہوں۔۔۔۔ اگر یہ دونوں میرے پیچھے جائیں تو تم جلد از جلد یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنا۔!"

"اور اگر ایک میری نگرانی کے لئے رک جائے تو۔!" صفدر نے پوچھا۔

"تو پھر تم ایک شیشی میں دودھ بھرنا اور اس پر نپل چڑھا کر یہیں بیٹھے شغل فرماتے رہنا۔۔۔!میں تو چلا۔۔۔۔!"

"ایک منٹ۔۔۔۔!میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ڈاج دے کر نکلنے کی کوشش کروں یا۔۔۔۔!"

"جو مناسب سمجھنا۔۔۔ ٹاٹا۔۔۔۔!" عمران نے کہا اور اٹھ کر صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صدر دروازے کے قریب پہنچ کر رکا اور پھر تیزی سے صفدر کی میز کی طرف پلٹ آیا۔۔۔۔ اور اب اس سے اس طرح لگا کھڑا تھا جیسے کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کی نال اس کے شانے سے لگا دی ہو۔!

"اٹھو۔۔۔۔!" وہ آہستہ سے بولا!"اور میرے ساتھ چلو ورنہ یہیں گولی مار دوں گا۔۔۔۔ اپنی آنکھوں میں خوف زدگی کے آثار پیدا کرو ڈفر اور کسی خوف زدہ آدمی ہی کے سے انداز میں میرے ساتھ باہر نکل چلو۔۔۔۔!"

صفدر اس کے پلٹتے ہی متحیر نظر آنے لگا تھا۔۔۔!اس نے بڑی کامیابی سے کسی خوف زدہ آدمی کا رول ادا کیا۔ وہ اسی طرح باہر آئے۔ عمران اس سے لگا ہوا چل رہا تھا۔

"لل۔۔۔۔ لڑکی۔۔۔۔!" صفدر آہستہ سے ہکلایا۔

"دنیا بھری پڑی ہے۔۔۔۔ دوسری مل جائے گی۔۔۔۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا پھر کسی قدر توقف کے ساتھ پوچھا۔!

"جیپ کے نمبر بدل دیئے ہیں یا نہیں۔!"

"بدل دیئے ہیں۔!"

"بس تو ٹھیک ہے....! جیپ ہی کی طرف چلو....!"

وہ جیپ میں اس طرح بیٹھے کہ صفدر نے اسٹیئرنگ سنبھالا اور عمران بالکل ایسے ہی انداز میں بیٹھا رہا جیسے اس کے بائیں پہلو پر ریوالور کا دباؤ ڈال رہا ہو۔!

جیپ کمپاؤنڈ سے باہر نکلی اور عمران نے عقب نما آئینے کا زاویہ بدلتے ہوئے طویل سانس لی۔ ایک اور گاڑی کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے نکل رہی تھی! عمران نے داؤد بیگ اور نجیب کے باڈی گارڈ کو اسی گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔!

عمران نے صفدر سے کہا۔ "اگلے چوراہے پر بائیں جانب موڑ لینا....!"

صفدر نے تعمیل کی سڑک سنسان تھی....! عمران کے کہنے پر وہ جیپ کی رفتار بتدریج بڑھاتا رہا۔!

"جب میں کہوں تو رفتار کم کر کے مرنے کے لئے تیار ہو جانا....!" اس نے صفدر سے کہا

"کیا مطلب....!"

"تمہیں مار کر نیچے پھینکوں گا اور زن سے نکل جاؤں گا۔!"

"سنجیدگی اختیار کیجئے....!"

"آگے سڑک کے کنارے ایک بڑا سا گڑھا ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے.... فائر کر کے تمہیں دھکا دوں گا.... اسٹیئرنگ چھوڑ کر گڑھے میں جا پڑنا....!"

"مغفرت کی دعا بھی میں خود ہی کر لوں....؟" صفدر نے بے بسی سے سوال کیا۔

"چالیسواں میرے ذمے....! تم بالکل فکر نہ کرو....!"

"کیا واقعی آپ سنجیدہ ہیں....!"

"حادثے کے بعد رنجیدہ بھی ہونا پڑے گا....!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

یہی ہوا جیسے ہی گاڑی گڑھے کے قریب پہنچی ایک فائر ہوا اور صفدر نے جیپ سے اس طرح چھلانگ لگائی جیسے سچ مچ مار کر پھینکا گیا ہو۔!

عمران نے بھی خاصی مہارت کا ثبوت دیا تھا ورنہ صفدر کے بعد ہی جیپ بھی گڑھے میں جا پڑتی.... اس نے پھرتی سے اسٹیئرنگ سنبھالا اور جیپ کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی

پچھلی گاڑی سے اس پر دو فائر ہوئے تھے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا.... صفدر کی خبر لینے کے لئے پچھلی گاڑی رکی نہیں تھی۔

جیپ کی رفتار بڑھتی رہی! عمران اسے جھیل کی طرف اڑائے لئے جا رہا تھا....! ادھر کا سارا علاقہ اس کا دیکھا بھالا تھا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ تعاقب کرنے والوں سے کہاں پیچھا چھڑایا جا سکے گا۔!

سوچی ہوئی جگہ پر پہنچتے ہی اس نے پورے بریک لگائے جیپ ترچھی ہوئی اور اس کے پچھلے پہیے سڑک کے نیچے اتر گئے۔ اسی پوزیشن میں عمران نے اسے ریورس گیئر میں ڈال دیا۔!

جیپ نے سڑک سے اتر کر بائیں جانب نیم دائرہ بنایا اور جیسے ہی تعاقب کرنے والی گاڑی کے بریک چرچرائے عمران نے اس کے اگلے پہیے پر فائر کر دیا.... ٹائر دھماکے کے ساتھ پھٹا! اس کے بعد اس نے تعاقب کرنے والوں کو اتنا موقع نہیں دیا کہ وہ اس پر فائر کر سکتے۔!

جیپ ان کی گاڑی کے قریب سے نکلی چلی گئی....! پھر انہوں نے فائر تو کئے تھے اس وقت جب عمران کی گاڑی رینج سے نکل چکی تھی۔!



جاوید اور پروین دن بھر اس کی واپسی کے منتظر رہے.... لیکن دونوں کے جذبات میں فرق تھا۔! پروین محض دلچسپی کی جویا تھی اور جاوید سوچ رہا تھا کہ دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے۔!

شام تک نجیب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا لب لباب بستی کے بچے بچے کی زبان پر تھا جس کے مطابق نجیب پہلے تو کنپٹی پر ضرب لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا اور پھر اس کے بعد اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا....!

جاوید نے اس کی اطلاع شیخ صاحب تک پہنچائی اور سوچ میں پڑ گیا کہ اب اسے کیا کہنا چاہئے۔

ادھر شیخ صاحب نے یہ بات روا روی میں سنی اور اس پر کوئی تبصرہ کئے بغیر پھر اس کتاب پر نظر جما دی تھی، جو پہلے ہی سے ان کے ہاتھوں میں تھی۔

ان کا یہ رویہ جاوید کے لئے اور زیادہ الجھن کا باعث بن گیا.... اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی وہ کہانی شروع کر دی جس کا مرکزی کردار تہمینہ تھی۔

شیخ صاحب اٹھ بیٹھے اور کتاب تکیئے پر رکھ دی....! وہ جاوید کو عجیب نظروں سے گھورے

جا رہے تھے۔

جب جاوید اس ٹکڑے پر پہنچا کہ عمران نے اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے کرنے کی ممانعت کر دی تھی تو شیخ صاحب بھڑک اٹھے۔!

"اور تم اس کا ذکر مجھ سے کر رہے ہو....!"

"مم.... میں مطلب یہ ہے کہ....!" جاوید ہکلایا۔

"کچھ نہیں....! جاؤ.... کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا....!"

"یعنی آپ اس خونی کو یہاں برداشت کر لیں گے....!"

"بکواس بند کرو....! اپنے کام سے کام رکھو.... اگر وہ واپس آئے تو اس سے اس مسئلے قطعاً کوئی گفتگو نہ کرنا....!"

"بہت بہتر!" جاوید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور شیخ صاحب کے بیڈ روم سے باہر آگیا۔

رات کے آٹھ بجے تھے.... جاوید بیرونی برآمدے میں آکھڑا ہوا۔ اب وہ کسی سے گ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کاش اس نے عمران کو داؤد بیگ کے حوالے کر ہی دیا ہوتا. خواہ مخواہ ایک نئی رنجش کی بنیاد پڑی۔

اچانک اسے تہمینہ یاد آئی اس لڑکی کا کیا ہوگا.... لاش اسی کے کمرے سے برآمد ہوئی لیکن لڑکی پولیس کے ہاتھ نہیں لگی تھی.... عمران کو اس کا بھی علم ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس اسے کہیں چھپا دیا ہو۔!

جاوید نے جرم و سزا سے متعلق بے شمار کتابیں پڑھی تھیں.... قاتل پولیس کی نظروں بچ ہی نہیں سکتا نہ صرف قاتل بلکہ اس سلسلے میں جتنے لوگ بھی کسی نہ کسی طرح ملوث ہوتے یقینی طور پر پولیس کی گرفت میں آجاتے ہیں تو پھر اس کا کیا حشر ہوگا۔

دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور وہ اندر جانے کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ کمپاؤنڈ کا پھ کھلنے کی آواز آئی.... کوئی اندر داخل ہوا اور لنگڑاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا.... روشنی آیا تو جاوید کا خون کھولنے لگا۔

وہی خطرناک آدمی، جو بظاہر احمق نظر آتا تھا.... قریب پہنچ کر اس نے جاوید سے

"کھڑے کیا دیکھ رہے ہو! مجھے سہارا دے کر اندر لے چلو۔ میرے پیر میں چوٹ آگئی ہے۔!"

جاوید کچھ نہ بولا....! اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی لیکن شائد پروین اس کی آواز سن کر باہر نکل آئی تھی۔

"کیا ہوا.... آپ لنگڑا کیوں رہے ہیں....!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"ایک ٹرک مجھ سے ٹکرا کر الٹ گیا! پلیز....!" عمران جاوید کی طرف ہاتھ بڑھا کر کراہا۔

طوعاً کرہاً جاوید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اونچی کرسی والے برآمدے تک پہنچنے میں مدد دی۔!

"کیا زیادہ چوٹ آئی ہے....!" پروین نے پر تشویش لہجے میں پوچھا۔!

"ٹکر ہو گئی ہے تو لنگڑانا بھی چاہئے.... ورنہ پڑوسی کیا کہیں گے....!"

"آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں....!" جاوید نے بھنا کر کہا اور پروین اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

دفعتاً جاوید نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا "آپ کمرے میں چلئے....!"

شائد پروین کو جاوید کا یہ رویہ بے حد گراں گذرا تھا.... وہ بھی چپ چاپ صدر دروازے کی طرف مڑ گئی تھی۔ جاوید عمران کو اس کے کمرے میں لایا اور بہت بُرے لہجے میں کہنے لگا۔! "نجیب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آؤٹ ہو گئی ہے۔!"

"الحمد اللہ! بہت جلدی آؤٹ ہو گئی ہماری طرف تو دس دس دن بعد پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔!"

"میں گذارش کر رہا ہوں کہ سنجیدگی سے سنئے۔!"

"بھائی میں رو کب رہا ہوں.... اس سے زیادہ سنجیدگی میں نبض ہی نہیں ملتی اور دوسرے رونا دھونا شروع کر دیتے ہیں۔!"

"وہ کنپٹی کی ضرب سے پہلے بیہوش ہوا تھا اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔!"

"اللہ کی مرضی....!"

"پولیس.... ہم تک ضرور پہنچے گی....!"

"یقین کرو پیارے دوست اگر مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ ہوتی تو یہاں واپس نہ آتا۔!"

"آپ ہم لوگوں کو بھی دشواری میں ڈالیں گے۔!"

"دشواری میں پڑنا ہوتا تو اب تک پڑ چکے ہوتے....! ہمیں نجیب کے ساتھ کسی نے بھی

نہیں دیکھا تھا! ویسے اگر تم مجھ سے پیچھا چھڑانا ہی چاہتے ہو تو میرا سامان اپنی جیب میں رکھو.. مجھے بھی بٹھاؤ اور داؤد بیگ کے گھر پہنچادو.....!"

"کیا مطلب.....!"

"میں وہیں چین سے رہ سکوں گا.... ورنہ تم مجھے اٹھتے بیٹھتے بور کرتے رہو گے۔!"

"میں چچا جان سے پوچھ لوں....!" جاوید نے کہا اور عمران کے کمرے سے نکل کر صاحب کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا۔

اس نے انہیں عمران کی واپسی کی اطلاع دے کر اپنی اور اس کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

"اوہو.... تو وہ خود جانا چاہتا ہے....!" شیخ صاحب نے پوچھا!

"جی ہاں....!"

"تو جا کر بھیج آؤ....!"

جاوید نے طویل سانس لی۔

"اچھی بات ہے.... اس قصے کو ختم کر کے سکھ کی نیند سو سکوں گا....!" جاوید نے کہا وہاں سے چل پڑا۔

جب عمران کو شیخ صاحب کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو اس نے کہا "میاں رات کا کھانا تو ک دوایسی بھی کیا بے مروتی....!"

دوسرے مہمانوں نے بھی ابھی کھانا نہیں کھایا تھا....! کھانے کی میز پر جاوید نے دوسر کو بتایا کہ خاندانی جھگڑوں کو زیادہ طول دینا مناسب نہ ہوگا اس لئے مہمان خصوصی کو داؤد بیگ حوالے کیا جارہا ہے۔!

"یہ زیادتی ہے۔!" پروین بول پڑی۔!

"ہمارے ذاتی مسائل ہیں....!" جاوید نے خشک لہجے میں کہا۔!

پھر کوئی کچھ نہ بولا....! لیکن عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ "اگر داؤد بیگ صاحب گھ نہ ملے تو پھر میں کیا کروں گا۔!"

"میں آپ کو ان کے والد صاحب کے حوالے کر آؤں گا۔!"

"والد صاحب کسی کا بھی ہو میرے لئے بے حد خوف ناک ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ

لئے چلا آیا تھا کہ تمہارے خاندان کے سربراہ چچا صاحب ہیں کوئی والد صاحب نہیں۔!"

"نہیں....! تم جاؤ گے....!" شیخ صاحب غرائے.... لیکن ان کی بیٹی عالیہ بولی۔ "نہیں.... یہ ناممکن ہے....!"

"کیوں....؟"

"اس میں ہماری توہین ہے....!"

"ارے میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا....!" دفعتاً عمران نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

وہ سب حیرت سے دیکھتے رہے! کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس سلسلے میں کیا کہنا چاہئے۔! پھر عمران ہی ہاتھ روک کر گلوگیر آواز میں بولا۔ "اس سے بہتر تو یہی تھا کہ حاتم مہمان ذبح کر کے گھوڑے کو کھلا دیتا۔!"

اس پر کچھ لوگوں کی دبی دبی سی ہنسی سنائی دی اور کچھ اب بھی عمران کو حیرت ہی سے دیکھے جارہے تھے۔! عمران اٹھ گیا اور ایک ایک کا چہرہ حسرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں آپ لوگوں کو دشواری میں نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔!

"ٹھہرئیے تو....!" پروین بولی۔

"نہیں میں اپنا سب کچھ یہیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو ہمیشہ یاد آتا رہے کہ آپ نے ایک مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور مہمان بھی کیسا جسے زبردستی مہمان بنایا گیا ہو۔!"

اور پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا باہر نکلا چلا گیا۔!

شیخ صاحب کے علاوہ اور سب نے اس کا تعاقب کیا تھا۔

وہ پھاٹک سے نکل چکا تھا....! لیکن یہ لوگ پھاٹک ہی پر رک گئے تھے اس کے پیچھے باہر تک دوڑتے چلے جانا بھی تو حماقت ہی ہوتی ہے۔

دفعتاً کسی نے کہا۔ "اچھا ہی ہوا جاوید میاں وہ لوگ اس کے خلاف بہت بھرے ہوئے ہیں۔!"

جاوید اس کی طرف مڑ کر بولا۔! "تم کیا جانو....؟"

"ارے میں بھی تو وہیں کام کرتا ہوں....! میں آپ کو بتاؤں گا کیا چکر ہے.... بہت اچھا ہوا بلا ٹل گئی.... ذرا میرے کوارٹر میں چلے آئیے گا۔!"

اس کے بعد وہ آدمی سرونٹس کوارٹر کی طرف چلا گیا تھا۔

"یہ کون تھا....!" پروین نے جاوید کا بازو چھو کر پوچھا۔

"رحمت الٰہی.... سرونٹس کوارٹر میں رہتا ہے....!"

"کام کہیں اور کرتا ہے....!"

"ہاں.... آں.... ہمارا ذاتی ملازم نہیں ہے....!"

"مجھے اس کا لہجہ اچھا نہیں لگا....! کچھ عجیب سی بات تھی....!"

"اوہ.... وہ کچھ نہیں.... ہمارا ملازم تو ہے نہیں.... بات دراصل یہ ہے کہ دور کا ر دار بھی ہوتا ہے.... سرحد پار کی شہریت ترک کر کے یہاں آبسا ہے.... رہنے کو کہیں ج تھی تو انکل نے اسے سرونٹس کوارٹر میں بسا دیا....!"

"میں لہجے کی بے تکلفی کی بات نہیں کر رہی....!"

"تو پھر....!"

"اس تاثر کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے....!"

"چھوڑیئے بھی ہو گا کچھ.... خواہ مخواہ ذہن کو کیوں تھکایا جائے۔!"

اس کے بعد وہ مہمانوں کو عمارت میں پہنچا کر تنہا سرونٹس کوارٹر کی طرف چل پڑا تھا۔
رحمت الٰہی غالباً اس کا منتظر ہی تھا اسے دیکھ کر چارپائی سے اٹھ گیا۔ یہ مضبوط ہاتھ پ تڑنگا آدمی تھا.... عمر تیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔!

"تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" جاوید نے اس سے پوچھا۔

"بھانت بھانت کی باتیں ہو رہی ہیں جاوید میاں.... ہو سکتا ہے پولیس آپ سے بھ کچھ کر بیٹھے۔!"

"کیا مطلب....!" جاوید بوکھلا گیا۔!

"کیا آپ اور آپ کا سنکی مہمان بھی پچھلی رات گل کدہ میں نہیں تھے۔" جاوید سنا آگیا....! لیکن اتنی عقل تو رکھتا ہی تھا کہ کسی قسم کے اعتراف سے پہلو بچا جاتا۔!

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!" اس نے لہجے میں کسی قدر سختی پیدا کر کے پوچھا۔

"سنا گیا ہے کہ آپ دونوں بھی اس وقت وہیں موجود تھے جب کسی نے نجیب خان

تھا۔!"

"کون کہہ رہا تھا....!"

"داؤد بیگ اور اس کے آدمیوں کی گفتگو سنی تھی میں نے....!"

"کیا کہہ رہے تھے....!"

"اس حد تک سنا ہے میں نے کہ اسی سنکی مہمان نے خان صاحب کو ٹانگ ماری تھی۔!"

"بکواس جھوٹ....! جس نے ٹانگ ماری تھی اس کی پٹائی بھی نجیب نے کر دی تھی۔!"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کچھ بھی نہیں سنا....!"

"اب اور کیا سناؤ گے.... جلدی کرو.... میرے پاس وقت نہیں ہے۔!"

"جس آدمی کی خان صاحب نے پٹائی کی تھی.... وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ثابت ہوا جس کی بائیں ٹانگ مصنوعی ہے وہی ٹانگ خان صاحب کو گرانے میں استعمال کی جاسکتی تھی لیکن اس سے ایسے کام لئے ہی نہیں جاسکتے۔!"

جاوید کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہونے لگی اور رحمت الٰہی پھر بولا۔ "پٹنے کے بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا اس لئے اس پر شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا کہ خان صاحب کو مار کر اس نے اپنی توہین کا بدلہ لیا ہو گا....؟"

جاوید نے سوچا اگر ایسی بات ہے تو وہ یقیناً دشواری میں پڑ گیا ہے....! اور وہ پاگل بھی ہاتھ سے گیا....! اب اگر پولیس نے پوچھ گچھ کی تو اس کی نشان دہی کیسے کر سکے گا.... تو پھر.... تو پھر اسے کیا کرنا چاہئے.... اس سلسلے میں شیخ صاحب سے کچھ کہنا ہی فضول تھا وہ تو اسے مہمان بنائے رکھنے پر مصر تھے۔!

"آپ کیا سوچ رہے ہیں جاوید میاں....!" رحمت الٰہی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کک.... کچھ نہیں....!" جاوید چونک پڑا۔

"اگر کوئی جھگڑے والی بات ہو تو مجھے بتایئے آپ کے لئے خون اور پسینہ ایک کر دوں گا۔!"

"جھگڑے کی بات کیسی....!"

"یہ آپ جانیں.... شائد اب داؤد بیگ پولیس کو اس کی اطلاع دے دے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....؟"

"کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دوں گا.... کوئی دشواری ہو تو مجھے بتائیے....!"

"یہ بات کس نے بتائی ہے کہ میرے مہمان نے ٹانگ ماری تھی....!"

"اس کا علم داؤد بیگ کو ہو گا۔!"

"میں داؤد بیگ سے ملنا چاہتا ہوں۔!"

"اچھا ہی ہوتا کہ آپس میں صلح صفائی ہو جاتی ورنہ خواہ مخواہ خاندان کی عزت پر حرف آئے گا۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ گھر کے کسی فرد کو بھی علم نہ ہونے پائے کہ میں نے داؤد بیگ سے ملاقات کی تھی۔!"

"میرا ذمہ.... مرتے مر جاؤں گا لیکن یہ بات کبھی زبان پر نہ آئے گی۔ دل چاہے تو آ چلئے.... اور اس کا بھی ذمہ لیتا ہوں کہ اگر داؤد بیگ بد تمیزی سے پیش آیا تو اس کی گردن کاٹ ہاتھ پر رکھ دوں گا۔!"

اس کے بعد جاوید خاموشی سے رحمت الٰہی کے ساتھ نکل گیا تھا۔ داؤد بیگ سے گھر ملاقات نہ ہو سکی! معلوم ہوا کہ وہ جھیل والے ڈاک بنگلے میں راتیں بسر کر رہا ہے۔!

"اب کیا کیا جائے....!" جاوید نے پوچھا۔!

"وہیں چلتے ہیں....! دیر کرنا بہتر نہ ہو گا....!" رحمت الٰہی کا جواب تھا۔

کچھ دیر بعد جاوید کی جیپ جھیل کی طرف جا رہی تھی۔!

"مجھے بات کرنے دیجئے گا....!" رحمت الٰہی بولا۔

"کیا مطلب....!"

"خود سے آپ کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں.... بات میں ہی چھیڑوں گا۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!"

داؤد بیگ جھیل والے ڈاک بنگلے ہی میں موجود تھا....! اور اس انداز سے کہ طبلہ ٹھنک تھا اور ایک پہاڑی لڑکی رقص کر رہی تھی۔ قہوے کی پیالیاں گردش میں تھیں۔!

رقاصہ بارہ آدمیوں سے داد تحسین وصول کر رہی تھی۔! داؤد بیگ نے جاوید کو حیرت دیکھا اور پھر اپنے قریب ہی چلے آنے کا اشارہ کیا....! بقیہ لوگ بھی اسے گھورنے لگے تھے

چپ چاپ داؤد بیگ کے پاس بیٹھ گیا اور رحمت الٰہی دوسرے تماش بینوں میں بیٹھ گیا۔!

یہ محفل جلد ہی ختم ہو گئی اور اس کمرے میں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔

قہوے کی تین پیالیاں ان کے آگے رکھی ہوئی تھیں۔

رحمت الٰہی نے کچھ کہنا چاہا لیکن داؤد بیگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "پہلے قہوہ پھر باتیں۔!"

قہوے کی پیالی ختم کر کے جاوید نے محسوس کیا جیسے سر اچانک بھاری ہو گیا ہو....! وہ دونوں کچھ بول تو رہے تھے، لیکن ان کی گفتگو جاوید کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی....! آہستہ آہستہ اس کا ذہن بالکل سو گیا۔!

دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ کمرہ نہیں تھا جس میں اس نے قہوہ نوشی کی تھی....! لحاف اوڑھے بستر پر پڑا تھا....! سر گھمایا تو رحمت الٰہی بھی اسی حال میں نظر آیا۔!

جاوید اٹھ گیا.... اور رحمت الٰہی کا شانہ ہلا کر آوازیں دینے لگا۔! رحمت الٰہی نے بھی اٹھ کر بوکھلاہٹ ظاہر کی تھی۔!

انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ تو باہر سے بند کیا گیا تھا....!

"شائد ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے....!" رحمت الٰہی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔!

جاوید کچھ نہ بولا....! اسے اپنا حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور زبان تالو سے لگی جا رہی تھی۔!

وہ سوچ رہا تھا کتنی زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے کہ کسی کے علم میں لائے بغیر رحمت الٰہی کے ساتھ یہاں چلا آیا وہ صورت زیادہ مناسب ہوتی کہ عمران ہی کے ساتھ آتا۔!

"اب کیا کرو گے....!" اس نے رحمت الٰہی سے پوچھا۔!

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا....!"

جاوید نے اسے گھور کر دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں بیچارگی کے علاوہ کوئی تاثر نہ تھا۔

"یہ بہت بُرا ہوا....!" جاوید کی آواز حلق میں پھنسنے لگی۔!

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔!"

"کیا وہ اس طرح مجھے پولیس کے حوالے کرے گا۔!"

"جاوید میاں میں بہت شرمندہ ہوں....!"

"کچھ سوچو.... تمہاری شرمندگی میرے کس کام آسکتی ہے۔!"

اتنے میں باہر سے دروازے کا بولٹ سرکنے کی آواز آئی اور دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔!

داؤد بیگ دو مسلح آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا.... اس کے بعد دروازہ پھر بند کردیا گیا۔ داؤد بیگ کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی....! اس نے جاوید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب میں بالکل مطمئن ہوں....!"

"یہ سب کیا ہے....!" جاوید جھنجھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم دونوں کی تلاش جاری ہے کوئی بھی نہیں جانتا کہ تم کہاں ہو۔!"

"مطلب کیا ہے....!" جاوید نے دلیر بننے کی کوشش کی۔

"جب تک وہ پاگل آدمی ہاتھ نہیں لگ جاتا تم دونوں میرے مہمان رہو گے اگر یہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو جنگلوں میں بھٹک کر مر جاؤ گے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے....! اپنا سامان چھوڑ کر غائب ہو گیا ہے....!"

"کون ہے.... اور کہاں سے آیا ہے....؟"

"یہ بھی نہیں معلوم....!"

"بہت خوب.... تم اتنے بڑے ولی اللہ ہو کہ یہ معلوم کئے بغیر کسی کو اپنا مہمان بنالو گے۔"

"اسے مہمان بنا لینے پر خاندان کا کوئی فرد خوش نہیں تھا.... شیخ صاحب مزید کسی جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتے تھے....! رات ہم سب نے طے کیا تھا کہ اسے تمہارے حوالے کر دیا جائے۔! شیخ صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں خود اسے تم تک پہنچا دوں.... لیکن اچانک کھانے کی میز سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا نکل بھاگا کہ اپنا سامان بھی تم لوگوں کو بخشا....!"

"ہوں!" داؤد بیگ کچھ سوچتا ہوا رحمت الٰہی کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم کیوں خاموش ہو۔!

"میں نے بھی پاگلوں کی طرح نکل بھاگتے دیکھا تھا۔!"

"کیا یہ صحیح ہے کہ وہاں لوگوں کو اس کی موجودگی پسند نہیں تھی....!"

"اس سلسلے میں کیا کہا جائے.... میں نے تو شیخ صاحب کو اس سے ہنس ہنس کر اس طرح بھی گفتگو کرتے دیکھا جیسے وہ خاندان ہی کا کوئی فرد ہو۔!"

"رحمت الٰہی....!" جاوید آپے سے باہر ہو گیا۔

"مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ.... میں نجیب خان صاحب کا پرانا نمک خوار ہوں.... تمہاری چھت کے نیچے رہتا ہوں.... اور وہ بھی کس طرح کہ میں غریب آدمی ہوں اس لئے تم لوگوں نے مجھے نوکروں کے ساتھ ڈال دیا تھا....!"

"تم نے خود ہی کہا تھا کہ سرونٹس کوارٹر میں رہو گے۔!"

"میں نے لاکھ کہا تھا تم لوگوں کا کیا فرض ہونا چاہئے تھا.... غریب رشتہ داروں سے کتنا گھٹیا سلوک کرتے ہو.... تم دولت مند لوگ....!"

جاوید خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا....! اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ رحمت الٰہی اسے یہاں کسی سازش کے تحت لایا تھا۔!

"ہاں تو تم نے سن لیا....!" داؤد بیگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"اب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا....!" جاوید نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

داؤد بیگ نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔ "ذرا وہ کھڑکی تو کھولنا۔!"

ایک نے بڑھ کر بائیں جانب والی کھڑکی کھول دی۔

"وہ دیکھو....! کھڑکی کے باہر....!" داؤد بیگ جاوید سے بولا۔ "ان پہاڑوں کے پیچھے دوسرے ملک کی سرحدی چوکی ہے....! تمہاری کمر سے چرس کی پوٹلی باندھ کر گولی ماردی جائے گی اور لاش غیر ملکی چوکی کے قریب پھینک دی جائے گی۔!"

"کک.... کیوں....؟" جاوید کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

"اگر اس پاگل کی اصلیت سے مجھے آگاہ نہ کیا تو یہی ہو گا۔!"

"مم.... میں کچھ نہیں جانتا....!"

"رحمت الٰہی....!"

"بیگ صاحب....! میرا کیا قصور ہے....!" رحمت الٰہی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم اسے سمجھاؤ.... رات تک کی مہلت دیتا ہوں....!"

"میں کوشش کروں گا.... جناب....! میں نے خان صاحب مرحوم کا نمک کھایا ہے۔!"

"چلو....!" داؤد بیگ نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

باہر نکلنے کے بعد انہوں نے شائد دروازے کو باہر سے مقفل کر دیا تھا۔

کھڑکی کھلی رہ گئی تھی....!اور جاوید پہاڑوں کو گھورے جا رہا تھا۔!

کھڑکی کے قریب جا کر سلاخوں کا معائنہ کرتا رہا پھر جاوید کی طرف مڑ کر بولا۔"سلاخیں بہت مضبوطی سے لگائی گئی ہیں۔ نکل جانا آسان نہ ہوگا۔!"

"رحمت الٰہی میں تمہاری آواز بھی نہیں سننا چاہتا....!" جاوید سرخ ہو کر بولا۔

"جاوید میاں سمجھنے کی کوشش کیجئے....!اگر میں آپ لوگوں کے خلاف نفرت نہ ظاہر کر تو اس وقت حالات کچھ اور ہوتے.... میں ان لوگوں کی باتیں چھپ چھپ کر سنتا رہا ہوں ا لئے میں نے چاہا تھا کہ صلح صفائی ہو جائے....!اور مجھے تو اب دوسرا خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔!"

جاوید کچھ نہ بولا....!خاموشی سے اسے گھورتا رہا.... رحمت الٰہی نے کچھ دیر خاموش ر کہا۔"مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ لوگ پروین بی بی کو بھی نہ اٹھا لائیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"یہ لوگ ضرور سوچیں گے کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پروین جانتی ہوں گی۔!"

"وہ کیسے جانتی ہوں گی....!"

"میں کہہ چکا ہوں کہ چھپ کر ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا ہوں داؤد بیگ کے آدمیوں اسے بتایا تھا کہ پروین بی بی اس پاگل کی بہت زیادہ طرف داری کرتی رہی ہیں۔!"

"تم نے بتایا ہوگا.... تم نے....!" جاوید آپے سے باہر ہو گیا....!

"اب آپ کا جو دل چاہے سمجھیں....!لیکن اتنا یاد رکھئے کہ آپ کی جان میری ہی وجہ بچے گی....!کسی کو بھی نہیں معلوم کہ آپ کہاں ہیں.... رہی میری بات تو میں ایک ایک گھر کی شکل نہیں دیکھتا۔!"

جاوید اسے گھورتا رہا.... اسے یاد آیا کہ پروین نے رحمت الٰہی کے بارے میں پچھلی اپنی رائے کا اظہار کیا تھا!وہ دوسروں کو بتا سکتی ہے کہ رحمت الٰہی نے اسی پاگل کے سلسلے میں سے گفتگو کرنے کے لئے اپنے کوارٹر میں بلایا تھا....!

"ویسے....!میں آپ کو ایک مشورہ دوں گا!" رحمت الٰہی کچھ دیر بعد نرم لہجے میں بولا۔

"فرمائیے....!"

"اگر آپ اس پاگل کی اصلیت سے واقف ہی ہوں تو بتا کر پیچھا چھڑائیے یا کم از کم اس کا اعتراف کر لیجئے کہ نجیب خان کو گل کدہ میں اسی نے گرایا تھا۔!"

جاوید فوراً کچھ نہ بولا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ان لوگوں کے اس شبہے کو تقویت پہنچانی چاہئے کہ پروین عمران کے بارے میں کچھ جانتی ہے....!اس طرح اگر ان لوگوں نے پروین کو اٹھانے کی کوشش کی تو پکڑے جائیں گے اور پولیس بہ آسانی یہاں تک پہنچ سکے گی۔!

"میں بڑی الجھن میں ہوں رحمت الٰہی....!" دفعتاً اس نے کہا۔

"مجھے بتائیے.... شائد میں آپ کو صحیح مشورہ دے سکوں....!"

"بلاشبہ عمران ہی نے نجیب خان کے ٹانگ ماری تھی اور پھر میں گل کدہ میں نہیں ٹھہر سکا تھا اس کے بعد ہی یہ خواہش ہوئی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ قیام نہ کرے تو بہتر ہے.... اب تمہارے خیال دلانے پر سوچنا پڑا ہے کہ آخر پروین اس کی طرف داری کیوں کرتی رہی تھی۔ پہلے دن جھیل پر بھی وہ اسے مہمان بنانے پر مصر رہی تھی۔!"

رحمت الٰہی نے طویل سانس لی.... جاوید کو اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی تبدیلی بھی نظر آئی تھی جسے وہ کوئی واضح معنی نہ پہنا سکا۔!

وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔"کیا خیال ہے بیگ صاحب کو آپ کے اس خیال سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جائے۔!"

"جیسا دل چاہے....!میری تو عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی ہے۔!"

رحمت الٰہی کھڑکی کے قریب پہنچ کر زور زور سے چیخنے لگا۔"ارے کوئی یہاں موجود ہے۔!"

فوراً ہی ایک آدمی کھڑکی کے سامنے نظر آیا۔

"ہم بیگ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔!" رحمت الٰہی نے اس سے کہا اور وہ سر ہلا کر کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا۔

شائد دس پندرہ منٹ بعد داؤد بیگ پھر آیا تھا اس کے ساتھ دونوں مسلح محافظ بدستور موجود تھے۔!رحمت الٰہی نے جو کچھ جاوید سے سنا تھا اسے بتاتے ہوئے کہا!"جاوید میاں اگر اس سے زیادہ

جانتے ہوتے تو ضرور بتا دیتے....!"

"کیسے یقین کر لیا جائے....!" داؤد بیگ غرایا۔

"سوچنے کی بات ہے بیگ صاحب! اتنا ہی بتا کر انہوں نے اپنی گردن پھنسالی ہے اگر یہ پولیس کے سامنے اس کا اعتراف کر لیں کہ ٹانگ اسی نے ماری تھی۔ یعنی ان کے مہمان نے.... پولیس کا کیا رویہ ہو گا...!"

داؤد بیگ نے کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو.... اچھی بات ہے" یقین کئے لیتا ہوں....! لیکن جاوید صاحب یہ پروین وغیرہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔!"

"دارالحکومت سے.... چچا جان کے کسی دوست کی فیملی ہے۔!"

"خیر.... اچھا.... لیکن تم دونوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ وہ آد ہاتھ نہ آجائے.... آرام کرو.... تمہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔!"

جاوید اور رحمت الٰہی خاموش رہے اور داؤد بیگ چلا گیا۔!

آٹھ بجے رات تک پھر کوئی خاص واقعہ نہ ہوا.... انہیں شام کی چائے ملی تھی اور آٹھ بہت پر تکلف کھانا پیش کیا گیا تھا۔

کھانے کے بعد رحمت الٰہی کو وہ لوگ کہیں اور لے گئے جاوید تنہا رہ گیا....! فطرۃً وہ کھلا اور بھاگ دوڑ کا شائق ضرور تھا لیکن لڑائی بھڑائی کے تصور سے بھی اسے وحشت ہوتی تھی۔

نو بج کر چالیس منٹ پر کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی ہاتھوں میں ریوالور لئے دا ہوئے.... وہ جاوید کو بھی یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے تھے۔!

اس نے سوچا کہیں وہ اسے مار کر پہاڑوں کے پیچھے پھینکنے تو نہیں جا رہے۔

"مجھے کہاں جانا ہے....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"چپ چاپ چلو....!" ایک آدمی غرایا.... اور دوسرے نے جاوید کو آگے بڑھانے لئے دھکا دیا۔

وہ باہر نکلے.... ایک نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی.... یہ انہیں راستہ دکھا رہا تھا.. بڑے دشوار گذار راستے پر چل رہے تھے۔ سروں پر کچھ اس قسم کی چٹانیں سایہ کئے ہوئے کہ آسمان تک نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

رفتہ رفتہ راستہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ وہ جھک کر چلنے پر مجبور ہو گئے اور ایک جگہ تو انہیں گھٹنوں کے بل چوپایوں کی طرح چلنا پڑا تھا.... اس کے بعد وہ ایک بڑے کشادہ غار میں داخل ہوئے تھے.... جہاں کئی پٹرومیکس لیمپ روشن تھے....! جاوید بُری طرح بوکھلا گیا.... کیونکہ پروین سامنے ہی کھڑی نظر آئی تھی اس کا چہرہ زرد تھا اور سارے جسم میں ایسی تھر تھری تھی کہ دور سے بھی دیکھی جا سکتی تھی۔

"یہ کہتی ہے کہ اسے پاگل کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم....!" داؤد بیگ نے جاوید کو مخاطب کیا۔!

جاوید کچھ نہ بولا....! وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لوگ پروین پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔

اس نے مڑ کر اس راستے پر نظر ڈالی جس سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا لیکن اتنی روشنی کے باوجود بھی وہ دکھائی نہ دیا۔

داؤد بیگ نے رحمت الٰہی اور ان دونوں کے علاوہ، جو اسے یہاں تک لائے تھے سب کے چہرے پگڑیوں کے گوشوں سے ڈھکے ہوئے تھے صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ شائد یہی لوگ پروین کو اٹھا کر لائے تھے....! ان کی تعداد چھ تھی۔!

دفعتاً جاوید نے جی کڑا کر کے پروین سے پوچھا.... "یہ کیسے ہوا....!"

"مم.... میں.... اب کیا ہو گا.... یہ لوگ مجھے کیوں پکڑ لائے ہیں۔!" پروین خوف زدہ آواز میں بولی۔ "یہ لوگ مجھ سے عمران کے بارے میں پوچھ رہے ہیں....! میں کیا جانوں وہ کون ہے.... لیکن میں اس مصیبت میں اسی کی وجہ سے پڑی ہوں....!"

"کیا مطلب....!" داؤد بیگ گرجا۔!

لیکن پروین اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر کہتی رہی.... "آج شام کو سات بجے کے قریب وہ گھر آیا تھا.... پہلے تو آپ کی گم شدگی پر تشویش کا اظہار کرتا رہا تھا.... پھر مجھ سے اکیلے میں کہا تھا کہ جاوید تم سے ملنا چاہتا ہے.... پائیں باغ کے مغربی گوشے میں اس وقت بھی موجود ہے.... ظاہر ہے کہ میں مغربی گوشے میں دوڑی گئی ہوں گی.... بس وہاں پہنچی ہی تھی کہ کئی آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑے۔!"

"کیا....!" داؤد بیگ کی دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اُن دونوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا، جو

جاوید کو یہاں لائے تھے۔!

"باہر جاؤ.... راستے کی نگرانی کرو....!"

"ٹھہرو....! خبردار کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے....!"

ان آدمیوں میں سے ایک نے للکارا جن کے چہرے چھپے ہوئے تھے ساتھ ہی اس کے ڈھیلے ڈھالے لباس کے نیچے سے ایک ٹامی گن نکل آئی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" اس نے کہا۔ "ورنہ ایک بھی زندہ نہ دکھائی دے گا۔!"

سب کے ہاتھ بے ساختہ اوپر اٹھ گئے لیکن ایک نے اب بھی ہاتھ نہیں اٹھائے تھے.. اس کا چہرہ بھی چھپا ہوا تھا۔

دفعتاً اس نے اپنی پگڑی اتار پھینکی!

"اوہ....!" داؤد بیگ چونک پڑا۔

جاوید کو اس کا چہرہ بہت خوفناک لگا تھا۔

پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں بڑی ڈراؤنی معلوم ہوتی تھیں۔

"داؤد بیگ....!" وہ گونجیلی آواز میں بولا۔ "میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ [illegible] خان کا قاتل کون ہے....!"

"میں جانتا ہوں.... تم نے اسے قتل کیا ہے! تم تہمینہ کے کمرے کی نگرانی کر رہے تھے۔"

"بالکل غلط....! اس کا قاتل تمہاری بائیں طرف کھڑا ہے....!"

"کون....! رحمت الٰہی....!"

"یہ جھوٹ ہے....!" رحمت الٰہی چیخا!

"کیا تمہیں اس بیوقوف آدمی کی وجہ سے پریشانی نہیں ہوئی تھی۔!"

"مجھے کیوں ہوتی....!"

"حالانکہ تم یہ جاننے کے لئے بے چین تھے اور تم ہی نے اسے نجیب خان کو گراتے تھا....! پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ نجیب خان کے پیچھے لگ گیا ہے....! اب تم داؤد بیگ کہ تم نے کس ڈر سے نجیب خان کو مار ڈالا۔!"

"بکواس بند کر....!" کہتا ہوا رحمت الٰہی اس پر جھپٹ پڑا.... ادھر ٹامی گن وا-

دوسروں کو آگاہ کر دیا کہ کسی نے بھی رحمت الٰہی کا ساتھ دینے کی کوشش کی تو ختم کر دیا جائے گا۔!

پہلے تو ایسا لگا جیسے رحمت الٰہی اس پر چھا گیا ہو.... پھر اچھل کر دور جا پڑا.... اٹھا اور پھر جھپٹا.... اس بار بھدی ناک والے کا گھونسہ اس کے پیٹ پر پڑا تھا.... وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوہرا ہو گیا۔ اس کے بعد پشت پر پڑنے والے دوہتڑ نے زمین بوس ہی کر دیا تھا.... اس نے اس کا گریبان پکڑ کر اس طرح دھکا دیا کہ وہ داؤد بیگ ہی کے قریب جا ٹھہرا.... لیکن اسی دوران میں اس کی پھولی ہوئی ناک مونچھوں سمیت چہرے سے الگ ہو کر نیچے گر گئی۔

"ارے جاوید....!" پروین بے ساختہ چیخی....! "عمران....!"

"ہوں.... تو اب بتاؤ.... رحمت الٰہی.... تمہارے ذاتی بزنس میں کون کون شریک ہے۔!" عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"ذاتی بزنس.... کیا مطلب....!" داؤد بیگ رحمت الٰہی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں کو اس کے ذاتی بزنس کا علم نہ ہوگا۔!" عمران بولا۔ "ورنہ یہ نجیب خان کو کیوں مار ڈالتا....!"

"میں.... کک.... کہتا ہوں.... یہ جھوٹ ہے....!" رحمت الٰہی ہانپتا ہوا بولا۔

"اگر یہ جھوٹ ہے تو تم سب کے سب سرحد پار کے جاسوس ہو۔!"

"خاموش....!" رحمت الٰہی حلق کے بل چیخ کر پھر عمران کی طرف جھپٹا۔

اس بار عمران کی لات اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ وہ چاروں خانے چت گرا اور پھر پڑا ہی رہ گیا۔

"یہ سب کیا ہے.... آخر....!" داؤد بیگ کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ سرحد پار کا جاسوس ہے.... تمہارے آدمیوں کے ساتھ بظاہر اسمگلنگ کرتا ہے.... لیکن حقیقتاً اہم دستاویزات کی نقلیں اور اہم فوجی راز سرحد پار پہنچاتا تھا۔!"

"خداوندا....!"

"پچھلے دنوں اس کی ایک مائیکرو فلم کھو گئی تھی، جس میں فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس محفوظ تھے....! ظاہر ہے کہ جہاں رہتا ہے وہیں کھوئی ہو گی.... لہٰذا اس نے مجھے شبہے کی نظر سے دیکھا تھا اور میرے پیچھے لگ گیا تھا۔ نجیب کا ملازم تھا۔ اس لئے خدشہ ہوا کہ کہیں نجیب اور اس کا پول نہ کھل جائے.... لہٰذا اس نے اُسے ختم کر دیا اور مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔!"

"آپ کوئی بھی ہوں جناب عالی....!" داؤد بیگ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔!" میں آ[پ] کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا یا نجیب کا وطن فروشی بزنس نہیں تھا....! چور اور اچکے بھی اپنی ماں عصمت کی حفاظت کرتے ہیں! ہم صرف اسمگلر ہیں اور اس کے لئے سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں بے شک ہمارے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈالئے اور لے چلئے میں تو آپ کو نجیب کا قاتل سمجھ کر گھیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

عمران نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ٹامی گن لیتے ہوئے کہا! "رحمت الٰہی کے ہتھ کڑ[یاں] لگادو۔!"

پروین اس کے قریب کھسک آئی تھی اس کا بازو چھو کر ہنستی ہوئی بولی! "مجھے اس طر[ح] پریشان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"اگر ایسا نہ کرتا تو یہاں تک نہ پہنچ سکتا....! اطمینان سے بتاؤں گا۔!"

"آپ آخر ہیں کیا چیز.... مچھلیاں پکڑتے پکڑتے جاسوس پکڑنے لگے۔!"

"غیر ملکی جاسوسوں کو پکڑنا اور انہیں تل کر کھانا ہی میری ہابی ہے۔ مچھلیوں سے تو [...] کرتا ہوں۔!"

"میرے لئے کیا حکم ہے جناب....!" داؤد بیگ نے بڑے ادب سے پوچھا۔!

"عیش کرو.... تم سرحدی پولیس اور کسٹمز کا مسئلہ ہو۔!"



دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا.... جب دوسرے لوگ اٹھ گئے تو جاو[ید نے] پروین سے پوچھا "آپ نے کسی سے اس کا ذکر تو نہیں کیا۔!"

"جی نہیں....! عمران صاحب نے منع کر دیا تھا تو کیسے ذکر کرتی.... میں نے سب [سے] کہا ہے کہ میں نے اور عمران نے جاوید صاحب کو ڈھونڈھ نکالا۔!"

"اور یہ لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کہاں سے ڈھونڈ نکالا۔!"

"کیا بتایا آپ نے....!"

"چچا جان سے خفا ہو کر ایک دوست کے گھر میں پناہ گزین ہوا تھا۔!"

"آخر مجھے کیوں گھسیٹا گیا تھا اس معاملے میں۔!" پروین نے پوچھا۔

"رحمت الٰہی نے انہیں باور کرایا تھا کہ آپ عمران کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتی ہوں گی کیونکہ آپ اس کی طرف داری کرتی رہی تھیں۔ اس دن ہم لوگوں کے ساتھ رحمت الٰہی بھی تھا۔ جب جھیل پر عمران سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

"میں نے پوچھا تھا کہ مجھے وہاں پہنچوانے کی کیا ضرورت تھی۔!"

عمران کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ میں داؤد بیگ کی قید میں ہوں لیکن کہاں قید ہوں اس کا سراغ نہیں لگا سکا تھا۔ دراصل وہ حضرت داؤد بیگ اور نجیب خان کے آدمیوں کے پیچھے لگ گئے تھے انہی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ داؤد بیگ تمہاری فکر میں بھی ہے چھ آدمی تمہارے بنگلے کے آس پاس موجود رہتے تھے کہ جیسے ہی موقع ملے تمہیں لے اڑیں.... عمران نے ان میں سے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور ان کی جگہ اپنے ایک ساتھی سمیت خود لے لی۔ اس طرح وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں میں تھا۔!"

"کیا وہ پھر کبھی واپس آئے گا؟" پروین نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"پتہ نہیں....!"

"اس کا پتہ تو آپ نے لے ہی لیا ہو گا۔!"

"وہ اس پر تیار نہیں ہوا.... میں نے بہت کوشش کی تھی۔!"

"اور وہ مچھلیوں والا فن....!"

"اس کے بارے میں بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی....!"

"ایسا حیرت انگیز آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ میں شائد اسے کبھی نہ بھلا سکوں۔!"



صفدر صاحب فراش تھا.... گڑھے میں چھلانگ لگاتے وقت اس کا ٹخنہ اتر گیا تھا....! کسی نہ کسی طرح وہ ہوٹل پہنچا تھا اور تنویر وغیرہ اسے نکال لائے تھے۔

شہر پہنچ کر اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا.... عمران اور سیکرٹ سروس کے تین ممبروں کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔! تنویر عمران کی شان میں قصیدے پڑھتا رہتا.... دن میں ہسپتال کے کئی چکر لگاتا.... صفدر سے زیادہ اسے تہمینہ کی خیریت نیک مطلوب تھی کیونکہ وہ صفدر کے ساتھ ہسپتال ہی میں مقیم تھی۔!

اس وقت بھی تنویر صفدر کی مسہری کے قریب کرسی ڈالے بیٹھا تہمینہ کو بڑے غور دیکھے جارہا تھا، جو اس کی طرف پشت کئے صفدر کے لئے مالٹوں کا رس نکال رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اس بار عمران کی لاش ہی واپس آئے گی....!" تنویر نے صفدر سے

"کیا فضول باتیں کرتے ہو....!" صفدر بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"اسی کی بدولت اس حال کو پہنچے ہو....!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے.... اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں چوٹ ہے اس لئے اس کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتا۔!"

"میں استعفیٰ دینے کی سوچ رہا ہوں۔!"

"تمہارا اپنا معاملہ ہے....!"

"میں اسے برداشت نہیں کرسکتا کہ ایک غیر متعلق آدمی ہم پر اس طرح مسا جائے کہ ہم اس کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائیں۔!"

"جب چیف اُس سے کوئی کام لے رہا ہو تو ہم اسے غیر متعلق نہیں کہہ سکتے۔!"

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہوا.... اس نے صفدر کی خیریت دریافت کی او کے متعلق پوچھا۔

"ابھی تک واپسی نہیں ہوئی۔!" صفدر نے جواب دیا۔!

"ایک خوب صورت سا تابوت بنوار کھو اپنے باس کے لئے۔!" تنویر بولا۔

"دیکھو مسٹر....!" جوزف غرایا۔ "زبان قابو میں رکھو ورنہ کہیں تمہارے تابوت نہ بنوانا پڑے۔"

"شٹ اپ....!"

"اچھی بات ہے.... تم باہر نکلو....! میں پھاٹک پر تمہارا منتظر رہوں گا!" ہوا دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ صفدر اس سے بولا! "ٹھہرو....!"

"کیا بات ہے.... مسٹر!" جوزف نے رک کر اس کی طرف مڑے بغیر پوچھا

"اپنے باس کی واپسی تک اس جھگڑے کو ملتوی رکھو تو بہتر ہے۔!"

"میں کب تک بیہودہ باتیں سنتا رہوں....!" جوزف جھلائے ہوئے انداز میں صفدر کی طرف مڑا.... "وہ باس نہیں میرا باپ ہے.... یتیم ہونے سے پہلے میں مسٹر تنویر کو مارڈالوں گا....!"

"حد ہوتی ہے!" تنویر اٹھ کھڑا ہوا.... غصے سے پاگل ہوا جارہا تھا۔ ایک لڑکی کی موجودگی میں وہ روسیاہ اس کی توہین کئے چلا جارہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اس روسیاہ کے باپ نے کمرے میں قدم رکھا اور ان کی طرف توجہ دیئے بغیر تہمینہ سے بولا۔

"تمہیں یہاں تکلیف ہورہی ہوگی۔ میرے ساتھ چلو۔"

جوزف کی باچھیں کھل گئیں اور اُس نے فاتحانہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا۔

"آپ کیوں لے جائیں گے انہیں!" تنویر نے اوپری ہونٹ بھینچ کر سوال کیا۔

"اچھا تو پھر آپ ہی لے جایئے!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "ہسپتال میں تندرستوں کا کیا کام....!"

غالباً تنویر کے لئے یہ مشورہ غیر متوقع تھا اس لئے گڑبڑا کر بولا۔ "صفدر اس حال کو تمہاری وجہ سے پہنچا ہے!"

"ہوسکتا ہے....!" عمران نے معصومانہ انداز میں کہا "لیکن اگر آپ عیادت کے لئے آتے رہے تو گورکنوں کا بھی بھلا ہوجائے گا۔"

دفعتاً صفدر جھنجھلا کر بولا۔ "تنویر اب تم جاسکتے ہو!"

ساتھ ہی جوزف نے بھی تنویر کو کچھ اس طرح گھورا جیسے اگر وہ اب بھی نہ گیا تو گردن میں ہاتھ دے کر باہر کردے گا!

"اچھا.... اچھا.... تم سب جہنم میں جاؤ۔" تنویر نے کہا اور تیزی سے نکلا چلا گیا۔!

پھر صفدر نے تہمینہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم شاپنگ کے لئے جانا چاہتی تھیں جوزف

کے ساتھ چلی جاؤ.....!"

عمران نے جوزف کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ وہ شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا "ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے۔!"

ان دونوں کے چلے جانے کے بعد صفدر نے طویل سانس لی اور عمران سے بولا!" اب فرمایئے....!"

"کھیل ختم ہو گیا! شیخ صاحب کا ایک رشتہ دار رحمت الٰہی ان اسمگلرز کو دھوکے میں رکھ کر جاسوسی کرتا رہا تھا۔!"

اس نے تفصیل سے یہ کہانی صفدر کو سناتے ہوئے کہا۔ "میں نے جو طریق کار اختیار کیا تھا اس کے بغیر کام تو چل جاتا لیکن دیر بہت لگتی! اس طرح سارے متعلقہ لوگ فوری طور ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے لیکن جب تک نجیب خان نہیں مارا گیا میں یہی سمجھتا رہا تھا پورا گروہ جاسوسی میں ملوث ہے۔ اس کے بعد کے مشاہدات کی بنا پر رحمت الٰہی توجہ کا مرکز بن گیا.... وہ سارے لوگ بھی گرفت میں آ گئے ہیں جو رحمت الٰہی کے لئے معلومات فراہم کرتے تھے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ جب وہ لوگ اس علاقے کے بااثر افراد میں سے تھے تو پھر ہم لوگوں کی موجودگی کی بناء پر بوکھلا کیوں گئے تھے.... نجیب خان ہی کی مثال لے لیجئے!.... وہاں حکام کی آنکھوں کا تارا تھا.... بھلا اسے کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔" صفدر نے پوچھا۔

"مقامی حکام اس کی مٹھی میں تھے.... لیکن کسٹمز کی انٹیلی جنس کا دھڑکا تو لگا ہی تھا.... لہٰذا اپنے جنگلوں میں کسی اجنبی کے سائے سے بھی بھڑکتا تھا۔ خیر اب تم مجھے بتاؤ تم پر کیا گذری تھی....!"

"گڑھے سے تو کسی نہ کسی طرح باہر آ گیا تھا!" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "زمین پر داہنا پیر نہیں رکھا جاتا تھا....! ایک چرواہے نے پچاس روپیوں کے عوض اپنے تنویر کے ہوٹل تک پہنچایا تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح ہم چاروں وہاں سے نکل

تھے۔!"

"لڑکی کا کیا ہوگا....!" عمران نے پوچھا۔

"گھر جانے پر آمادہ نہیں ہے....؟"

"تو پھر....!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے لئے کیا کروں....!"

"میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ احمقانہ کھیل کب تک جاری رہے گا....!"

"کون سا کھیل....؟"

"یہی شاعرانہ کھیل جس نے لڑکی کی یہ درگت بنائی ہے....!"

"کچھ آپ ہی کیجئے اس سلسلے میں....!"

"سارے شاعر میری جان کو آ جائیں گے.... ابھی حال ہی میں ایک بڑے میاں نے اپنے ڈیڑھ درجن عشق تحریر فرمائے ہیں اور ان پر بچوں کی طرح قلقاریاں مارتے رہتے ہیں!"

"تو پھر انہی کے لئے کچھ کر گذریئے....!"

"بس انہیں صرف یہ لکھ بھیجنا چاہتا ہوں کہ آپ کے والد صاحب آپ کو جو کچھ بنانا چاہتے تھے آپ بالکل وہی نکلے.... کسی بھی عشق کا تجزیہ کرنے پر آپ کا فعال ہونا بہت کم ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ تر مفعولیت ہی طاری نظر آتی ہے۔"

"خیر چھوڑیئے.... مجھے مشورہ دیجئے کہ تہمینہ کے لئے کیا کیا جائے۔!"

"میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں.... اس کے احوال سے واقف ہو جانے کے بعد کوئی شادی کرنا بھی پسند نہ کرے گا! یہ کوئی داغی سیب تو ہے نہیں کہ داغ نکال کر کھا لیا جائے....! داغ دائمی ہے جس کا کوئی مصرف نہیں! یا پھر یہ کہ داغ پر داغ لگاتے چلے جاؤ....!"

"میں اس کے لئے دکھی ہوں!"

"میں صرف اپنے لئے دکھی ہوں!"

"آپ کو کیا دکھ ہے۔!" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"یہی کہ پیدا ہونے سے انکار کیوں نہیں کر دیا تھا....!"

"واقعی بڑی مایوسانہ باتیں کر رہے ہیں.... کیا بات ہے!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا.... غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں....!

"کیا بات ہے؟" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا!

"وہ اسے لے گیا....!"

"کون لے گیا....!"

"تنویر....! اس سے کہنے لگا کہ اگر تم اس کالے آدمی کے ساتھ گئیں تو تماشہ بن گی! باس میں تمہاری عزت کو ڈرتا ہوں اسی لئے سڑک پر جھگڑا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔!"

"کیا اپنی جیپ لایا تھا....!"

"ہاں باس....!"

"اچھی بات ہے....! آؤ.... میرے ساتھ!"

وہ دونوں چلے گئے اور صفدر بستر پر پڑا تنویر کے خلاف کھولتا رہا.... تنویر عورتوں معاملے میں اچھا آدمی نہیں تھا!

کچھ دیر بعد نعمانی صدیقی اور چوہان بھی اس کی عیادت کو آئے.... صفدر ان سے کرتا رہا لیکن ذہن تہمینہ ہی کی طرف تھا۔

وہ دیر تک نہیں بیٹھے تھے۔

ان کے جاتے ہی تہمینہ آئی۔ بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی۔ جوزف اس کے تھا...!

اسے پہنچا کر وہ چلا گیا....؟

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" صفدر نے تہمینہ کو مخاطب کیا!

"عمران صاحب نے اسے بہت مارا ہے....!"

"کیوں؟ کیا ہوا تھا....!"

"وہ مجھے ساحل پر لے گیا تھا! حالانکہ اس سے بار بار کہہ رہی تھی کہ بازار کے علاوہ اور کہیں نہ جاؤں گی۔ تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے! لیکن اس نے گاڑی نہ روکی.... سیدھا ساحل کی طرف نکلا چلا گیا! میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں.... لیکن ساحل پر پہنچ کر اس نے گاڑی روکی ہی تھی کہ عمران صاحب پہنچ گئے! پھر جو انہوں نے اسے گاڑی سے نیچے کھینچ کر مارنا شروع کیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے سر پر خون سوار ہو.... بالآخر وہ بے ہوش ہو گیا! سارا چہرہ لہو لہان ہو گیا تھا....!"

"پھر کیا ہوا.... وہ کہاں ہے....!"

"جوزف سے بولے تم مسی کو صفدر صاحب کے پاس لے جاؤ.... میں تنویر کو کسی ایسے گھٹیا ہسپتال میں داخل کراؤں گا.... جہاں ایک بھی فیملی نرس نہ ہو....! پھر انہوں نے اسے گاڑی میں ڈالا تھا.... اور وہاں سے چل دیئے تھے....!"

"میں ایک بار پھر تم سے شرمندہ ہوں!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

تہمینہ کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا.... اور آنکھیں ویران ویران سی لگ رہی تھیں۔

عمران سیریز نمبر 61

بزدل سورما

(پہلا حصہ)

پیشرس

عمران سیریز کا اکسٹھواں ناول ملاحظہ فرمایئے۔ اسے بھی آپ دوسری کہانیوں کے انداز سے بالکل الگ تھلگ پائیں گے، عمران کے سلسلے میں عرصہ سے آپ فرمائش کرتے رہے ہیں کہ کوئی طویل اور مسلسل کہانی پیش کی جائے لہٰذا اس طویل کہانی کی پہلی کڑی حاضر ہے۔ رینا ولیبز کی حد تک اسے آپ ایک مکمل کہانی پائیں گے۔

پچھلے ناول ”زرد فتنہ“ کے پیشرس پر تبصرے کی شکل میں کچھ خطوط موصول ہوئے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ میں ”مصلح“ یا ”مبلغ“ بننے کی کوشش نہ کروں بس سیدھی سادی دلچسپ کہانیاں لکھتا رہوں۔ اصلاح اور تبلیغ کرنے والے بہتیرے ہیں جن کی کوئی بھی نہیں سنتا۔ میں بے چارہ جاسوسی ناول نویس کتنے ”صالحین“ پیدا کرسکوں گا۔

بجا ارشاد! لیکن متذکرہ پیشرس میں نہ "اصلاح" تھی اور نہ "تبلیغ" صرف کہانی کے مقصد پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ میں بے چارہ ابھی خود "اصلاح طلب" ہوں کسی دوسرے کی اصلاح کیا کر سکوں گا!

ان کہانیوں کا بنیادی مقصد تھکے ہوئے ذہنوں کے لئے تفریح مہیا کرنا ہے۔ لہٰذا جہاں بھی "اصلاح" کا گمان گذرے لاحول پڑھ کر آگے بڑھ جایئے۔

آپ اچھے ہوں یا بُرے جس گھر میں آپ بیٹھے ہیں اس کے درودیوار کی حفاظت آپ پر واجب ولازم ہے جس طرح بھی ممکن ہو اس کی حفاظت کیجئے۔ آنکھیں کھلی رکھئے کہ کہیں آپ نادانستگی ہی میں تو اس گھر کی تباہی کا باعث نہیں بن رہے۔ صوبائی عصبیت، فرقہ وارانہ منافرت اور دشمنوں کے فراڈ سے بچنے کا سلیقہ تو آپ میں ہونا ہی چاہئے۔ وطن عزیز کے مشرقی حصے میں ابھی جو کچھ ہو چکا ہے اس کا اعادہ اور کہیں نہ ہونے پائے۔ یقین کیجئے اگر ہم چوکس رہیں تو بیرونی دشمنوں کے سارے حربے کند ہو کر رہ جائیں گے!

اس وقت ساری دنیا کو صیہونیت اور "بنیاازم" سے جو خطرات لاحق ہیں اب ڈھکے چھپے نہیں رہے ان کے خلاف ایک طاقتور ذہنی محاذ کی ضرورت ہے!

اُوہ... آپ نے پھر منہ بنایا! بھائی یہ لکچر نہیں ہے....

زیر نظر کہانی کا موضوع صیہونیت ہی ہے۔ جس کی وضاحت آپ کو آئندہ کہانی میں ملے گی۔

ورنہ میں بے چارہ ایک جاسوسی ناول نویس... لاحول ولا قوۃ! ویسے کہنے کو تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جاسوسی ادب خالص فلاحی ادب ہے کیونکہ جتنی دیر آپ اس "تفریح" میں مشغول رہتے ہیں بغض و حسد، کینہ اور نفرت وغیرہ آپ کے پاس پھٹکنے بھی نہیں پاتے۔ آپ کا ذہن قانون کی محافظت کرنے والے ہیروز کے قدم بہ قدم رواں دواں رہتا ہے....!

ابنِ صفی

۱۰/اکتوبر ۱۹۷۱ء



جوزف کا خیال تھا کہ شرابی نہ ہونے کے باوجود بھی جیمسن ایک اچھا آدمی ہے....! انگریزی زبان کے توسط سے دونوں ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ سکتے تھے اور دراصل یہی چیز ان دونوں کی یکجائی کا سبب بنی تھی۔

جیمسن کو کلاسیکس کا خبط تھا.... اور جوزف اپنے قبیلے، اپنے ملک اور اپنے براعظم سے متعلق ڈھینگیں مارنے کا رسیا ٹھہرا.... وہ ان کے بارے میں طرح طرح کی بکواس کرتا اور جیمسن دلجمعی سے سنتا رہتا.... کبھی کسی بات کا منطقی جواز نہ طلب کرتا.... خرافات پر اس طرح سر جیسے پہلے ہی سے ان پر تحقیق و تصدیق کر رکھی ہو!

دونوں اکثر ساتھ دیکھے جاتے.... آج ظفرالملک نے شہر سے نکل جانے کا پروگرام بنایا تھا.... جیمسن نے جوزف کو بھی مدعو کر دیا اور پھر وہ تینوں پکنک کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

ظفر کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ ساتھی کون ہیں وہ تو اپنی کھال میں مست رہنے والوں سے تھا.... راستے بھر دونوں کی بکواس غیر متعلقانہ انداز میں سنتا رہا.... اور ان دونوں میں بھی کسی نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

اس وقت جیمسن نے فسانہ عجائب کا ذکر چھیڑ رکھا تھا اور جوزف محویت کے عالم میں دانت نکال دیتا اور کبھی سر ہلانے لگتا!

جیمسن کہہ رہا تھا "جان عالم کا طوطا نہ صرف آدمیوں کی طرح بولتا تھا بلکہ حسن کا نقاد تھا۔ ایک ملک کی شہزادی کے حسن کی ایسی تعریف کی کہ جان عالم جان سے عاشق ہوا اور پاٹھ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا.... اس حسینہ کی تلاش میں۔!"

"محض طوطے کے کہنے میں آکر....! اس حسینہ کی تلاش میں....!"

"طوطا تو ایک خوب صورت پرندہ ہے.... بہتیرے لوگ گدھوں کے کہنے میں آکر پتا نہیں کیا کچھ کر گذرتے ہیں۔!"

"تو کیا بولنے والے گدھے بھی ہوتے ہیں۔!"

"بولنے ہی والے گدھے ہوتے ہیں۔!"

"بہت دیر سے آوازیں سن رہا ہوں....!" ظفر بول پڑا اور دونوں یک لخت خاموش ہو گئے۔ جیمسن اپنی جھاڑ جھنکاڑ ڈاڑھی میں انگلیوں سے خلال کرنے لگا اور جوزف سختی سے ہونٹ بھینچے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر تھے اور ظفرالملک گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

پتہ نہیں جوزف کو کیا سوجھی کہ اس نے باس کی تعریفیں شروع کر دیں.... اور ظفر بائیں آنکھ دبا کر مسکرانے لگا.... اچھی طرح جانتا تھا کہ جواباً اس کا ملازم اس کی تعریف ہرگز نہیں کرے گا۔ لیکن خلاف توقع اس نے جیمسن کی آواز سنی!

"میرا باس بھی کسی زمانے میں بہت اچھا آدمی تھا۔!"

"اوہو.... نہیں....!" جوزف جلدی سے بولا۔ "مسٹر ظفر اب بھی اچھے آدمی ہیں۔!"

"تمہارے نزدیک اچھائی کا کیا معیار ہے....!" جیمسن نے سخت لہجے میں کہا۔

"معیار.... یہ تو بڑا مشکل سوال کر دیا تم نے....!"

"بہر حال میں تمہیں بتاتا ہوں.... تمہارے باس کی صحبت نصیب ہونے سے پہلے میرا باس ایک زندہ آدمی تھا۔!"

"اب بھی زندہ ہے....!" جوزف نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے۔

"غلط.... اب یہ کسی لڑکی کو دیکھ کر سیٹی نہیں بجاتے۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے مسٹر جیمسن....!"

"افریقہ میں اچھی بات ہو گی.... غالب اور مومن کے برصغیر میں نہیں....!"

"یہ کون لوگ ہیں....؟"

"عاشق.... انہوں نے زندگی بھر عشق کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔!"

"اچھا.... میں سمجھا....!ہاں میرا باس عشق جیسی فضولیات میں نہیں پڑتا۔!"

"اسی لئے میں اسے اچھا آدمی نہیں سمجھتا.... میر تقی میر کے والد ان سے کہا کرتے تھے:
عشق کرو.... عشق جلاتا ہے اور عاشق جلتا ہے۔!"

"یہ دونوں کون تھے....!"

"دونوں ہی عاشق تھے۔!"

"باپ بیٹا دونوں....!" جوزف نے حیرت سے پوچھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے.... اچھا میں سمجھا.... نہیں دونوں کسی ایک پر عاشق نہ تھے الگ.... الگ....!"

"اچھا.... اچھا....!"

"ہاں.... تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرا باس ایک اچھا آدمی تھا.... لڑکیاں اسے بہت کرتی تھیں۔!"

"اب بھی کرتی ہوں گی۔!"

"لڑکیاں مردوں کو پسند کرتی ہیں مُردوں کو نہیں....!"

"اب خاموش بھی رہو....!لڑکیوں کے بچے....!" ظفر نے اونچی آواز میں کہا۔

"لینگویج پلیز....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "آزادی رائے کا گلا نہ گھونٹئے یور ہائی نس

"اچھا کئے جاؤ بکواس....!"

"ہاں تو مسٹر جوزف.... مجھے ذاتی طور پر لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔!" جیمسن جوزف کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پھر اپنے باس میں یہ بُرائی کیوں دیکھنا چاہتے ہو۔!"

"اگر مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو تو وہ بُری کیونکر ہو سکتی ہے۔!"

"اچھا یہی بتا دو کہ تمہیں کیوں دلچسپی نہیں۔!"

"انہیں مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں اسی لئے مجھے بھی نہیں ہے۔!"

"کل ہی ایک لڑکی اسے ریچھ کہتی ہوئی قریب سے گذر گئی تھی....!" ظفر بولا۔

"یور ہائی نس اس نے محض آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے مجھے ٹارگٹ بنایا تھا

"تم نے اسی وقت یہ بات کیوں نہیں بتائی۔!"

"میں درمیانی آدمی بننا پسند نہیں کرتا۔!"

"ہاں تو مسٹر جیمسن وہ طوطے والا قصہ....!" جوزف نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

"قصہ جان عالم کا ہے.... مرکزی کردار طوطا نہیں ہے۔!"

"خیر.... خیر.... پھر کیا ہوا تھا....!"

"وہ شہزادی جان عالم کو مل گئی تھی۔!"

"لیکن طوطے کا کیا ہوا....؟"

"کچھ بھی نہیں.... وہ بیچارہ پھر پنجرے کی نذر ہو گیا تھا.... آدمی ہوتا تو کم از کم اپنا کمیشن ہی وصول کر لیتا۔!"

جوزف نے دانت نکال دیئے اور بوتل سے کاک نکالنے لگا.... دو تین گھونٹ لے کر جیمسن سے بولا۔ "میرا باس بہت وضع دار آدمی ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ لوگوں کو پال رہا ہے۔!"

جیمسن آنکھیں بند کر کے کچھ سوچنے لگا تھا.... اس ریمارک پر خاموش ہی رہا۔

کار تیزی سے مسافت طے کر رہی تھی لیکن ان دونوں کو معلوم نہیں تھا کہ جانا کہاں ہے۔

وہ سورج طلوع ہونے سے قبل روانہ ہوئے تھے اور اب اچھی خاصی دھوپ پھیل گئی تھی.... نومبر کے اواخر کا سورج اپنی قہرمانی کھو چکا تھا.... اس لئے یہ سفر ناخوش گوار بھی نہیں معلوم ہو رہا تھا!

"ہم جا کہاں رہے ہیں یور ہائی نس....!" دفعتاً جیمسن نے سوال کیا۔

"اپنے ہی ملک میں بنا ہوا جاپانی کپڑا خریدنے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہیں پہنچ کر سمجھ لینا.... بس دو ڈھائی میل اور چلنا پڑے گا۔!"

"لیکن آپ تو پکنک پر تشریف لائے تھے۔!"

"بُرا آدمی سمجھ کر معاف کر دو....!" ظفر نے کہا اور گاڑی کے بریک چڑچڑائے اس نے گاڑی یکلخت روک دی تھی، کیونکہ سامنے ایک لڑکی ہاتھ اٹھائے کھڑی نظر آئی۔ بائیں جانب سڑک کے کنارے ایک گاڑی بھی کھڑی ہوئی تھی۔!

جیمسن نے لڑکی کو ستائشی نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ اسی کے قبیلے کی معلوم ہوتی تھی۔ بال بے ترتیبی سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ جین اور جیکٹ میں ملبوس تھی۔ رنگ کی بناء پر کسی مغربی ملک کی معلوم ہوتی تھی۔

"کیا بات ہے....؟" ظفر نے گاڑی سے اتر کر پوچھا۔

"ٹائر فلیٹ ہو گیا..!" لڑکی نے گاڑی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میرے پاس جیک نہیں ہے"

"فالتو پہیہ....!"

"وہ ہے....!"

"اچھی بات ہے....!" ظفر نے کہا۔ "اتفاق سے اس وقت میری گاڑی میں بھی جیک م نہیں ہے.... لیکن پہیہ بدل دیا جائے گا.... تم فکر نہ کرو۔!"

اس نے جوزف اور جیمسن کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

"دیکھا تم نے....!" جیمسن نے بے حد خوش ہو کر جوزف سے کہا۔ "جیک کے بغیر پہیہ جائے گا۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے....!"

"ممکن ہو یا نہ ہو.... اس وقت میرے باس نے زندگی کا ثبوت دیا ہے۔!" دونوں گاڑ اتر آئے۔!

لڑکی نے اپنی گاڑی کی ڈکے سے فالتو پہیہ نکالنے کے لئے کنجی ظفر کے حوالے تھی... وہ ڈکے کھول کر پہیہ نکالنے لگا... جوزف اور جیمسن اس کے قریب آ کھڑے ہوئے

"مگر یور ہائی نس.... جیک کے بغیر کیسے کام چلے گا....!" جیمسن نے پوچھا۔!

"جان عالم کا طوطا سب کچھ کرے گا.... تم دونوں گاڑی کے نیچے لیٹ کر اس کا پچھ اوپر اٹھاؤ گے اور میں پہیہ بدل دوں گا۔!"

جوزف نے اس پر بڑی نفرت سے لڑکی کی طرف دیکھا تھا، جو قریب ہی کھڑی اد نظر دوڑا رہی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس معاملے کا اس کی ذات سے کوئی تعلق ہی

دفعتاً جیمسن زور سے ہنس پڑا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....!" جوزف غرایا۔

"اب میرا باس خود کو ایک اچھا آدمی ثابت کر رہا ہے۔!"

لڑکی جیمسن کے قہقہے پر ایک پل کے لئے اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائی تھی اور پھر پاگلوں کے سے انداز میں ادھر اُدھر دیکھنے لگی تھی۔

"تم بہت طاقت ور ہو....!" ظفر نے جوزف کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مسٹر.... لیکن....!"

"تمہارا باس بھی مجبوروں کے کام آتا ہے.... اس کے لئے صنف کی شرط نہیں ہے۔!"

"اچھا....!" جوزف طویل سانس لے کر بولا اور گاڑی کے نیچے گھسنے کی تیاری کرنے لگا۔

ظفر اس کی طرف متوجہ تھا اچانک اس نے جیمسن کی تحیر زدہ سی "ارے ارے" سنی....! اور پھر جتنی دیر میں وہ اس کی طرف توجہ دیتا لڑکی اس کی گاڑی لے کر فرار ہو چکی تھی۔!

دونوں ہی دور تک اس کے پیچھے دوڑتے چلے گئے.. لیکن وہ خاصی تیز رفتاری سے گئی تھی۔!

"تم مردود....!" ظفر دوڑتے دوڑتے رک کر جیمسن کی طرف مڑا۔

"ٹینگویج پلیز.... میں نے کیا کیا ہے....!" جیمسن ہانپتا ہوا بولا۔

"ارے.... ارے.... کرتے رہ گئے.... دوڑ کر اسے روکا نہیں تھا۔!"

"یور ہائی نس.... میں اتنا پھرتیلا نہیں ہوں.... ارے ارے.... ہی بمشکل تمام میری زبان سے نکل سکا تھا۔!"

پھر وہ مردہ سی چال چلتے ہوئے جوزف کی طرف پلٹے تھے۔

جوزف اس طرح دانت نکالے کھڑا تھا جیسے اس واقعے سے بے حد محفوظ ہوا ہو۔

"اب میرے باس کے بارے میں کیا خیال ہے.... مسٹر جیمسن....!"

"مجھے اتنے چالاک آدمی پسند نہیں ہیں جنہیں لڑکیاں بیوقوف نہ بنا سکیں۔!"

ظفر پر تشویش نظروں سے گاڑی کی طرف دیکھے جا رہا تھا.... جیمسن کے اس ریمارک پر جوزف کو متوجہ کر کے بولا۔ "مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں ہے کیونکہ دو سال پہلے لندن میں مجھ سے بھی ایک ایسی ہی حرکت سرزد ہوئی تھی۔!"

"اوہو....!" جیمسن ہنس پڑا.... ہنستا رہا اور پھر بولا۔ "مجھے وہ بوڑھی عورت یاد ہے.... بیچاری.... چیختی رہ گئی تھی.... ہماری طرح دوڑ بھی نہیں سکتی تھی۔!"

"خیر مجھے کیا....!" جوزف نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "اب مجھے کیا ہے.... مسٹر....!"

"پہیہ تو بدلنا ہی پڑے گا.... اوہ.... ہاں.... کنجی اگنیشن میں موجود ہے....!" وہ سیٹ کا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ "ذرا میں فیول پوزیشن دیکھ لوں....!"

اس کے بعد وہ "ٹھیک ہے....!" کہتا ہوا اتر آیا تھا۔

پہیہ بدلنے میں بیس بائیس منٹ صرف ہوئے.. جوزف اور جیمسن دونوں کو زور لگانا پڑا روانگی کے وقت جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اپنی گاڑی میں تو کھانے پینے کا بھی تھا.... یہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا..!"

"میرا خیال ہے کہ وہ بہت جلدی میں تھی....!" ظفر نے کہا۔

"میں بے موت مر گیا....!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی۔

"کیوں....؟"

"میری ڈھائی بوتلیں....!"

"مجھے افسوس ہے جوزف....!" ظفر نے نرم لہجے میں کہا!

جوزف کچھ نہ بولا.... اس کے چہرے پر گہری اداسی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی اپنے کسی عزیز کو دفن کر کے قبرستان سے واپس آیا ہو۔!

کار تیزی سے راستہ طے کرتی رہی.... اور دو ڈھائی میل کی مسافت طے کرنے کے سڑک سے کچے راستے پر موڑ دی گئی۔

یہاں چاروں طرف بے شمار چھوٹے بڑے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔

دس منٹ بعد وہ ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں دس بارہ کاریں کھڑی تھیں اور ان کے آ متعدد اونٹ بھی کھڑے دکھائی دیئے.... کچھ اونٹوں پر بے حد فیشن ایبل قسم کی خوا تھیں اور وہ مغرب کی طرف چلے جا رہے تھے۔

"کلاسک...!" جیمسن خوش ہو کر چیخا.. "ارے یہ کاروں سے اتر کر اونٹوں پر بیٹھ رہی

"جہاں یہ جا رہی ہیں.... ادھر کاریں نہیں جا سکتیں.... پانچ میل لمبا دشوار گذار ر کر کے یہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔!"

"مسٹر..... آپ کو اپنی گاڑی کے لئے سڑک پر ہی سفر جاری رکھنا چاہئے تھا..!" جوزف بولا۔

"فکر نہ کرو....!"

"کیا اب ہمیں بھی اونٹ پر بیٹھنا پڑے گا....!" جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"اگر اپنے ہی ملک میں بنا ہوا جاپانی کپڑا خریدنا ہے تو ضرور بیٹھنا پڑے گا۔ دیکھو کیسی اونچی اونچی خواتین اونٹوں پر نظر آ رہی ہیں....! یہ غیر ملکی کپڑا خریدنے کے لئے اونٹوں پر بھی بیٹھ سکتی ہیں.... سستا اور عمدہ کپڑا....!"

"مطلب یہ ہے کہ اسمگل کیا ہوا....!"

"ہرگز نہیں.... یہ کپڑا اپنے ہی ملک کی ملوں میں بنتا ہے اور اس پر دوسرے ممالک کی مہر ڈال کر اس طرح فروخت کیا جاتا ہے... سستا یوں ہے کہ اس پر ایکسائز ڈیوٹی ادا نہیں کی جاتی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں یور ہائی نس....!"

"اونٹ پر بیٹھی ہوئی خواتین مجھے بہت اچھی لگتی ہیں.... افسوس کہ میرا مینڈولن بھی گاڑی ہی میں رہ گیا ورنہ میں اس پر اس وقت ایک صحرائی دھن چھیڑ دیتا۔!"

"اونٹ مجھے دور ہی سے اچھے لگتے ہیں....!" جیمسن بولا.... "دور کے اونٹ سہانے۔!"

"کیا واقعی مسٹر.... تم ایسا کپڑا خریدو گے جس پر ایکسائز ڈیوٹی ادا نہ کی گئی ہو۔!" جوزف نے پوچھا۔

"میں صرف تفریح کی غرض سے آیا ہوں تم مطمئن رہو....!"

"مجھے تو یہیں رکنا ہے....!" جوزف جماہی لے کر بولا۔ "تم دونوں شوق سے اونٹ پر بیٹھو.... گاڑی میں پڑا رہوں گا.... خدا اس سفید سوریا سے سمجھے میری ڈھائی بوتلیں۔"

"کیا میں یہاں تمہارے لئے کسی سے بھیک مانگوں....!" جیمسن بولا۔

"نہیں جاؤ.... تفریح کرو.... مجھے میرے حال پر چھوڑ دو....!" جوزف نے کہا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹنے کی کوشش کرنے لگا۔

ظفر نے جیمسن کو وہاں سے چل دینے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے جوزف کو آرام کرنے دو....!"

وہ دونوں اب اونٹوں کی طرف بڑھ رہے تھے.... ایک ٹولی مغرب کی جانب جا چکی تھی اور

اب دوسری تیار ہو رہی تھی.... اس ٹولی میں ایک بھی مرد نہیں تھا۔ ان خواتین کے سا
گاڑیوں میں بیٹھے رہ گئے تھے۔!

"یور ہائی نس.... ہم بالکل احمق لگیں گے....!" جیمسن بولا۔

"شٹ اپ....!"

"ایز یو پلیز....!"

وہ قریب پہنچے تو خواتین انہیں ایسی نظروں سے دیکھنے لگیں جیسے وہ سچ مچ لفنگے ہوں اور آپس میں ان کی کھسر پھسر بھی ہوئی تھی، لیکن ظفر ان کی طرف توجہ دیئے بغیر ایک اونٹ سے گفتگو کرنے لگا۔!

کرایہ طے ہو جانے کے بعد اونٹ بٹھایا گیا۔

"میں آگے بیٹھوں گا....!" جیمسن نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں.... اونٹ پر سب برابر ہیں۔!" ظفر بولا۔ انہیں اونٹ دیکھ کر کچھ مرد بھی گاڑیوں سے اتر کر ادھر چلے آئے تھے۔

"دیکھا آپ نے یور ہائی نس....!" جیمسن بولا.... "انہیں اونٹ والوں پر اعتماد ہمیں ڈاکو سمجھتے ہیں۔!"

"تیری شکل ہی ڈاکوؤں جیسی ہے۔!"

"آٹھ اونٹوں کا یہ چھوٹا سا قافلہ چل پڑا تھا۔

"یہ سواری بھی ہے اور جھولا بھی....!" جیمسن بڑبڑایا۔

"مجھے اپنا مینڈولن یاد آرہا ہے۔!"

"مجھے اس وقت صرف خدا یاد آرہا ہے.... اگر یہ اونٹ دوڑنا شروع کر دے تو ہوں گے۔!"

"یا گر پڑیں گے یا نہ گریں گے۔!"

"اتنی اونچائی سے گرنے کا مطلب ہوا فریکچر....!"

"فوری طور پر دم بھی نکل سکتا ہے....!" ظفر بولا۔

"کیا واقعی آپ محض تفریح کی غرض سے ادھر آئے ہیں....!" جیمسن نے پوچھ

"نہیں....!"

"بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ....!"

جیمسن جملہ پورا نہیں کر سکا تھا کیونکہ اونٹ نے ٹھیک اسی وقت کسی ناہموار جگہ پر پاؤں رکھ دیا تھا۔

"کیا ہم پیدل نہیں چل سکتے....!" اس نے کچھ دیر بعد ظفر سے کہا۔!

"اس کلاسیکل سواری سے تمہاری بیزاری میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"صاحب میں حقہ نہیں پی سکتا.... پان بھی نہیں کھا سکتا اور ڈیڑھ تھان کا پاجامہ بھی نہیں پہن سکتا زری کی جوتیاں تو شائد میرے فرشتے بھی نہ پہن سکیں۔!"

"اونہہ.... ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں یہاں اس مبلغ کو دیکھنے آیا ہوں، جو صرف عورتوں میں تبلیغ کرتا ہے اور ہر اس جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں بہت سی عورتیں پائی جاتی ہیں۔!"

"ڈیوٹی....!"

"نہیں نجی طور پر.... سنا ہے اپنے ہی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"ہپی ہے....!"

"ہاں.... لیکن باتیں ہپیوں کی سی نہیں کرتا۔!"

"تب تو واقعی دیکھنے کی چیز ہو گا۔!"



جوزف کی حالت تباہ تھی۔ جماہیوں پر جماہیاں آرہی تھیں۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا.... جھنجھلاہٹ کا یہ عالم تھا کہ دل ہی دل میں خود کو گالیاں دینے لگا تھا آخر وہ ان کے ساتھ آیا ہی کیوں....؟ یہ بھی کوئی پکنک کی جگہ ہے.... یہ لوگ بھی اول درجے کے احمق معلوم ہوتے ہیں۔ عورتوں کو اونٹ پر دیکھنے کے شوق میں دوڑے چلے آئے.... عورتوں کا کیا ہے.... وہ سستی چیزیں خریدنے کے سلسلے میں اپنی زندگی تک داؤ پر لگا سکتی ہیں۔ اگر اس پکنک کا مقصد پہلے سے معلوم ہو گیا ہوتا تو وہ ہرگز نہ آتا.... اب پتہ نہیں وہ دونوں کتنی دیر میں واپس ہوں.... اس کا کیا حشر ہو گا۔

اچانک ایک گاڑی اس کے برابر آرکی اور جوزف چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

پھر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا.... کیونکہ یہ ظفر الملک کی گاڑی تھی اور اسٹیئرنگ کرنے والی لڑکی بھی وہی تھی.... جوزف سے نظر ملتے ہی اس نے خوش دلی سے ہاتھ ہلا دیا۔!

جوزف نے جھٹکے کے ساتھ اپنا منہ بند کیا اور اس کے جبڑے بھینچ کر رہ گئے۔

وہ کھڑکی سے سر نکال کر بولی "میں مقامی زبان نہیں بول سکتی کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو۔"

"میں انگریزی میں گفتگو کر سکتا ہوں۔" جوزف نے بہت برے لہجے میں کہا۔

"تب تو مجھے خوشی ہے میں ایک دشواری میں پڑ گئی ہوں۔"

"دوسروں کو مصیبت میں مبتلا کرنے والے خود بھی بڑے عذاب میں پڑ جاتے ہیں کیا تم کرسچن ہو۔"

"کیوں نہیں۔" لڑکی نے فخریہ کہا۔

"لیکن تم نے لٹیروں جیسی حرکت کی تھی۔"

"کبھی کبھی مجبور بھی ہو جانا پڑتا ہے وہ لوگ میرا پرس چھین بھاگے تھے جس میں ایک بڑی رقم تھی مجھے ان کے پیچھے جانا تھا۔"

"تو پھر کیا ہوا۔"

"میں نے انہیں جا لیا لیکن اپنا پرس واپس نہ لے سکی انہوں نے میرا مضحکہ اڑا دیا۔"

"تم سے غلطی ہوئی تھی اگر ایسی کوئی بات تھی تو ہماری گاڑی لے بھاگنے کی بجائے ہم سے مدد مانگی ہوتی۔!"

"میں شرمندہ ہوں.... اور تمہاری گاڑی واپس کرنا چاہتی ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... ہماری کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی۔!"

"قطعی نہیں۔.... چیک کر لو....!"

جوزف گاڑی سے اتر کر ظفر کی گاڑی کے قریب پہنچا.... ہر چیز جوں کی توں تھی.... اپنی بوتلوں پر نظر پڑتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا۔!

"اچھا مسی اب تم اپنی گاڑی سنبھالو....!"

لڑکی اسے گاڑی کی کنجی دے کر اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔!

پھر جوزف نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کہ وہ کدھر گئی.... باسکٹ میں ہاتھ ڈال کر

بوتل نکالی تھی اور دوبارہ خوش اخلاق بننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔!

کسی قدر آنکھیں کھلیں تو اس نے آس پاس کے لوگوں کو حقارت سے دیکھا کیونکہ وہ عورتوں کے چکر میں پڑ کر اس ویرانے میں آئے تھے کتنی گھٹیا زندگی گذارتے ہیں، یہ شادی شدہ لوگ.... اس نے سوچا۔

کچھ اور بھی سوچتا لیکن اسی وقت ایک پولیس کار قریب آکر رکی اور اس پر سے ایک آفیسر ریوالور تانے اترا.... ریوالور کا رخ جوزف کی طرف تھا۔!

"گاڑی سے باہر آؤ....!" جوزف کو حکم دیا گیا۔!

"کیوں....!" جوزف غرایا۔

"باہر آؤ.... ورنہ شوٹ کر دوں گا۔!"

وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا گاڑی سے اتر آیا.... لیکن اس نے اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔

کچھ اور لوگ بھی اپنی گاڑیوں سے اتر کر ان کے قریب آگئے۔

"لڑکی کہاں ہے....؟" آفیسر نے جوزف سے سوال کیا۔!

"میں نہیں جانتا۔!"

"اس کے ہتھ کڑیاں لگا دو....!" آفیسر نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے کانسٹیبلوں کو مخاطب کیا۔

"آخر کیوں....؟ وجہ بھی تو بتاؤ....!" جوزف نے دماغ ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔!

"یہ گاڑی لڑکی چلا رہی تھی....!"

"ہاں.... وہی لائی تھی.... اور اپنی گاڑی لے گئی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ادھر راستے میں اس کی گاڑی کا ٹائر فلیٹ ہو گیا تھا....!" جوزف نے طویل سانس لے کر کہا اور لڑکی کی کہانی دہرانے لگا۔!

آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں نے بھی بتایا کہ ایک غیر ملکی لڑکی کچھ دیر پہلے اس سے گاڑی بدل کر وہاں سے گئی ہے۔!

"تم بھی تو غیر ملکی ہی معلوم ہوتے ہو.....!" آفیسر جوزف کو گھورتا ہوا بولا۔!

"ہوں.....! یقیناً ہوں..... لیکن ایک بہت بڑے آدمی کا ملازم ہوں..... اسے جب معلوم ہوگا کہ میں کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہوں تو وہ زمین آسمان ایک کردے گا۔!"

"وہ دونوں کہاں ہیں جن کا ذکر تم نے ابھی کیا ہے.....؟"

"اونٹ پر بیٹھ کر ادھر گئے ہیں.....!" جوزف نے مغرب کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔!" آفیسر نے سخت لہجے میں کہا۔!

"گاڑی کی کنجی میرے پاس ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی واپسی سے قبل میں کہیں نہ جاسکوں گا

پھر جوزف انہیں دھمکیاں ہی دیتا رہ گیا تھا اور اس کے ہتھ کڑیاں لگ گئی تھیں۔!



خیموں اور چھولداریوں کی یہ بستی کپڑا بازار کے نام سے مشہور تھی۔ شہر میں جو کپڑا روپے گز بکتا تھا یہاں اس کی قیمت چار پانچ روپے گز سے زیادہ نہیں ہوتی تھی!

شہر سے یہاں تک آنے والوں کو خاصی دشواریاں پیش آتی تھیں لیکن اس کے باوجود اور غیر ملکی کپڑوں کی کشش انھیں کھینچ ہی لاتی تھیں۔

جیمسن تحیر آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا..... دفعتاً چہک کر بولا "انیسوی ء کے کسی فوجی پڑاؤ کا بازار معلوم ہوتا ہے... بس کٹورا کھنکانے والے سکوں کی کمی محسوس ہوتی ہے"

"ہے ناکلاسیکل چیز.....!"

"بالکل ہے..... یور ہائی نس..... میں آپ کا ممنون ہوں۔!"

"اب کچھ خریدنا بھی چاہئے..... ورنہ وہ خواتین سمجھیں گی کہ ہم انہی کے لئے آئے تھے"

"سمجھنے دیجئے.....!"

"ہم یورپ میں نہیں ہیں.....!"

"لیکن وہ کہاں ہیں..... جس کے لئے آپ آئے تھے۔!"

"دیکھیں گے، چلو پہلے دکانیں دیکھیں، تمہارے سوٹ کیلئے چار خانے کا کوئی پیس ہاتھ آجائے"

"یہاں کے بیوں کو غرارہ سوٹ پہننا چاہئے۔!"

"ضرور لیکن ڈاڑھی مونچھیں صاف کرا کر تاکہ یہاں کے کلچر کے مطابق کم از کم ہیجڑ

نظر ہی آسکیں۔!"

"آپ اپنے دماغ کی خبر لیجئے یور ہائی نس.....!"

"چلو.....!" ظفر اسے دھکیلتا ہوا آگے بڑھا۔!

خیموں میں اعلیٰ قسم کے کپڑوں کی دکانیں تھیں..... وہ ایک ایک خیمہ دیکھتے پھرے لیکن کہیں بھی مردوں کے استعمال کے کپڑے نہ دکھائی دیئے۔!

"یہ کیا قصہ ہے..... یور ہائی نس.....!"

"مرد..... یہاں کہاں ہیں..... صرف خواتین آتی ہیں اس لئے انہی کے استعمال کے کپڑے ہی ملیں گے۔!"

"تو ہم یونہی..... خواہ مخواہ.....!"

"بکواس مت کرو..... ابھی کچھ دیر پہلے تم نے خوشی کا اظہار کیا تھا.....!"

"میں سمجھا تھا کہ یہاں کسی خیمے میں نانبائی کی دکان بھی ہوگی۔!"

ظفر کچھ نہ بولا..... وہ ایک مجمعے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جہاں عورتوں کے سروں کے اوپر ایک مردانہ ہی چہرہ دکھائی دیا..... وہ کچھ کہہ رہا تھا۔!

یہ دونوں بھی تیزی سے آگے بڑھے۔

ہی گدھے پر سوار تھا.....! یہ دونوں مجمعے سے کسی قدر ہٹ کر کھڑے ہوئے کیونکہ یہاں صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں۔!

ہی ان سے کہہ رہا تھا۔ "سمجھا تا رہا ہوں..... سمجھا تا رہوں گا..... تم اگر چاہو تو یہ سوسائٹی آدمیوں کی سوسائٹی بن سکتی ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تمہارے مرد کس قسم کی کمائی گھر لاتے ہیں اگر تم گندی کمائیوں کو گندی نالیوں میں بہانا شروع کردو تو یہ سارا انتشار ختم ہو سکتا ہے۔!"

"تم پہلے اپنی شکل تو دیکھو.....!" کسی عورت نے چیخ کر کہا۔

"اس شکل میں تو تم میرے گرد اکٹھا ہو گئی ہو..... جب دستار میں آتا تو اس قابل بھی نہ سمجھتیں..... میں کہتا ہوں قبل اس کے کہ کوئی بڑی تباہی کشت و خون کی شکل میں تم پر نازل ہوجائے ہوش میں آجاؤ..... ورنہ دیکھو..... میں تمہاری اولادوں کو تم سے جدا کردوں گا۔!"

"مت بکواس کرو.....!" کئی آوازیں ابھریں۔

"اچھی بات ہے... تم دیکھ لینا... وہ تمہارے گھر چھوڑ دیں گے.... بھیک مانگتے پھریں گے لیکن رشوت یا کسی دوسرے ناجائز طریقے سے حاصل کی ہوئی دولت کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔!"

اچانک کئی دکاندار گالیاں بکتے ہوئے مجمعے کی طرف دوڑ پڑے.... عورتیں تتر بتر ہو گئیں اور ہپی کو گدھے سے دھکیل کر پٹائی شروع کر دی گئی۔!

ظفر اور جیمسن اسے بچانے کے لئے دوڑ پڑے تھے۔!

"اوہو.... ایک اور بھی ہے....!" ایک دوکان دار نے جیمسن کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے....!" جیمسن نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تم ادھر کیوں آتا ہے.... ہمارا دھندا خراب کرنے۔!"

"ہم لوگ خریداری کے لئے آتے ہیں۔!"

"جھوٹے ہو.... بھاگ جاؤ یہاں سے۔!"

دوسری طرف ظفر نے بدقت ہپی کو دکانداروں کے نرغے سے نکال کر دوبارہ گدھے پر سوار کرا دیا تھا۔

"چلو....!" اس نے گدھے کی لگام پکڑتے ہوئے جیمسن کو پکارا۔

ان کے وہاں سے ہٹتے ہی عورتوں نے زور زور سے قہقہے لگائے تھے۔!

"کیوں بھائی.... تم کون ہو.... اور یہ سب کیا تھا....؟" ظفر نے ہپی کو مخاطب کیا، جو پلکیں جھپکائے بغیر فضا میں گھورے جا رہا تھا۔! اس نے چونک کر انہیں یونہی سرسری طور پر دیکھ اور پھر پلٹ کر قہقہہ لگانے والی خواتین کو دیکھا۔!

"ایک دن تمہیں رونا پڑے گا....!" وہ ہاتھ اٹھا کر چیخا تھا۔!

"اے بھائی اب بس بھی کرو.... کہیں یہ عورتیں ہی نہ تم پر ٹوٹ پڑیں۔!" ظفر نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"سنو دوستو.... میں حقیقتاً تم میں سے نہیں ہوں....!" ہپی نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"وہ تو تمہارے اطوار ہی سے ظاہر ہے۔!" جیمسن نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ہم نہ بچاتے تو کاندار تمہیں زندہ نہ چھوڑتے۔!"

"میں مرنے ہی کے لئے گھر سے نکلتا ہوں۔!"

"گدھے پر سوار ہو کر....!"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ دوست.... میں تمہاری طرح بے حسی کی زندگی گذارنے کے لئے ہی نہیں بنا.... یقین کرو.... میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ بال ترشوا سکوں.... میرے تن پر، جو میلے کچیلے کپڑے دیکھ رہے ہو ان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے میرے پاس....!"

"میرے ساتھ چلو....! میں تمہارے بال بھی ترشوا دوں گا.... اور کم از کم چار جوڑے کپڑوں کا بھی انتظام کر دوں گا۔!" جیمسن بولا۔

"تب تم بھی ہپی نہیں معلوم ہوتے.... پھر یہ بہروپ کس لئے....؟"

"مجھے بال ترشوانے کا وقت نہیں ملتا....!"

ہپی کچھ نہ بولا۔

"اب کہاں جاؤ گے....!" ظفر نے پوچھا۔

"کہیں بھی نہیں.... موت سے نہیں ڈرتا.... اگر یہ عورتیں چاہیں تو پوری قوم سدھر سکتی ہے۔!"

"کیا قوم قوم کی رٹ لگا رکھی ہے.... کلاسیکی لٹریچر پڑھو اور آثار قدیمہ میں دلچسپی لو.... سارے دکھ دور ہو جائیں گے....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔!

"تم لوگوں کا ذریعہ معاش کیا ہے....!" دفعتاً ہپی نے سوال کیا۔!

"ٹھگی....!" ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"تو پھر تم بھی اپنے بُرے انجام کے منتظر رہو....!"

"اگر تم ہم کو سیدھی راہ پر لگا دینے کا وعدہ کرو تو ہم تم سے کبھی کبھی ملتے رہا کریں گے۔!" ظفر بولا۔

"مجھ سے کہاں ملو گے.... میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔!"

"فی الحال ہمارے ساتھ چلو....!"

"یہاں میں نے ایک ہفتے کا پلان تیار کیا ہے جس کے اختتام کو ابھی تین دن باقی ہیں.... اس سے پہلے میں کہیں نہ جا سکوں گا۔!"

"اچھی بات ہے....! میرا کارڈ اپنے پاس رکھو....!" ظفر نے اپنا وزیٹنگ کارڈ اس کی طرف

بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جب کبھی فرصت ملے میرے پاس ضرور آنا.... شاید میں تمہارے کسی کام آسکوں۔!"

"کوئی ٹھگ میرے کس کام آسکتا ہے...؟"

"چلو تو پھر تم ہی میرے کام آجانا.... میں تمہاری باتیں سننا چاہتا ہوں.... یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اولادوں کو ان سے کس طرح جدا کرسکو گے۔!"

"نیکی اور صداقت کے نام پر....!" جواب ملا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر کسی اونٹ پر ڈالیں اور لے بھاگیں۔!" جیمسن بولا۔

"تم خاموش رہو....!" ظفر نے اسے گھونسہ دکھا کر کہا۔

"اس کے بھلے کو کہہ رہا تھا.... ورنہ یہ لوگ اسے مار ڈالیں گے....!"

"چار دن سے برابر پٹ رہا ہوں....!" ہپی مسکرا کر بولا۔

"تب تو ہمیں چپ چاپ کھسک جانا چاہئے یور ہائی نس....!"

"ہوں....! اچھا....!" ظفر ہپی کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

"ہر جگہ ہی ہاتھ ملتے ہیں.... دل نہیں ملتے۔!" ہپی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور ایسا منہ بنایا جیسے مصافحہ بے حد ناگوار گذرا ہو۔!

واپسی کے سفر میں ان کا اونٹ تنہا تھا۔!

"آپ کو گاڑی کی فکر بھی ہے یا نہیں....!" جیمسن اونگھتے اونگھتے چونک کر بولا۔

"ملنی ہوگی مل جائے گی....!" ظفر نے لاپروائی سے کہا۔!

"میں نے اکثر مفلسی میں بھی آپ کو نواب زادہ ہی پایا ہے۔!"

"شکریہ جیمسن.... نواب زادگی کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے۔!"

"تو پھر مجھے اس نواب زادگی ہی میں سے کم از کم دس فیصد عطا فرمایئے....! تنخواہ تو بڑ. سے رہی۔!"

"آج سے اپنے نام کے ساتھ دس فیصد نواب زادہ لکھا کرو.... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

"شکریہ یور ہائی نس....!"

"ویسے تمہیں اونٹ پر تنخواہ کیوں یاد آتی ہے۔!"

"اونٹ کی سواری ایک ایسی مشقت ہے جس کا کوئی صلہ نہیں۔!"

"حوصلہ جیمسن حوصلہ....!"

"کس برتے پر.... لڑکی کی گاڑی میں کھانے کی کوئی چیز نہیں دکھائی دی تھی۔!"

"اس ہپی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے....؟"

"فراڈ معلوم ہوتا ہے....!"

"کس قسم کا فراڈ....!"

"عورتوں کے ہاتھوں پٹنے کا شائق معلوم ہوتا ہے.... اس لئے ایسی باتیں کرتا ہے.... ورنہ حرام خوری تو ایک آفاقی واقعیت ہے.. ایک ہپی اور ایک گدھا اس سلسلے میں کیا کرسکے گا۔!"

ظفر خاموش رہا.... تھوڑی دیر بعد جیمسن پھر بولا.... "یہ سفر اس کے باوجود بھی میری سمجھ میں نہیں آسکا....!"

"میں اسے بس ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا....!" ظفر نے جواب دیا۔!

"مقصد....؟"

"تم بھی ہپی نہیں ہو لہٰذا اپنے اس حلئے کا مقصد بیان کرو....!"

"میں سو فیصد ہپی ہوں.... اپنی کھال میں مست رہنے والا۔!"

"یہ بکواس ہے.... تم ہپیوں کی طرح گندے نہیں رہتے۔!"

"ہوسکتا ہے میرے والدین دھوبی رہے ہوں....!"

ساربان اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہا تھا.... جیمسن اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہم اسے اونٹ پر بٹھا دیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل چلیں۔!"

"اس سے فائدہ....؟"

"اونٹ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔!"

دراصل واپسی کا سفر دونوں ہی کے لئے تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔!

اور پھر جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں کاریں پارک تھیں تو انہیں لڑکی کی گاڑی کی بجائے اپنی گاڑی نظر آئی جس کے قریب دو مسلح کانسٹیبل کھڑے تھے۔

"اوہو.... ہماری پولیس کتنی تیز ہے۔!" جیمسن خوش ہو کر بولا۔



عمران کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ کسی نے باہر سے کال بل کا بٹن دبایا۔

"آجاؤ.... دروازہ کھلا ہوا ہے۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

اور پھر کیپٹن فیاض کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر سر سہلانے لگا۔

"میں جلدی میں ہوں....!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔ "میرے ساتھ چلو....!

"جلدی میں صرف لوٹا اٹھایا کرتے ہیں کسی کو ساتھ نہیں لے جاتے۔!"

"پچھتاؤ گے.... تمہارا ہی معاملہ ہے۔!"

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ مجھ سے دوالے گئے ہو۔!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر اب عدالت ہی میں ضمانت کے منتظر رہنا....!" فیا
کے لئے مڑتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو....!" عمران نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "پان کھاتے جاؤ۔

"گاڑی ہی میں بیٹھ کر باتیں کر سکوں گا... وقت نہیں ہے۔!" فیاض نے خشک لہجے

"اچھا اچھا میں چل رہا ہوں۔!" عمران بولا۔!

فیاض کی گاڑی میں اس کا ایک ماتحت انسپکٹر بھی موجود تھا۔!

عمران فیاض کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا.... فیاض ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ کچھ د
فیاض بولا۔ "ہم شاہ آباد کے پولیس اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں۔!"

"وہاں پہنچ کر میرے لئے چیونگم منگوا دینا۔!"

"کسی ماتحت کی موجودگی میں تمہاری کوئی بے ہودگی پسند نہیں کروں گا۔!" فیاض
لہجے میں آہستہ سے کہا۔!

"تب پھر وہیں چل کر بتانا کہ وہاں میری موجودگی کا کیا مطلب ہے۔!"

"میں یہیں بتائے دیتا ہوں۔!"

"نہیں.... یہاں نہیں....!" عمران نے غیر ضروری سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔

اس پر فیاض نے اسے کنکھیوں سے دیکھ کر کہا۔ "کیوں....؟ کوئی خاص بات ہے

"میں تمہیں اس لذت سے محروم نہیں کرنا چاہتا، جو مجھے متحیر دیکھ کر محسوس ک

ی الحال یونہی چلنے دو....!"

"تو تم جانتے ہو....!" فیاض غرایا۔

"میں کیا جانتا ہوں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اچھی بات ہے....! وہیں پہنچ کر دیکھ لینا....!" فیاض جھنجھلا کر بولا۔

اس کے بعد بقیہ راستہ خاموشی ہی سے طے ہوا تھا.... شاہ آباد پولیس اسٹیشن کے انچارج
نے جس انداز میں فیاض کا استقبال کیا تھا اس میں کسی قدر حیرت بھی شامل تھی۔

"ان تینوں کو بلوائیے....!" فیاض نے اس سے کہا۔

"جی....!" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اس کا کیا مطلب ہے....!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"جناب عالی.... آپ ہی نے تو بعد میں فرمایا تھا کہ انہیں چھوڑ دو میں تصدیق کر چکا ہوں
وہ سچ مچ ان کی کار لے بھاگی تھی۔!"

"بکواس مت کرو....!" فیاض دانت پیس کر بولا.... "اس اطلاع کے بعد کہ میں پہنچ رہا
ہوں.... میں نے تمہیں دوبارہ فون نہیں کیا تھا۔!"

"نہیں....!" انچارج کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔!

عمران اس دوران میں احمقوں کی طرح ایک ایک کا منہ تکتا رہا تھا.... دفعتاً فیاض کو مخاطب
کے بولا۔ "تم نے چیونگم منگوا دینے کا وعدہ کیا تھا۔!"

"خاموش رہو....!" فیاض بپھر گیا.... اور عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے
سے ہونٹ بھینچ لئے۔!

"ان میں سے کسی نے کسی کو فون تو نہیں کیا تھا....!" فیاض نے انچارج سے پوچھا۔

"نن نہیں جناب عالی....!"

"کیا وہ میری ہی آواز تھی....!"

"اگر میں نے آپ کی آواز پہچانی نہ ہوتی تو مجھ سے ایسی غلطی سرزد نہ ہو سکتی۔! بہر حال میں
مندہ ہوں۔!"

"خیر.... خیر.... اچھا.... میرے ساتھ آؤ....!" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔ وہ اسے دوسرے

کمرے میں لے گیا تھا۔

عمران نے فیاض کے ماتحت انسپکٹر شکیل کی طرف دیکھا اور شکوہ کرنے کے سے انداز بولا۔ "تمہارے صاحب سے مجھے ایسی توقع نہیں تھی۔!"

"کیسی توقع جناب....؟"

"گھر سے وعدہ کر کے چلے تھے کہ شاہ آباد پہنچ کر چیونگم منگوا دوں گا۔!"

"میں اس سلسلے میں کیا عرض کر سکتا ہوں....!"

"کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "صاحب اختیار ٹھہرے۔"

کچھ دیر بعد فیاض واپس آگیا.... اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔!

"چلو اٹھو....!" اس نے عمران سے کہا اور وہ سہمے ہی ہوئے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

واپسی کے سفر میں فیاض نے خاموشی اختیار کر لی تھی.... عمران بھی کچھ نہ بولا۔ فیاض کبھی کنکھیوں سے اسے دیکھنے لگتا تھا۔!

شہر میں پہنچ کر اس نے اپنے ماتحت کو ایک جگہ گاڑی سے اتار دیا۔!

"تم مجھے وہاں کیوں لے گئے تھے....!" عمران نے طویل سانس لے کر سوال کیا۔!

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!" فیاض غرایا۔

"اچھا اب براہِ کرم آدمیوں کی طرح گفتگو کرو.... ورنہ میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گا۔!" عمران نے کہا۔

"اگر تم نہیں جانتے تو پھر وہ کون تھا جس نے میری آواز میں اسٹیشن انچارج کو غلط مشورہ دیا"

"تمہارا ہی ریکارڈ کہیں سے بج گیا ہو گا۔!"

"تم جھوٹے ہو.... ان میں سے کسی نے یقیناً تمہیں اطلاع دی ہو گی.... انچارج جھوٹ بول رہا ہے اس نے انہیں فون استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہو گی۔!"

"ان میں سے کسی کا نام بھی لو پیارے.... پہیلیاں نہ بجھواؤ....!"

"جوزف.... ظفرالملک اور اس کا ملازم جمن....!"

"اس کے منہ پر جمن نہ کہہ دینا بُرا مان جائے گا.... جیمسن کہلاتا ہے.... ہاں تو خیر قصہ کیا ہے؟"

"یہ تینوں ایک الزام کے تحت گرفتار کئے گئے تھے...اور انچارج نے مجھے اطلاع دی تھی۔"

"بھلا تمہیں کیوں اطلاع دی تھی اپنے حلقے کے ڈی ایس پی یا ایس پی کو اطلاع دینی چاہئے تھی۔!"

"تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"کس الزام کے تحت انہیں گرفتار کیا گیا تھا....؟"

"یہ میں نہیں بتاؤں گا۔!"

"تو اب تم میرے دوستوں کے پیچھے پڑ گئے ہو.... گاڑی روکو.... میں یہیں اتروں گا۔!"

"تم میرے ساتھ دفتر چل رہے ہو....؟"

"وہاں منگوا دو گے چیونگم....؟"

"تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ ان میں سے کسی نے تم سے فون پر رابطہ قائم کیا ہو گا۔!"

"فون پر رابطہ.... ششش.... میرے اور جوزف کے درمیان ٹیلی پیتھی چلتی ہے۔!"

"عمران سنجیدگی سے گفتگو کرو.... ورنہ بڑے خسارے میں رہو گے۔!"

"نیوز پرنٹ پر کنٹرول ہو جانے کی بنا پر ویسے ہی خسارے میں چل رہا ہوں تم کون سا بڑا تیر مارو گے....؟"

"اچھی بات ہے اتر جاؤ گاڑی سے.... اب ان تینوں کے حلئے مشتہر کراؤں گا مجھ سے بچ کر کہاں جائیں گے۔!"

"تم سے بچ کر تو میں بھی کہیں نہیں جا سکتا.... وہ بیچارے کیا مال ہیں۔!"

"بہتری اسی میں ہے کہ اعتراف کر لو....!"

"کیپٹن فیاض.... میں پھر بے حد نرمی سے پوچھتا ہوں کہ اصل واقعہ کیا ہے۔!"

"دفتر چل کر بتاؤں گا۔!"

"اچھی بات ہے.... اگر تم یہی سمجھتے ہو کہ وہاں پہنچ کر زیادہ بااختیار ہو جاؤ گے تو یہ تمہارا اپنا انداز فکر ہے۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔! بالآخر وہ دفتر میں پہنچ گئے.... فیاض نے بیٹھتے ہی میز کی دراز سے ایک تصویر نکال کر عمران کے سامنے ڈال دی۔

"اسے پہچانتے ہو....؟"

"کوئی یورو پین لڑکی ہے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"اس کا ظفر الملک سے کیا تعلق ہے....!"

"یہ لڑکی ہے اور وہ لڑکا ہے....!"

"عمران....! سنجیدگی سے....!" فیاض نے آنکھیں نکالیں۔!

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے....! اگر کوئی تعلق بھی ہوگا تو مجھے اس کا علم کیونکر ہو سکا

"خیر.... خیر.... بہتری اسی میں ہے کہ ان تینوں کو فوراً حاضر کرو....!"

"اگر یہ بات ہے کیپٹن فیاض تو اسے نوٹ کرو.... تین گھنٹے کے اندر اندر ان تینو
مجھے ملنا چاہئے۔!"

"کیا مطلب....!"

"اگر وہ تین گھنٹے کے اندر اندر مجھے نہ ملے تو تمہارے محکمے کو الٹ پلٹ کر رکھ دوا

"دھمکی دے رہے ہو....!"

"محض دھمکی نہیں.... اس پر عمل بھی کروں گا۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... یقین آگیا کہ تم لاعلم ہو....!" فیاض کے ہونٹوں پر ج
مسکراہٹ نظر آئی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے....!" عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔!

"تمہیں بعد میں افسوس ہوگا اگر تم نے میری بات نہ سنی.... اب مجھے یقین آ
تینوں کسی سازش کا شکار ہوئے ہیں۔!"

عمران واپس آکر بیٹھ گیا۔

"یہ لڑکی ظفر الملک کی گاڑی میں دیکھی گئی تھی اور پھر وہ گاڑی اس جگہ کھڑ
جہاں سے کپڑا بازار کے لئے اونٹ ملتے ہیں.... صرف جوزف گاڑی میں موجود تھ
جمن کپڑا بازار میں تھے.... واپسی پر وہ بھی پکڑ لئے گئے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ پکڑے کیوں گئے۔!"

"ہمیں عرصہ سے اس لڑکی کی تلاش ہے۔!"

"کس بناء پر....!"

"تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔!"

"ان تینوں نے اس سلسلے میں کیا بیان دیا تھا۔!"

"لڑکی اپنی گاڑی چھوڑ کر ان کی گاڑی لے بھاگی تھی۔!"

"اور تمہیں اس پر یقین نہیں ہے....!"

"جب تک کہ اپنے طور پر ان سے سوالات نہ کرلوں مطمئن نہیں ہو سکتا۔!"

"اور شاہ آباد کے اسٹیشن انچارج نے تمہارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہیں چھوڑ بھی دیا۔!"

"میں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا....!"

"اور میں بھی اتنا گدھا نہیں ہوں کہ ایسے موقع پر تمہارا بہروپ بھر کر متعلقہ لوگوں کی گردنیں پھنسوا دوں۔!"

"میرا یہی خیال تھا کہ تم نے میری آواز بنا کر اسٹیشن انچارج کو دھوکہ دیا ہوگا۔!"

"میں اول درجے کا بیوقوف ہوں مجھ سے ایسی عقل مندی سرزد نہیں ہو سکتی۔!"



ظفر کو حیرت تھی کہ یک بیک انہیں رہائی کیونکر مل گئی.... پکڑے گئے تھے اس الزام پر کہ گاڑی کسی لڑکی کے پاس دیکھی گئی تھی.... لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ لڑکی کا کیا قصور تھا۔!

پولیس اسٹیشن سے نکل کر سیدھے شہر کی جانب بھاگے۔!

"یہ سب کیا تھا مسٹر....!" جوزف نے ظفر سے سوال کیا۔!

"تم نے اس لڑکی سے کیا معلوم کیا تھا....؟"

"وہ تو کہہ رہی تھی کہ مجبوراً اس سے وہ غلط حرکت سرزد ہوئی تھی۔!"

"کیا مجبوری تھی....؟"

"کچھ لڑکے اس کا پرس چھین بھاگے تھے.... ان کا تعاقب کرنا چاہتی تھی۔!"

"پھر کیا ہوا....؟"

"ان سے پرس واپس لینے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی.... گاڑی واپس کر گئی....!"

"خود اس کے بارے میں تم نے کیا معلوم کیا تھا....؟"

"کچھ بھی نہیں.... لیکن جب اس کے چلے جانے کے بعد پولیس پہنچی تو میں نے سوچا کہ مجھے اس لڑکی کو روکے رکھنا چاہئے تھا... یقیناً اس نے خود ہی کوئی غیر قانونی حرکت کی ہوگی.. تبھی تو پولیس کو اس کی تلاش تھی۔!"

"تم اس وقت عقل مندی کی باتیں کر رہے ہو....!" جیمسن بولا۔

"لیکن ہمیں یک بیک رہائی کیسے نصیب ہو گئی....!" ظفر بڑبڑایا۔

"باس کو معلوم ہو گیا ہو گا۔!"

جیمسن ہنس پڑا، ہنسنے کا انداز جوزف کو پسند نہ آیا.... اس نے کہا۔ "کیا تم میرے باس کا مضحکہ اڑانا چاہتے ہو۔!"

"نہیں.... نہیں.... جھگڑا نہیں۔!" ظفر نے دخل اندازی کی اور بات آگے نہ بڑھ سکی۔ اچانک اگلے موڑ پر ظفر کو پورے بریک لگانے پڑے تھے۔!

اگر ایسا نہ کرتا تو ایک بڑا حادثہ رونما ہوتا.... بائیں جانب سے آنے والی گاڑی بھی تیز رفتاری سے آئی تھی.... غلطی اس کی تھی، لیکن اسٹیئرنگ کرنے والے نے انہیں گندی گندی گالیاں دیں اور اپنی گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ ظفر نے بھی اسی سمت گاڑی موڑ دی تھی۔!

"کیوں.... کیوں....؟ یور ہائی نس....!"

"اس بے ہودہ کو سبق دوں گا....!" ظفر بولا۔

"کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہیں.... شہر چلئے....!"

"نہیں ہرگز نہیں....!" جوزف بولا "سبق دینا ہی چاہئے.... غلطی اسی کی تھی۔!"

"ابھی کہاں سے آرہے ہو....!"

"حوالات سے....!" جوزف نے لاپروائی سے کہا۔

"اس بار جیل جاؤ گے۔!"

"بدتمیز آدمیوں کو ضرور سزا دینی چاہئے....! خواہ کچھ ہو۔!"

ظفر تھوڑے فاصلے سے اگلی گاڑی کا تعاقب کرتا رہا.... گالیاں دینے والا اگر سفید ملکی نہ ہوتا تو شاید جوزف کے کان پر جوں بھی نہ رینگتی۔!

"سبق ہی دینا ہے تو ذرا جلدی کیجئے جناب عالی....!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے....؟"

"ٹھیک تین بجے مجھ کو پبلک لائبریری پہنچنا ہے....!"

"پبلک لائبریری اتوار کو بند رہتی ہے۔!"

"پبلک لائبریری کے قریب ایک پان والا رہتا ہے.... جو ایک اچھا داستان گو ہے....! اسے طلسم ہوشربا کی تین جلدیں زبانی یاد ہیں۔!"

"خاموش بیٹھے رہو....!"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ کب تک اس کے پیچھے چلتے رہیں گے....؟"

"شٹ اپ....!"

"مسٹر ظفر کا خون گرم ہے....!" جوزف بولا۔ "اور یہ ایک قابل قدر صفت ہے.... خون ٹھنڈا ہو جائے تو آدمی کو خودکشی کر لینی چاہئے۔!"

"مسٹر جوزف تمہیں میرے باس کو ورغلانے سے کیا مل جائے گا۔!"

"تم لکھنے پڑھنے والے آدمی ہو.... ان باتوں کو کیا سمجھو گے.... اگر بیٹا کسی سے شکست کھاتا ہے تو قبر میں باپ کی ہڈیاں کڑکڑاتی ہیں۔!"

ظفر کو عقبی آئینے میں تیسری گاڑی دکھائی دی اور وہ گاڑی پہلی ہی نظر میں پہچان لی گئی.... کیونکہ وہی تو ان کے موجودہ مصائب کا باعث بنی تھی۔!

"جیمسن ذرا پیچھے دیکھنا.... کیا لڑکی ہی ہے اس گاڑی میں۔!" ظفر بولا۔

جیمسن مڑا اور بے ساختہ ہنس پڑا۔

"ہے نا....؟"

"ٹھہرو بتاتا ہوں....!" ظفر نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر کے پچھلی گاڑی کو آگے نکل جانے کا راستہ دیا اور وہ فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔!

"کیا مطلب....؟" جیمسن بڑبڑایا۔

"کوئی بڑا کھیل معلوم ہوتا ہے۔!"

لڑکی کی گاڑی اگلی گاڑی سے بھی آگے نکل کر ترچھی ہوئی تھی اور دونوں کے بریک چرچرائے تھے۔

جتنی دیر میں ظفر کی گاڑی قریب پہنچتی مرد اپنی گاڑی سے اتر کر لڑکی کے پاس پہنچ چکا تھا.... اس نے اس کے بال پکڑے اور گاڑی سے باہر کھینچ لیا.... لڑکی اس سے لپٹ پڑی۔

ظفر نے اپنی گاڑی سے چھلانگ لگائی اور مرد کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا۔

وہ لڑکی کو چھوڑ کر پلٹ پڑا.... لیکن اتنی دیر میں ظفر کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑ چکا تھا۔

وہ دوسری طرف الٹ گیا.... لڑکی پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر رفو چکر ہو گئی۔!

"ٹھہرو....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر چیخا تھا.... لیکن کون سنتا ہے۔!

اتنے میں اس نے جوزف کی آواز سنی.... "ارے.... ارے.... یہ تو مر گیا....؟"

"کیا....؟" ظفر بوکھلا کر گرے ہوئے غیر ملکی کی طرف جھپٹا۔!

وہ سڑک پر لمبا لمبا لیٹا ہوا تھا....!

"اوہ.... واقعی....! ظفر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "بھاگو....!"

پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے تھے اور بڑی سراسیمگی کے عالم میں شہر کی طرف روانہ ہ تھے۔!



عمران کمرے میں ٹہل ٹہل کر ظفر کی کہانی سن رہا تھا اس کے خاموش ہوتے ہی بولا۔

"تم کیپٹن فیاض کو صرف اسی حد تک بتاؤ گے کہ رہائی کے بعد سیدھے شہر آئے تھے۔!"

"اور وہ بے چارہ، جو ایک ہی گھونسے میں مر گیا....!" جیمسن بول پڑا۔

"کیا تم اس کے ساتھ دفن ہونا پسند کرو گے....؟"

اس سوال پر جیمسن بغلیں جھانکنے لگا۔!

"تم اپنی زبان قطعی بند رکھو گے.... ظفر کے بیان سے تجاوز نہیں کرو گے۔!" عمران گھورتا ہوا بولا۔ پھر جوزف کی طرف مڑا۔!

"میں سمجھتا ہوں باس....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب تم اپنے کمرے میں جاؤ....!"

جوزف اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔!

"تم ہپی مراد سے کیوں ملنا چاہتے تھے....!" عمران نے ظفر سے سوال کیا۔

"بس یونہی.... میں نے سنا تھا کہ وہ صرف عورتوں کے مجمعے میں تقریریں کرتا ہے۔!"

"اس کے بارے میں کیا جانتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"لڑکی کا حلیہ بیان کرو....!"

ظفر کوشش کرنے لگا کہ یادداشت کے ہر گوشے کو کرید کر وضاحت کے ساتھ لڑکی کی تصویر پیش کر سکے۔

اس کے خاموش ہونے پر عمران نے جیب سے ایک تصویر نکالی اور ظفر کی طرف بڑھا دی۔

"بالکل....!" ظفر اچھل پڑا.... "سو فیصد یہی تھی۔!"

عمران نے تصویر اس سے لے کر جیب میں رکھ لی.... ظفر متحیرانہ انداز میں اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"میں فی الحال اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا....!" عمران آہستہ سے بولا اور اٹھ کر فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو.... فیاض.... میں بول رہا ہوں.... وہ تینوں میرے پاس پہنچ گئے ہیں تمہارے پاس بھیج دوں.... یا تم خود آ رہے ہو.... اچھا.... ٹھیک ہے۔!"

ریسیور رکھ کر ظفر کی طرف مڑا۔ "وہ خود ہی آ رہا ہے....!"

ظفر آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا.... جیمسن بُرا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔

بیس منٹ بعد فیاض وہاں پہنچ گیا.... تینوں کے تحریری بیان لینے کے بعد اس نے ظفر سے کہا "میرا خیال ہے کہ تم غیر شادی شدہ ہو.... اور کپڑا بازار میں صرف عورتوں کے ملبوسات کے لئے کپڑا ہوتا ہے۔!"

"مجھے اس کا علم نہیں تھا....!"

"تو خریدا نہیں....؟"

"ظاہر ہے کہ میں غیر شادی شدہ ہوں....!"

"کیا تم بتا سکو گے کہ شاہ آباد کے انچارج نے کیا کہہ کر تمہیں رہا کیا تھا....!"

"شاید اس نے کہا تھا تصدیق ہو گئی ہے کہ آپ لوگ بے قصور ہیں....!"

"تم نے پوچھا ہوگا کہ کس طرح تصدیق ہوئی ہے۔!"

"جی نہیں.... غیر ضروری باتوں سے احتراز کرتا ہوں۔!"

"تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے....؟"

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔!"

"نہیں.... میں نہیں جانتا۔!"

"نواب زادوں کا ذریعہ معاش پوچھا جارہا ہے...!" جیمسن بڑبڑا کر چھت کی طرف دیکھنے لگا

فیاض اس کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران بول پڑا.... "چچا کی دولت سلامت رہے۔!"

"مجھے علم ہے کہ چچا نے ان سے سارے تعلقات منقطع کر لئے ہیں....!"

"وظیفہ بند نہیں کیا....!"

"خیر.... بہر حال....!" فیاض عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بات یہیں ختم نہ ہو جاتی.... تم جانتے ہو کہ تمہیں کس قسم کی جواب دہی کرنی ہے....؟"

"تم بڑے خوش قسمت ہو سوپر فیاض!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس لئے شام کی چا تمہارے ساتھ پیوں گا۔!"

"ضرور...!" فیاض کا لہجہ تلخ تھا....!

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی.... عمران نے ریسیور اٹھا کر کال ریسیو کی اور پھر فیا سے بولا۔ "تمہاری ہے....!"

اس دوران میں اس نے ظفر اور جیمسن کو چلے جانے کا اشارہ کیا تھا.... اور انہوں خاموشی سے تعمیل کی تھی۔!

فیاض ریسیور رکھ کر عمران کی طرف مڑا.... اس کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار۔

"خیریت....!" عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔!

"اب تم میرے ساتھ چائے نہ پی سکو گے....!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔ "مجھے شاہ آباد جانا ہے۔!"

"تمہاری مرضی....!"

"چاہو تو تم بھی چل سکتے ہو....!"

"کوئی خاص بات....!"

"لاش.... کسی غیر ملکی کی لاش سڑک پر پڑی ملی ہے۔!"

"بہت دنوں سے کوئی لاش نہیں دیکھی.... ضرور چلوں گا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"تم نے انہیں یک بیک رہائی کی وجہ تو نہیں بتائی....!" فیاض نے عمران کو گھور کر پوچھا۔

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو.... اب اتنا احمق بھی نہیں ہوں....!"

دونوں باہر آئے.... اس بار پھر فیاض ہی کی گاڑی میں سفر شروع ہوا۔ لیکن اب کوئی تیسرا موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ کھل کر گفتگو نہ کر سکتے۔

"کیا اب تم اس لڑکی کے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے....!" عمران نے کہا۔

"ایک سفارت خانے سے تعلق رکھتی تھی اس کے کچھ اہم کاغذات چرا کر روپوش ہو گئی ہے۔!"

"لیکن کیپٹن فیاض.... تم ذاتی طور پر کیسے ملوث ہوئے....!"

"کیا مطلب....!" فیاض کا لہجہ بدل گیا۔

"ظفر وغیرہ کی رہائی کے لئے تم ہی تو استعمال کئے گئے تھے۔!"

"اگر وہ تم نہیں تھے تو یقیناً میرے لئے یہ کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہے۔ دوسرا پوائنٹ اگر یہ تینوں اس لڑکی کے لئے اجنبی تھے تو انہیں اس طرح رہائی دلانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"ہاں.... آں.... میں زیادہ تر اسی پر غور کرتا ہوں....!" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔

"تو وہ تم نہیں تھے....!"

"یار فیاض تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کبھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کرتا اور پھر اس طرح میں خود ہی ان تینوں کی گردنیں کیوں پھنسانے لگا.... کیا تم اسی بناء پر ان کے خلاف سخت ترین کارروائی نہیں کر سکتے۔!"

فیاض کچھ نہ بولا.... گاڑی تیز رفتاری سے راستہ طے کرتی رہی۔

عمران نے تھوڑی دیر بعد پوچھا.... "لڑکی کا نام کیا ہے....؟"

"ریناولیز....!"

"اچھا خاصا ہے....!"

"کیا تم نے یہ نام پہلے بھی کبھی سنا ہے....؟"

"نہیں.....!" مختصر سا جواب تھا..... عمران کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے حافظے پر زور دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

شاہ آباد پولیس اسٹیشن سے پہلے والے چوراہے پر ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر کھڑا نظر آیا..... اسے عمران پولیس اسٹیشن پر بھی دیکھ چکا تھا..... فیاض نے اس کے قریب ہی گاڑی روک دی۔

اس نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "لاش سڑک پر پڑی ہوئی ہے... آپ کا انتظار تھا۔!"

"بیٹھ جاؤ.....!" فیاض نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔!

بائیں جانب گاڑی موڑ کر ایک یا ڈیڑھ میل سے زیادہ چلنا نہیں پڑا تھا۔!

لاش سڑک پر پڑی دکھائی دی..... اس کے آس پاس مسلح کانسٹیبل بھی کھڑے نظر آئے۔

فیاض گاڑی روک کر نیچے اترا..... اور جیسے ہی لاش کے قریب پہنچا..... عمران نے اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھے۔

"کیوں.....؟ کیا تم اسے پہچانتے ہو.....!" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں..... یہ اسی سفارت خانے کا فوجی اتاشی ہے۔!"

"اوہو.....!"

تھوڑے فاصلے پر سفید رنگ کی ایک اوپل کیپٹان کھڑی تھی۔

عمران آگے بڑھ کر گاڑی کا جائزہ لینے لگا جس کا اسٹیئرنگ کی جانب والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

فیاض نے شاہ آباد کے اسٹیشن انچارج کو کچھ ہدایات دیں اور خود بھی عمران کے پاس آ کھڑا ہوا

"کیا دیکھا.....؟" عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر سوال کیا۔!

"بظاہر..... موت کی وجہ اتفاقیہ بھی ہو سکتی ہے۔!"

"کیوں.....؟"

"کہیں زخم یا کسی قسم کی چوٹ کے آثار نہیں پائے جاتے۔!"

"اگر یہ گاڑی اسی کی ہے تو.....!" عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کنجی اگنیشن میں موجود ہے..... لچھے میں کچھ اور کنجیاں بھی نظر آرہی ہیں.....! ڈیش ب کے کسی خانے میں گاڑی کی کتاب تلاش کرو... اس کی بھی تصدیق ہو جائے گی۔!" فیاض نے ک

عمران نے کنجی اگنیشن سے نکال کر ایک خانہ کھولا..... گاڑی کی کتاب موجود تھی..... فیا

اس کی ورق گردانی کرنے لگا اور بولا۔ "گاڑی اسی کی ہے۔!"

"تو پھر یہ دیکھو کہ یہ بیچ سڑک پر کھڑی ہے اور اسٹیئرنگ کے قریب والا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے اگر وہ معمولی حالات میں کسی ضرورت کے تحت گاڑی سے اترا ہوتا تو گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی ہوتی۔!"

"ہوں.....اوں.....!" فیاض کسی گہری سوچ میں تھا۔

"آہا.....!" دفعتاً عمران آگے بڑھا اور بائیں جانب سڑک سے نیچے اتر کر کچے میں کچھ دیکھنے کے لئے جھک پڑا۔ پھر مڑ کر فیاض کو قریب آنے کا اشارہ کرتا ہوا نیم دائرے کی شکل میں پیچھے ہٹنے لگا..... نظر زمین ہی پر تھی۔!

"یہ دیکھو..... یہاں کسی اور گاڑی کو سڑک سے نیچے اتار کر اس کا رخ موڑا گیا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے..... یہی گاڑی ہو..... کسی دوسری کی بات کیوں کر رہے ہو.....!" فیاض بولا۔

"اس گاڑی کے ٹائروں کے نشانات اس سے مختلف ہوں گے..... یقین نہ ہو تو پھر اس کے ٹائر دیکھ آؤ۔!"

فیاض گاڑی کی طرف بڑھا..... اس کے ٹائروں کو بغور دیکھتا رہا پھر عمران کے پاس واپس آ کر بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔!"

"اور نشانات کی پوزیشن بتاتی ہے کہ گاڑی ادھر گئی ہوگی.....!" عمران نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔!

"تو پھر.....! یہ معلوم کر لینے کے بعد بھی ہم فوری طور پر کیا کر سکیں گے.....؟"

"اگر میری گاڑی بھی اس وقت موجود ہوتی تو میں ادھر ضرور جاتا۔!"

"چلو دیکھتے ہیں.....!"

"یہاں تمہاری موجودگی ضروری تو نہیں.....!"

"میں نے انہیں لاش اٹھوا دینے کی اجازت دے دی ہے اور کہہ دیا ہے کہ سفارت خانے کو فون کر دیں۔!"

"اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اطلاع ذرا احتیاط انداز میں دی جائے۔!"

"میں نہیں سمجھا.....!"

"سفارت خانے کو یہ نہ بتایا جائے کہ لاش شناخت کرلی گئی ہے.... بلکہ گاڑی کی کتاب حوالے سے بات کی جائے.... تم کیوں خواہ مخواہ جان پہچان اپنے سر لیتے ہو..!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.... اگر میں اسے شناخت کرچکا ہوں تو سفارت خانے کے کسی آدمی پہنچنے تک مجھے یہیں رکنا پڑے گا..!"

"تعلیم کی ابتداء بغدادی قاعدے سے کی ہوتی تو اتنی سوجھ بوجھ ضرور رکھتے چلو جاؤ اسٹی انچارج کو اچھی طرح سمجھا آؤ کہ اسے کیا کرنا ہے..!"

فیاض نے اس وقت بڑی سعادت مندی سے تعمیل کی تھی....! واپسی پر اپنی گاڑی طرف لپکتا آیا اور وہ دونوں نامعلوم گاڑی کی متوقع سمت چل پڑے..!

"میرا ذہن ابھی تک اسی میں الجھا ہوا ہے....!" فیاض کچھ دیر بعد بولا۔

"کس میں....!"

"تمہارے تینوں آدمیوں کی رہائی.... آخر اس قسم کی ہدایت دینے والا کون تھا اور ا سے کیا ہمدردی ہوسکتی تھی۔ رہا ہوتے یا جہنم میں جاتے.... سنو....! تم ذرا ظفر الملک کو ٹٹ کی کوشش کرنا....!"

"مجھے اس پر اعتماد ہے.... سو پر فیاض....!"

"مالی پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے بعد اچھے اچھے بھی اپنے راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔"

"خیر میں دیکھوں گا....!" عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

فیاض کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں ونڈ اسکرین پر تھیں۔ ایسا معلو تھا جیسے وہ اپنی زبان روکنے کی کوشش کررہا ہو.... عمران اسے کنکھیوں سے دیکھے جارہا تھا کبھی وہ مڑ کر کھڑکی سے باہر بھی دیکھنے لگتا۔ دفعتاً بولا.... "روکو.... روکو....!"

فیاض نے پورے بریک لگائے اور عمران گاڑی سے اتر کر پیچھے کی طرف دوڑتا چلا گ پھر ایک جگہ رک کر دائیں جانب سڑک کے نیچے اتر گیا کچھ دور تک خمیدہ ہو کر چلتے ر بعد فیاض کی طرف مڑا۔

"گاڑی ادھر لاؤ....!" اس نے ہاتھ ہلا کر اونچی آواز میں کہا!

اس جگہ بھی عمران نے اسے اسی گاڑی کے پہیوں کے نشانات دکھائے زمین کسی قدر

ریتلی تھی اس لئے نشانات بہت واضح تھے اور ان کا سلسلہ دور تک پھیلا نظر آرہا تھا!

ان کی گاڑی انہیں نشانات پر آگے بڑھنے لگی۔

"ہوں.... تو یہ گاڑی....!" فیاض کچھ کہتے کہتے رک گیا!



رات کے گیارہ بجے تھے.... ظفر تھوڑی ہی دیر پہلے سویا تھا.... اچانک کسی آواز پر آنکھ کھل گئی کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا۔

فلیٹ میں جیمسن کے علاوہ اور کون تھا.... ظفر جھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے بعد مار بیٹھنے ہی کے سے انداز میں اس نے دروازہ کھولا تھا۔

"کیا ہے....؟" اس نے مؤدب کھڑے ہوئے جیمسن سے پوچھا۔

"بقراط صاحب تشریف لائے ہیں....!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"ڈرائینگ روم میں تشریف رکھتے ہیں..!"

وہ سلیپنگ گاؤن پہن کر ڈرائینگ روم میں آیا اور عمران پر نظر پڑتے ہی اسے بیساختہ ہنسی آگئی۔

"اوہو.... کیا میں بہت زیادہ احمق لگ رہا ہوں....!" اس نے سعادت مندانہ انداز میں پوچھا۔

"یہ بات نہیں.... کم بخت نے کہا تھا بقراط صاحب تشریف لائے ہیں..!"

"رتبہ شناس ہے.... خیر ہاں.... میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ وہ آدمی تمہارے گھونسے سے نہیں مرا تھا..!"

"پھر....؟"

"زہر.... جو خارجی ذرائع سے دوران خون میں شامل ہوا تھا..!"

"زہریلی سوئی....!"

"ممکن ہے..!" عمران اسے دیکھتا ہوا بولا.... "اور جلدی سے کپڑے پہن لو... کافی پلاؤں گا..!"

ظفر نے مزید استفسار کرنا مناسب نہ سمجھ کر جلدی جلدی لباس تبدیل کیا تھا!

عمران کی گاڑی سڑک پر موجود تھی.... دونوں کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تم نے لڑکی کی گاڑی کا میک فیاٹ الیون ہنڈرڈ ہی بتایا تھانا....!"

"جی ہاں....!"

"گاڑی مل گئی ہے... تمہیں اسکی شناخت کرنی ہے.... نمبر تم نے پہلے بھی نہیں بتائے تھے۔!"

"کہاں ہے....؟"

"بہت دور.... سمندر کے کنارے.... ڈائمنڈ بیچ کے قریب....!"

"اوہو....!"

"گاڑی سمندر سے نکالی گئی ہے......!"

"لل...... لیکن پتہ کیسے چلا......؟"

"ٹائروں کے نشانات کے ذریعے...... جو ایک اونچے ٹیلے تک چلے گئے تھے۔ وہیں سے گاڑ سمندر میں گری۔"

"لڑکی کی لاش....؟"

"مجھے خوشی ہے کہ لڑکی کی لاش نہیں ملی....!" عمران نے سچ مچ خوشی ظاہر کرتے ہو کہا۔ "تصویر میں اتنی دلکش لگی ہے کہ اسے زندہ دیکھنے کی آرزو میں مرا جارہا ہوں۔!"

"آپ....!"

"کیوں....؟ کیا مجھ میں آدمی بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔!"

"جیمسن کا یہی خیال ہے.... آج جوزف سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے باس کی صحبت میر باس بالکل مردہ ہو کر رہ گیا ہے.... اب لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹی نہیں بجاتا۔!"

"نہیں بجاتے....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"نن.... نہیں....!"

"نالائق ہوتے جارہے ہو.... حوّا کی بیٹی ہوّا تو نہیں ہے۔!"

"ماحول کی بات ہوتی ہے.... یہاں اسے غنڈہ پن سمجھا جاتا ہے۔!"

"اور وہاں....!"

"جس کے لئے سیٹی بجائی جاتی ہے صرف وہی متوجہ ہوتی ہے۔!"

"یہاں یہ دشواری ہے....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "سب کی سب متوجہ ہو جائیں گی اور تم بوکھلا کر بھاگ کھڑے ہو گے.... خیر تو ہاں میں پوچھ رہا تھا وہ شخص کون تھا جس نے اس سے تمہارا تعارف کرایا تھا....؟"

"کمال کر دیا آپ نے.... کیا اب تک مجھے جھوٹا سمجھتے رہے ہیں....!"

"کبھی کسی ایسے آدمی سے ملے ہو.... جس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہ ہو۔!"

"یہ اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والا سوال ہے۔!"

"لہٰذا چونکے بغیر ذہن پر زور دو شاید یاد آجائے۔!"

"میرے ملنے جلنے والوں میں کوئی ایسا نہیں ہے۔!"

"کسی بیرونی سفارت خانوں میں ہیں....!"

"بہتیرے سفارت خانوں میں ہیں....!"

"انہی دوستوں کو ذہن میں رکھ کر سوچو....!"

"اس کا جواب غور طلب ہے.... فوراً نہیں دیا جاسکتا۔!"

"اچھا دیکھنا....!"

گاڑی تاریکی کا سینہ چیرتی تیز رفتاری سے ڈائمنڈ بیچ کی طرف چلی جارہی تھی۔

"ہپی مراد میں آخر تم کیا دیکھنا چاہتے ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"یہی کہ وہ سماج سدھار کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے.... ہپیوں کو اس سے کیا سروکار.... زندگی سے مایوس ہو کر ہی تو ہپی بن جاتے ہیں۔!"

"وہ ایک ہیڈ کانسٹیبل کا لڑکا ہے جسے رشوت ستانی کے الزام میں سزا ہو گئی تھی۔!"

"اوہو....!"

"اس کا خیال ہے کہ اگر اس کی ماں دولت سمیٹنے کی خواہش مند نہ ہوتی تو اس کا باپ کبھی اس حال کو نہ پہنچتا۔!"

دفعتاً ظفر چونک پڑا.... عمران نے بھی اسے محسوس کیا۔ کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ ظفر بولا۔

"کیا آپ اس سے کبھی ملے ہیں۔!"

"نہیں میں نے اس کے بارے میں سنا تھا۔!"

"اس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہ ہے۔!"

"ہوں.... لیکن کیا اس کا امکان ہے کہ وہ گدھے پر بیٹھ کر اتنی جلدی کسی ایسی جگہ پہنچ گا جہاں فون موجود ہو....؟"

"ہاں.... یہ بات قابل غور ہے....!"

ڈائمنڈ بیچ پہنچ کر ظفر نے گاڑی کی شناخت کی اور کچھ افسردہ سا نظر آنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد بولا۔ "یہ تو خودکشی ٹھہری۔!"

"جب تک لڑکی کی لاش نہ ملے ایسی کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔!"

"پھر یہ گاڑی....!"

"اس ٹیلے پر روکی گئی اور پھر انجن بند کئے بغیر وہیں سے پانی میں دھکیل دی گئی.... سوئچ آن تھا لیکن گاڑی گیئر میں نہیں تھی....اس وقت بھی اسی پوزیشن میں ہے۔!"

"یہ معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا....!" ظفر بڑبڑایا۔

"کیا سمجھنا چاہتے ہو....؟"

"ہمیں رہائی کیسے ملی تھی....؟"

"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم....!"

"آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ میرے کسی شناسا کی آواز کیپٹن فیاض جیسی تو نہیں۔"

"اب اس وقت واپسی ممکن نہیں....!" عمران اس کی بات اڑا کر بولا۔

"بیچ ہوٹل کے قریب ایک ہٹ میں رات بسر کریں گے۔!"

ظفر اسے کنکھیوں سے دیکھ کر رہ گیا!



غیر ملکی سفارت خانے کے فوجی اتاشی کی موت معمہ بنی ہوئی تھی، لیکن کیپٹن زیادہ باخبر ہونے کی بناء پر عمران حالات کا کسی قدر اندازہ لگا سکتا تھا!

ریناولیمز دراصل اس فوجی اتاشی کی پرسنل اسسٹنٹ تھی اور کاغذات اسی کی تحو بھاگی تھی۔ عمران کو یہ بات فیاض سے معلوم ہوئی اس نے یہ بھی بتایا کہ فوجی اتا طرح اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا تھا۔

لیکن عمران نے فیاض کو اس سے لاعلم رکھا کہ فوجی اتاشی کی موت کا باعث ریناولیمز ہی بنی تھی۔ ظفر جیمسن اور جوزف کو بھی ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ اس مسئلہ پر کسی کے سامنے بھی زبان نہ کھولیں۔!

ابھی کچھ ہی دیر پہلے عمران نے ظفر اور جیمسن کو رخصت کیا تھا.... پھر خود کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ فیاض آدھمکا۔!

اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار تھے.... چھوٹتے ہی بولا۔ "میں ان تینوں کو دوبارہ حراست میں لے رہا ہوں۔!"

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

اس نے کہا۔ "معاملے کی بات کرو.... بیوہ عورتوں کی طرح سر پیٹنے سے فائدہ.... اگر کسی دشواری میں ہو تو مجھے بتاؤ۔!"

"اس سے بڑی اور کیا دشواری ہوگی کہ محض تمہارے خیال سے ان تینوں کو حراست میں نہیں لے سکتا۔!"

"اب ہوئی نا کوئی بات....! بولو.... کیا چاہتے ہو....؟"

"ریناولیمز کی لاش نہیں دستیاب ہو سکی....!"

"کسی بھی عورت کی لاش لاؤ.... میں اس پر ریناولیمز کا میک اپ کردوں گا۔!"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ....!"

"آخر تم لاش دستیاب کرنے کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہو....؟"

"اس کے بغیر کیس کا فائل بند نہیں ہو سکتا۔!"

"لیکن وہ تو نہیں مری.... میں ثابت کرچکا ہوں کہ صرف گاڑی پانی میں گرائی گئی تھی اور پانی میں گرتے وقت وہ بالکل خالی تھی۔!"

"اس سلسلے میں تمہاری دلیل کسی طرح پریس تک پہنچ گئی ہے.... تم نے آج کا اخبار تو دیکھا ہی ہوگا۔!"

"دیکھا ہے.... لیکن پریس کی معلومات کا ذریعہ میں نہیں ہوں....!"

فیاض اٹھتا ہوا بولا۔ "اگر ان تینوں کی خیریت چاہتے ہو تو ریناولیمز کو تلاش کرو صرف تین

دن کی مہلت دے سکتا ہوں۔!"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا فیاض نکلا چلا گیا تھا....!

عمران ٹھنڈی سانس لے کر منہ چلانے لگا.... پھر سلیمان کو آواز دی۔!

"جناب....!" سلیمان کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ اس کے ہاتھوں میں کفگیر تھا.. ہانڈی بھون رہا تھا....!

"اگر کسی لڑکی کی تلاش ہو تو کیا کرنا چاہئے۔!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تلاش کرنا چاہئے۔!"

"بہت اچھا جواب ہے.... شکریہ۔! بعض اوقات سامنے کی بات بھی سمجھ میں نہیں آ

"آٹا ختم ہو گیا ہے.... پیسے دلوایئے.... ورنہ دوپہر کو صرف شوربہ پینا پڑے گا۔!"

"میں نے کتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا....؟"

"ایک ہفتے سے....!"

"پھر اتنی جلدی آٹا کیسے ختم ہو گیا۔!"

"میں نے چرا کر پڑوسی کے ہاتھ بیچ دیا تھا....!" سلیمان جھنجھلا کر بولا۔

"کس حساب سے بیچا تھا....!"

"چار آنے سیر....!"

"قوم کا ہمدرد معلوم ہوتا ہے.... جی خوش کر دیا تو نے.... خود کس حساب سے لائے گا....؟"

"بارہ آنے سیر....!"

"اچھی بات ہے....! میں تیرا بستر بھی پڑوسی کے گھر بھجوائے دیتا ہوں۔!"

"ہانڈی جل جائے گی.... جلدی سے نکالئے دس روپے۔!"

"سلیمان....!"

"جنابِ عالی....!"

"مجھے تو لیڈر ہونا چاہئے تھا....!"

"پیسے جناب.... میں اس وقت تفریح کے موڈ میں نہیں ہوں۔!"

عمران نے دس دس کے دو نوٹ اس کے حوالے کئے.... لیکن سلیمان ایک نوٹ واپس کرتا ہوا بولا۔ "خیرات نہیں چاہئے۔!"

"ہائیں.... تو اتنا شریف کہاں سے ہو گیا ہے۔!"

"جب سے محترمہ جوزف سے آپ کا نکاح ہوا ہے۔!"

"کیا بکواس ہے۔!"

"اگر آپ کی کوئی بیگم ہوتیں تو بھی میں اتنا زچ نہ ہوتا جتنا وہ روسیاہ کر رہا ہے۔!"

"ابے کچھ کہے گا بھی یا جدید ترین شاعری ہی کرتا رہ جائے گا....!"

"میری پلیٹ کی بوٹیوں تک پر نظر رکھتا ہے.... اس کے باس کا دیوالہ نکالے دے رہا ہوں.... اور خود چھ بوتلیں یومیہ....!"

"یہ بات ہے....؟ اچھا میں دیکھوں گا.... باس کی دھجیاں اڑ جائیں، وہ کون ہوتا ہے دخل دینے والا....!"

"آپ بھی وہی کہہ رہے ہیں، جو وہ کہتا ہے۔!"

"اچھا.... بس چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"ذرا اس سے پوچھ لیجئے گا.... ساری رات بھوں بھوں روتا کیوں رہا تھا۔ چین سے سونے بھی تو نہیں دیتا کم بخت....!"

سلیمان چلا گیا اور عمران نے جوزف کے کمرے کے دروازے پر جا دستک دی۔

اس نے دروازہ کھولتے ہوئے گلوگیر آواز میں اسے سلام کیا۔!

"کیا رات پیٹ میں درد تھا....؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں تو باس....!"

"پھر کیوں روتا رہا تھا....!"

"وہ سفید سوریا خواب میں نظر آئی تھی....!"

"ارے تو اس میں رونے کی کیا بات تھی....!"

"کون کہتا ہے کہ رو رہا تھا.... میں میں تو دعا پڑھ رہا تھا.... تاکہ تم پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو اور باس اب مجھے کچھ یاد آتا ہے کہ میں نے شاید اسے کہیں مادام روشی کے ساتھ دیکھا تھا۔!"

"اب یاد آئی ہے یہ بات تین دن بعد....!"

"میرا خیال ہے کہ خواب ہی میں کوئی ایسی چیز بھی نظر آئی جس نے مجھے یاد دلایا....!"

"سچ مچ باکمال آدمی معلوم ہوتا ہے....!"

جوزف نے دانت نکال دیئے۔!

ڈائننگ روم میں واپس آکر اس نے فون پر روشی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ پہلے گھر کے نمبر رنگ کئے پھر آفس کے.... وہ آفس میں موجود تھی.... عمران کی آواز سنتے ہی چہکی

"جب بھی شدت سے تمہاری ضرورت محسوس ہوتی ہے تم خود ہی متوجہ ہو جاتے ہو۔!"

"کوئی خاص بات....!"

"بے حد خاص....!" روشی نے جواب دیا.... "کیوں نہ ہم ساتھ ہی لنچ کریں۔!"

"ایک گھنٹے بعد لنچ سے زیادہ خاص بات اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔!"

"ہانگ کانگ کیسا رہے گا۔!"

"وہاں کا چکن سوپ مجھے پسند ہے....!"

"تو پھر ٹھیک ایک بجے....!"

"اوکے....!" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ مسلسل اس آواز کے بارے میں سوچے جا رہا تھا جس نے ظفر الملک، جوزف اور جیم شاہ آباد پولیس اسٹیشن سے رہائی دلائی تھی۔!

اگر وہ لڑکی ہی کا کوئی ساتھی تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ لڑکی ٹائر فلیٹ ہو جا بہانے راستے میں ظفر الملک کی ہی منتظر تھی۔!

اگر یہ حقیقت تھی تو ظفر کسی سازش کا شکار ہوا ہے.... جو شائد یہیں تک محدود نہ ر

ٹھیک ایک بجے وہ ہانگ کانگ ریستوران پہنچ گیا.... جہاں روشی اس کی منتظر تھی۔

"تم نے مجھے کیوں فون کیا تھا....؟" وہ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

"قصہ ہے ریناولیمز کا....!"

"خداوندا.... کیا تم سچ مچ بھوت ہو....!"

"ایسا بھوت جس کی لنگوٹی ہر جگہ رہ جاتی ہے۔!"

"نہیں بتاؤ.... تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں تم سے اسی سلسلے میں ملنا چاہتی ہوں....؟"

"کسی نے کبھی تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تھا....!"

"کس نے دیکھا تھا....؟"

"کیا یہ بتانا ضروری ہے....؟"

"نہیں.... لیکن تم اس کے بارے میں مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے....؟"

"میری بات چھوڑو.... تم اپنے کسی مسئلے کے لئے مجھ سے ملنا چاہتی تھیں۔!"

روشی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ویٹر آ گیا.... وہ اسے مطلوبہ اشیاء تحریر کرانے لگی۔!

اس کے چلے جانے پر عمران بولا۔ "وقت کم ہے.... اگر تم اس بحث کو چھوڑ کر اپنی دشواری کی طرف آجاؤ تو بہتر ہوگا۔!"

"لمبی کہانی ہے....!"

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ وقت نہ ضائع کرو....!"

"تم نے ایک سفارت خانے کے ملٹری اٹیچی کی موت کے بارے میں سنا ہوگا۔!"

"سنا ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔!

روشی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "تم کبھی ملٹی فام انٹرپرائز کی زمینوں کی طرف گئے ہو۔!"

"ہاں شاید کبھی گزرا ہوں ادھر سے۔!"

"وہاں مسز گوہن کا بھی ایک فارم ہے.... وہ بندروں اور خرگوشوں کی افزائش کرتی ہے۔!"

"خوب....!"

"میرے اس سے اچھے مراسم ہیں....!"

"بندروں کی وجہ سے یا خرگوشوں کی وجہ سے....؟"

"دونوں کی وجہ سے.... بڑھاپے میں بھی یہی کروں گی۔!"

"جوانی میں کس نے منع کیا ہے۔!"

"اب خود موضوع سے ہٹ رہے ہو....!" روشی جھنجھلا گئی۔!

"ہاں تو خیر.... پھر....؟"

"متوفی ملٹری اٹیچی بھی اس کے دوستوں میں سے تھا۔ اسی کے توسط سے میں بھی ان سے متعارف ہوئی تھی.... میرا مطلب ہے رینا ولیمز اور ملٹری اٹیچی سے.... رینا ولیمز بھی اسکے ساتھ ہوتی... ہفتے کی آخری راتیں وہ دونوں عموماً مسز گوہن کے فارم ہی میں گذارتے تھے"

"کیا وہ ایک دوسرے سے وہ کرتے تھے....؟"

"کیا تم اب بھی محبت کو گالی ہی سمجھتے ہو....!"

"عملی گالی....!"

"خیر چھوڑو....!" روشی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "تم ہمیشہ گدھے ہی رہو گے نہیں جانتی کہ وہ اس معاملے میں مخلص تھے یا نہیں اور مجھے ان سے سروکار بھی کیا.... جائیں جہنم میں.... میں تو مسز گوہن کے لئے پریشان ہوں۔!"

"ان کا بھی جغرافیہ بتاؤ....!"

"ایک سادہ معصوم عورت ہے.... میں چاہتی ہوں کہ اس پر کوئی آنچ نہ آنے پائے

"جس نے تمہیں رینا کے ساتھ دیکھا تھا.... میرا خیال ہے کہ وہ اس فارم کی طرف گیا ہوگا۔!"

"کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ہم سب فارم سے اکٹھے آئے ہیں ہو سکتا ہے انہیں مواقع پر دیکھا ہو۔!"

"اب مسز گوہن کو کیا تکلیف ہے....؟"

روشی نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ویٹر پہلا کورس لے آیا تھا!

اس کے چلے جانے پر بولی "وہ بہت زیادہ خائف ہے۔!"

"پولیس کی پوچھ گچھ سے ڈرتی ہے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے....!"

"ہوں.... تو تم اس کی خوف زدگی کی وجہ جاننا چاہتی ہو....!"

"میں اس کی وجہ بھی جانتی ہوں.... کچھ نامعلوم لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہیں کا تعلق مقامی پولیس سے ہے اور نہ اس سفارت خانے سے، میں اس کی تصدیق کر چکی ہو

"مقامی لوگ ہیں....؟"

"نہیں.... غیر ملکی....!"

"رینا ولیمز سے اب کہاں ملاقات ہو سکے گی....؟"

"کیا تم نے اخبارات میں نہیں پڑھا کہ وہ اپنی گاڑی سمیت سمندر میں غرق ہو گئی۔!"

"اخبار والے تو کسی دن پوری دنیا کو کسی دوسرے سیارے کے سمندر میں غرق کر دیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا کہ غرق ہوتے وقت وہ خود بھی گاڑی میں موجود تھی۔!"

روشی کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر بعد عمران نے پوچھا!

"کیا ان دونوں میں کچھ ان بن ہو گئی تھی....؟"

"پتا نہیں.... اس سلسلے میں مسز گوہن بھی کچھ نہیں بتا سکی۔!"

"سوال یہ ہے کہ اگر کچھ غیر ملکی اس کی نگرانی کر رہے ہیں تو وہ اس کی رپورٹ پولیس کو کیوں نہیں کرتی۔!"

"میں یہی معلوم کرنا چاہتی ہوں....!"

"اس لئے مجھ سے ملنا چاہتی تھیں....!"

"ہاں.... آں....!"

"تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا....؟"

"میں جو خرگوش پالوں گی وہ انڈے دینے لگیں گے....!" روشی پھر جھنجھلا گئی۔

"ماشاءاللہ.... بلکہ انشاءاللہ....!"

"بور مت کرو....!"

لنچ سے فارغ ہو جانے تک پھر روشی نے یہ ذکر نہیں چھیڑا تھا۔ عمران بھی خاموشی سے کھاتا رہا تھا۔! روشی کے انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے اس ملاقات سے اسے مایوسی ہوئی ہو۔!

"مسز گوہن کی عمر کیا ہے....؟"

"عمر سے تمہیں کیا سروکار۔!"

"اگر کم سن ہو تو نگرانی کرنے والے عشاق بھی ہو سکتے ہیں۔!"

"اگر تم ڈھنگ کی کوئی بات نہیں کر سکتے تو اس معاملے کو یہیں ختم کر دو....!"

"ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں.... مسز گوہن کو.... اور ہاں کیا ملٹری اٹیچی سے اس کے ایسے تعلقات تھے کہ وہ اسے اپنے کسی راز میں شریک کر سکتا....؟"

"یہ ایک کام کی بات پوچھی ہے تم نے.... ہاں میرا خیال ہے کہ وہ اسی بناء پر خائف ہے شاید کسی معاملے میں اس کی راز دار بھی تھی....!"

"غالباً اب میں کسی قدر دلچسپی محسوس کر رہا ہوں....!"

روشی کا چہرہ کھل اٹھا....!



مسز گوہن تیس سال سے زیادہ کی نہ رہی ہو گی۔ خاصی قبول صورت اور صحت مند عورت تھی۔ اس کے ملنے والوں کا خیال تھا کہ وہ ایک ایمان دار اور نیک سیرت عورت ہے۔ تین سال پہلے اس کا شوہر ٹریفک کے حادثے کا شکار ہو کر اسے تنہا چھوڑ گیا تھا....!

اب وہ چند ملازمین کی مدد سے فارم کی دیکھ بھال کرتی تھی.... بندروں اور خرگوشوں کے ایکسپورٹ سے اسے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔!

قیام بھی فارم ہی میں تھا.... یہ بڑی پُر فضا جگہ تھی.... کبھی کبھی اس کے شہری دوست چھٹیاں گذارنے وہاں آ جاتے.... اس طرح کچھ دنوں کے لئے خاصی چہل پہل ہو جاتی۔!

وہ ہنس مکھ اور ملن سار تھی.... لیکن پچھلے تین دنوں سے اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار پائے جاتے تھے.... کبھی کبھی خوف زدہ سی بھی نظر آنے لگتی۔ اس وقت بھی وہ رہائشی عمارت کے برآمدے میں کھڑی خوف زدہ نظروں سے سڑک کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ د

ایک گاڑی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور قریب پہنچی تو مسز گوہن کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ہلو.... روشی....!" وہ چہکتی سی آواز میں کہتی ہوئی برآمدے سے نیچے اتر گئی اور خود روشی کی طرف کا دروازہ بھی کھولا۔!

روشی کے ساتھ ایک مرد بھی تھا.... فوری طور پر وہ اس کی طرف خصوصی توجہ نہ دے سکی.... لیکن جب دونوں گاڑی سے اتر کر نشست کے کمرے میں آئے تو روشی نے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "یہ میرے بہت پرانے دوست مسٹر علی عمران ہیں تم نے ذکر کیا تھا تمہارے بندروں میں کسی قسم کی بیماری پھیل رہی ہے.... یہ بندروں پر اتھارٹی ہیں۔!"

"اوہ.... بڑی خوشی ہوئی....!" مسز گوہن نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور تب اس نے پوری طرح اس کا جائزہ لیا۔ خوش شکل جوان تھا لیکن چہرے پر یتیمی سی چھائی ہوئی تھی... اول درجے کا بیوقوف معلوم ہوتا تھا۔

روشی کہہ رہی تھی۔ "ہم تین چار دن یہاں گذاریں گے۔!"

"اوہ.... ضرور.... ضرور....!" مسز گوہن خوش ہو کر بولی۔ "میں بڑی شدت سے تنہائی محسوس کر رہی تھی۔!"

"یہ بہت اچھے پامسٹ اور ستاروں کی چال سمجھنے والے بھی ہیں۔!"

روشی نے تعارف کے سلسلے کو آگے بڑھانے کے لئے کہا۔!

"سچ مچ....!" مسز گوہن نے مزید گرم جوشی سے عمران کا ہاتھ دبایا....!

"تم دیکھ ہی لو گی....!"

عمران کے ہونٹوں پر جھینپی جھینپی سی مسکراہٹ تھی۔

"لیکن بہت کم سخن معلوم ہوتے ہیں....!" مسز گوہن بولی۔!

"بولنے پر آتے ہیں تو کسی کی بھی نہیں سنتے....!" روشی نے ہنس کر کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد عمران نے اس کے اس قول کی تصدیق کر دی تھی.... بندروں پر گفتگو شروع ہوئی تو سچ مچ اس نے مسز گوہن کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

وہ حیرت سے اس کا منہ تکے جا رہی تھی۔ ساری دنیا میں پائے جانے والے بندروں کی مختلف اقسام اور ان کی عادات و خصائل پر اس طرح لیکچر دے رہا تھا جیسے بندروں کی "اقسام متحدہ" کا صدر آدمیوں سے مخاطب ہو.... جی بھر کے دماغ چاٹ چکنے کے بعد مسز گوہن کے بندروں میں پائی جانے والی بیماری سے متعلق استفسار کیا۔

"پچھلے پندرہ دن سے.... روز صبح ایک بندر مردہ ملتا ہے.... ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔!" مسز گوہن بولی۔!

"کسی بندر کی لاش کا ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا....!" عمران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے... لیکن رپورٹ عجیب و غریب ملی تھی جو دم گھٹ کر مرنے کی کہانی سناتی ہے۔!"

"ذرا رپورٹ مجھے دکھائیے....!"

رپورٹ کے مطابق اس بندر کی موت گلا گھونٹے جانے کی بناء پر واقع ہوئی تھی۔!

"کیا آج صبح بھی کوئی لاش ملی ہے....؟"

"ہاں.... آج بھی....!"

"کہاں ہے....!"

"صفائی کرنے والا کہیں پھینک آیا ہوگا....!"

"خیر میں دیکھوں گا کہ اس سلسلہ میں کیا کر سکتا ہوں....!"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان بندروں ہی میں سے کوئی دوسرے بندروں کا گلا گھونٹتا رہتا ہو۔!" روشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔!

"پہلے میں نے یہی قیاس کیا تھا....!" مسز گوہن بولی۔ "لیکن اس کے ثبوت میں کوئی علامت نظر نہیں آئی۔!"

"علامت سے کیا مراد ہے....!" روشی نے سوال کیا۔

"غالباً آپ یہ کہنا چاہتی ہیں مسز گوہن کہ بندروں میں آپ کو ایک بھی زخمی نظر نہیں آیا....!" عمران بولا۔!

"یقیناً....یقیناً....!"

عمران نے روشی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر تم میرا گلا گھونٹنے کی کوشش کرو تو میں بندر ہوتے ہوئے بھی تمہارا منہ دبوچ لوں گا۔!"

بہر حال عمران نے دوپہر کے کھانے سے قبل تک خاصی عقل مندی کی باتیں کی تھیں.. لیکن سہ پہر کو مسز گوہن نے محسوس کیا جیسے اس کی شخصیت ہی بدل گئی ہو.... گاؤدی پن باتیں کرنے لگا تھا اور چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور گہری ہوگئی تھی۔!

روشی نے مسز گوہن کو بہت زیادہ حیرت زدہ دیکھا تو الگ لے جا کر بولی.... "بس دشواری ہے اس شخص کے ساتھ....ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وقفے وقفے سے عقلمندی اور بیوقو کے دورے پڑتے ہیں۔!"

"بحیثیت مجموعی دلچسپ آدمی ہے....!" مسز گوہن مسکرا کر بولی۔ "تم اس وہم میں نہ کہ تمہارے ساتھ اس کی آمد مجھے ناگوار گزری ہے۔ میں تو ہپی مراد جیسے لوگوں کو بھی برداش

کر لیتی ہوں۔!"

عمران ٹھیک اس وقت اُس کے قریب پہنچا تھا جب مسز گوہن ہپی مراد کا حوالہ دے رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اچانک کوئی بات یاد آئی ہو اور کچھ پوچھنے کے لئے ان کے پاس دوڑا آیا ہو۔!

"معاف کیجئے گا دخل اندازی پر....!" اس نے مسمسی شکل بنا کر کہا۔ "آپ کے پڑوس میں کسی کے پاس کوئی ٹرینڈ بندر تو نہیں ہے۔!"

"نہیں.... کسی کے پاس کوئی ایسا بندر نہیں ہے....!"

پھر اچانک عمران پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا.... جس نے اتنی شدت اختیار کرلی کہ روشی کے ہاتھ پیر بھی پھول گئے۔ مسز گوہن کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نمودار ہوگئے تھے۔

آخر کار عمران اپنی ہنسی میں بریک لگانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "وہ ہپی مراد.... ابھی آپ نے اس کا نام لیا تھا....!"

"ہاں...ہاں.... تو پھر....!" مسز گوہن کی حیرت اس کی آواز پر بھی اثر انداز ہوئی تھی۔!

"اگر آپ اسے اپنے بندروں کے کسی کٹہرے میں بند کر دیں.... تو کیسی رہے گی۔!"

"اوہ..!" مسز گوہن بھی ہنس پڑی۔ پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ "کیا آپ اسے جانتے ہیں۔!"

"شہر میں کون نہیں جانتا.... لیکن آپ جیسی شائستہ خاتون کے پاس اس کا کیا کام....!"

"میرے کچھ احباب اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔!"

"وہ بھی اسی جیسے ہوں گے....!"

"نہیں میری ہی طرح شائستہ ہیں....!"

"لیکن... میں نہیں سمجھ سکتا کہ شائستہ لوگ اسے کس طرح برداشت کرتے ہوں گے..؟"

"مجھے اس سے ہمدردی ہے....!" مسز گوہن نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

روشی نے عمران کو اشارہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں گفتگو کو طول نہ دے۔ لہٰذا اس نے ہپی مراد سے پھر بندروں کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن مسز گوہن دل برداشتہ سی نظر آنے لگی تھی۔ اس لئے بات آگے نہ بڑھ سکی۔!



ظفر الملک کو رینا ولیز کی تلاش تھی.... اور وہ ابھی تک اس الجھن میں مبتلا تھا کہ عمران ایسے آدمی سے متعلق کیوں استفسار کر رہا تھا جس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہہ رہی اچانک اسے یاد آیا کہ ہپی مراد کے حوالے پر عمران نے کہا تھا کیا یہ ممکن ہے کہ وہ گدی بیٹھ کر اتنی جلدی کسی ایسی جگہ پہنچ سکے گا جہاں فون ہو.... آخر اس ریمارک کا کیا مطلب اس وقت اس نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ کتنی جلدی....؟ یہ کس قسم کا جملہ تھا۔ اس کے منظر میں کیا تھا....!

اس نے فون پر عمران کے نمبر ڈائل کئے لیکن وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔

اس کی الجھن بڑھتی رہی.... تو کیا ہپی مراد کا بھی ان واقعات سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے

ایک بار پھر وہ ہپی مراد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

معلومات کے ذرائع ایسے تھے کہ اسے جلد ہی اس کے موجودہ ٹھکانے کا پتہ چل گیا۔

لیکن اسے حیرت ضرور ہوئی کیونکہ وہ ایک یورپین گھرانے کے ساتھ مقیم تھا....

سوال یہ تھا کہ وہ اس حد تک پہنچنے کے لئے کیا طریقہ استعمال کرے۔ جیمسن ساتھ تھا....!

اس نے کہا "اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... یور ہائی نس.... گاڑی ان کی کوٹھی سے فاصلے پر چھوڑ دیجئے گا.... پھاٹک پر کھڑے ہو کر آپ مینڈولن بجایئے گا میں حلق پھاڑوں گا ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہپیوں سے دلچسپی رکھتے ہیں ورنہ مراد وہاں کیوں ہوتا....!"

"بعض اوقات تمہاری عقل کا بھی لوہا ماننا پڑتا ہے....!" ظفر مسکرا کر بولا۔

وہ اس عمارت کے پھاٹک پر جا پہنچے اور جیمسن غیر ملکی انداز میں میر تقی میر کے خوبصورت شعر کو توڑنے مروڑنے لگا۔

"الٹی ہو گئیں سب تد.... تد.... تد.... تد.... بریں.... کک.... کچھ کک....
دوانے کا.... نے کا.... نے کام کیا.... دیکھا.... بھئی دیکھا.... اس بیا.... اس بیا....
دل.... نے آ.... نے آ.... خر کام.... تمام کی یا.... کی یا....!"

وہ حلق پھاڑ کر چیختا رہا.... اور ظفر جھوم جھوم کر مینڈولن بجاتا رہا.... تدبیر کار گر تھی.... وہ سب ہپی مراد سمیت عمارت سے برآمد ہو کر پھاٹک پر جمع ہو گئے تھے.... ع بھی تھیں اور مرد بھی....!

ہپی مراد انہیں کینہ توز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا.... دفعتاً آگے بڑھا اور جیمسن کا گریبان پکڑ کر چیخا.... "خاموش رہو....!"

جیمسن خاموش ہو گیا اور ظفر کے ہاتھ بھی رک گئے۔!

"گانے دو.... گانے دو....!" دوسروں نے بیک زبان کہا۔!

"میں گانے کو منع نہیں کرتا.... لیکن یہ ہمارے ایک بہت بڑے شاعر کو تباہ کر رہا ہے۔!" ہپی مراد بولا۔

"میں عالمی برادری کا قائل ہوں....!" جیمسن نے بے حد نرم لہجے میں کہا "اگر کہو تو ابھی ورڈز ورتھ اور بائرن کی قوالی کر کے رکھ دوں.... آخر میر صاحب کب تک طبلے اور سارنگی پر چلتے رہیں گے۔!"

"آہا.... آہا.... شاید میں تم دونوں کو پہچانتا ہوں....!" دفعتاً ہپی مراد خوش ہو کر بولا۔ "تم نے میری جان بچائی تھی.... آؤ.... آؤ.... اندر چلو.... میں جسے بھی چاہوں اس چھت کے نیچے پناہ دے سکتا ہوں.... یہ سب انسانیت کے پرستار ہیں۔!"

پھر اس نے اپنے میزبانوں کو بتایا کہ وہ دونوں اس کے ہمدرد ہیں اس طرح ظفر اور جیمسن عمارت میں داخل ہو سکے۔!

وہ سب بڑے زندہ دل لوگ تھے.... صاحب خانہ کا نام رچرڈسن تھا ملکی اور غیر ملکی مشترکہ سرمایہ سے کام کرنے والی ایک فرم کا ڈائریکٹر تھا۔!

اس وقت یہاں کچھ مہمان بھی تھے.... ہپی مراد نے ان کا تعارف بھی کرایا اور ان میں ڈاکٹر انگھم کی شخصیت سب سے نمایاں تھی۔!

مضبوط جسم کا ایک قد آور آدمی تھا.... عمر پچاس کے قریب رہی ہو گی۔ لیکن آنکھوں سے نوجوانی کی سی توانائی جھلکتی تھی.... سرخ رنگ کی فرنچ کٹ ڈاڑھی میں خاصا وجیہہ لگ رہا تھا۔!

اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جس کا نام کورنیلیا تھا.... جسے وہ نیلی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ بڑی دلکش لڑکی تھی۔ سفید فام ہی تھی.... لیکن اس کے بال گہرے سیاہ تھے.... اگر آنکھیں بھی سیاہ ہوتیں تو وہ مشرق ہی کے کسی حصے کی باشندہ معلوم ہوتی۔!

نہ جانے کیوں ظفر محسوس کر رہا تھا جیسے اس نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہو۔!

رات کے کھانے کے بعد وہ تمباکو نوشی کے کمرے میں آ بیٹھے...... یہاں کافی سرد…
گئی۔

پھر ان دونوں سے گانے کی فرمائش ہوئی.... جیمسن نے اس بار ایک اسٹار لائٹ سیرے…
شروع کیا.... ظفر مینڈولن بجا رہا تھا۔!

صاحب خانہ رچرڈسن کھڑکی کے قریب کھڑا ہو کر پائپ سلگانے لگا۔ کورنیلیا کرسی کے ہ…
پر انگلیوں سے تال دے رہی تھی.....! ڈاکٹر النکھم ایڑیاں بجا رہا تھا.... اور ہپی مراد پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔

اچانک انہوں نے رچرڈسن کی چیخ سنی.... اور اٹھ کھڑے ہوئے نیلے رنگ کے ایک بڑ…
سے ہاتھ نے رچرڈسن کی گردن دبوچ رکھی تھی۔!

ظفر مینڈولن پھینک کر اس کی طرف جھپٹا لیکن اتنی دیر میں ہاتھ پردے کے پیچھے غا…
ہو چکا تھا.... اور رچرڈسن کو انہوں نے فرش پر گرتے دیکھا۔!

ظفر نے پردہ ہٹا کر کھڑکی سے باہر چھلانگ لگائی..... برآمدے سے پھاٹک تک روشن…
روشنی تھی لیکن کہیں کوئی دکھائی نہ دیا... ڈاکٹر النکھم اور ہپی مراد بھی اس کے پیچھے پیچھے آئے…
پھر انہوں نے عورتوں کی چیخیں سنیں اور دوبارہ عمارت کی طرف بھاگے رچرڈسن مر…
اور اس کے خاندان والے بدحواس ہو کر چیخ رہے تھے۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر پولیس آ گئی.... ظفر اور جیمسن ایک بار پھر دشواری میں…
کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے اجنبی تھے اور ان کی شانِ نزول بھی مشتبہ تھی ویسے سبھی نے
رنگ کے بڑے سے ہاتھ کی کہانی سنائی تھی۔!

"وہ کسی آدمی کا ہاتھ تو نہیں ہو سکتا.....!" ڈاکٹر النکھم نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔!

جیمسن اور ظفر پر سوالات کی بوچھاڑ ہوتی رہی۔ دفعتاً ہپی مراد بولا "میں اس خاندان کے
اجنبی نہیں ہوں اور یہ دونوں میرے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ دنیا میں مگن رہنے والے لوگ
ہمیں سازشوں یا کشت و خون سے کیا سروکار۔!"

"اور پھر ہماری بیک گراؤنڈ مضبوط ہے.....!" جیمسن نے سب انسپکٹر سے کہا۔ "کیا آ…
نواب مظفر الملک کا نام نہیں سنا.....!"

"کیوں نہیں سنا.... پھر....؟"

"یہ نواب زادہ ظفر الملک ہیں.... ان کے بھتیجے.....!"

"کیا ثبوت ہے....؟"

"فون کر کے معلوم کر لیجئے.... کہ بھتیجے صاحب ہی ہو گئے ہیں یا نہیں.....!"

"جیمسن.... بکواس بند کرو.....!" ظفر بولا۔ "بزرگوں کا حوالہ نہ دو.... مجھ پر جو گذرے گی بھگت لوں گا۔!"

ویسے ہپی مراد کو ان کا طرفدار دیکھ کر ڈاکٹر النکھم بھی اس بات پر زور دینے لگا تھا کہ وہ اجنبی ہی سہی لیکن کسی قسم کی سازش میں ملوث نہیں ہو سکتے۔!



صبح بڑی خوشگوار تھی.... روشی اور عمران بندروں کے کٹہرے کے قریب چہل قدمی کر رہے تھے۔!

"میں نے اتنا بڑا کٹہرا پہلے پہل دیکھا ہے.....!" عمران بچوں کے سے انداز میں خوش ہو کر بولا۔ "سات آٹھ سو بندروں سے کم نہ ہوں گے.... ذرا دیکھنا آج بھی کوئی لاش دکھائی دیتی ہے یا نہیں۔!"

انہوں نے کٹہرے کے گرد چکر لگایا.... سبھی بندر اچھلتے کودتے نظر آئے۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں اس لئے یہاں لائی ہوں کہ تم بندروں کی موت کا سبب معلوم کرو.....!" روشی کچھ دیر بعد بولی۔!

"اچھا تو پھر....؟"

"کسی طرح یہ معلوم کرو کہ آخر وہ خوف زدہ کیوں ہے.... یہ درست ہے کہ مرنے والا فوجی اتاشی یہاں بھی آتا تھا... وہ اس کی موت پر مغموم ہو سکتی ہے خوف زدہ ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے۔!"

"تم نے دیکھا ہے کہ وہ اس کے ذکر پر فوراً موضوع بدل دیتی ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"پچھلی رات میں نے اس سے کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔!"

"سنو میں یہاں صرف اس لئے آیا ہوں کہ رینا ولیمز کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات

حاصل کر سکوں....!"

"آخر اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو....!"

"وہ بھی غائب ہے....!"

"نہیں....!"

"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہوئی....!"

"دونوں ایک جان دو قالب کہلاتے تھے....!"

"تب تو تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے ہو سکتا ہے اس نے بھی مارے غم چھپ چھپا کر خودکشی کر لی ہو۔ خیر ہاں تو تم نے اس سے کس قسم کی معلومات حاصل کی ہیں؟

"ادھر ایک ایگریکلچرسٹ ڈاکٹر النگھم رہتا ہے۔!" روشی بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر اس کا بہت بڑا زراعتی فارم ہے.... فوجی اتاشی جب بھی ادھر آتا تھا.... ڈاکٹر النگھم اس کی نگرانی کرتا رہتا تھا جیسے اسے اس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی خدشہ ہو....!"

"ہاں.... آں.... ہو سکتا ہے.... سوال تو یہ ہے کہ مسز گوہن کیوں خوف زدہ۔

دفعتاً انہوں نے دیکھا کہ مسز گوہن ان کی طرف دوڑی آ رہی ہے....!

"سرپٹ....!" عمران سر کھجاتا ہوا بڑبڑایا۔

"روشی..روشی..!" وہ قریب آ کر ہانپتی ہوئی بولی "بہت بُرا حادثہ ہو گیا..اب رچرڈسن

"اسے کیا ہوا....؟"

"ابھی ابھی.... فون پر اطلاع ملی ہے.... پچھلی رات ایک حیرت انگیز ہاتھ ۔ گھونٹ دیا۔!"

"حیرت انگیز ہاتھ نے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں دیدے نچائے....!

"ہاں....ایک بڑا سا نیلے رنگ کا ہاتھ.... جسے انسانی ہاتھ باور نہیں کیا جا سکتا۔

"کس سے اطلاع ملی ہے....!" روشی نے پوچھا۔!

"مسز رچرڈسن نے.... مجھے اس کے پاس پہنچنا چاہئے۔!"

"مجھے بھی.... بڑے اچھے لوگ ہیں....!" روشی مغموم لہجے میں بولی۔!

"کیا میں یہیں قیام کروں....؟" عمران نے ایسے لہجے میں روشی سے پوچھا

ساتھ نہ دینا چاہتا ہو۔!

روشی نے مسز گوہن کی طرف دیکھا....!

"کوئی مضائقہ نہیں....!" وہ جلدی سے بولی.... "ہم شام تک واپس آ جائیں گے.... انہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔!"

ناشتے کے بعد وہ دونوں شہر روانہ ہو گئی تھیں اور عمران وہیں رہ گیا تھا۔! اس نے اپنے مخصوص انداز میں ملازموں سے پوچھ گچھ شروع کی.... گویا اس قسم کے کسی موقعے کا منتظر تھا.... روشی نے شہر روانہ ہونے سے قبل اس بات پر حیرت ظاہر کی تھی کہ عمران نے کسی غیر معمولی نیلے ہاتھ کا ذکر سن کر بھی ان کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔!

اس پر عمران بولا تھا.... "گلا گھونٹا جا چکا.... لاش یا تو تدفین کے لئے تیار ہو گی یا پوسٹ مارٹم کی میز پر.... اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے ہاتھ نیلا رہا ہو چاہے پیلا....!"

دیسی ملازمین اس کی دلچسپ باتوں اور حرکتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے اور وہ خود ان کے ذہنوں کو کریدتا رہا.... گفتگو فوجی اتاشی اور اس کی سیکرٹری ریناولیز سے متعلق تھی۔!

"وہ لڑکی بڑی کائیاں تھی جناب۔!" ایک ملازم نے اطلاع دی "میں جانتا ہوں کہ وہ چھپ چھپ کر ڈاکٹر النگھم سے بھی ملتی تھی۔!"

"چھپ چھپ کر....!" عمران نے یقین نہ کرنے کے سے انداز میں کہا۔ "ارے اسے کیا کسی کا ڈر پڑا تھا کہ چھپ کر ملتی....!"

"کرنل صاحب کا ڈر تھا جناب.... وہ ڈاکٹر النگھم کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے.... میرا خیال ہے کہ ان کی آپس میں دشمنی بھی تھی۔!"

"ارے نہیں.... ایسا بھی کیا.... یہ لوگ پیار کی باتیں بھی کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کٹکھنے کتوں کی طرح بھونک رہے ہوں....!" عمران نے ہنس کر کہا۔!

"یہ بات نہیں صاحب.... کرنل صاحب ڈاکٹر کو پسند نہیں کرتے تھے۔!"

"ڈاکٹر النگھم یہاں آتا ہے....!"

"کبھی کبھی.... لیکن ہماری میم صاحب اس سے تعلقات رکھنا پسند نہیں کرتیں، مجبوراً مدارات کرتی ہیں۔!"

"کیا وہ بہت بدمعاش ہے....؟"

"عورتوں کے معاملے میں تو بدمعاش ہی لگتا ہے سالا.... ہر مہینے سیکرٹری ہے.... تین چار روز سے ایک نئی دیکھی جا رہی ہے۔!"

"یار مجھے بھی دکھاؤ کیسی ہے....؟"

"کیا آپ ڈاکٹر النگھم کو نہیں جانتے....!"

"نہیں....! میں تو پہلی بار یہاں آیا ہوں....!"

"بہت مغرور بھی ہے شاید آپ سے ملنا پسند نہ کرے۔!"

"اچھا یہ رچرڈسن صاحب کون تھے.... جن کے پُرسے کو تمہاری میم صاحب گئ

"بہت اچھے آدمی تھے صاحب.... کرنل صاحب کے خاص دوستوں میں سے ت میم صاحب سے بھی دوستی تھی۔ وہ شاید کسی سے بھی نفرت نہیں کرتے تھے.... سے بھی ان کے تعلقات اچھے ہی تھے اپنے پاس بٹھاتے تھے.... ایک ہیں ہی ....وہ رچرڈسن صاحب ہی کے ساتھ یہاں آیا کرتے تھے۔!"

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایئر گن اٹھائی اور باہر نکل کھڑا ہوا.... النگھم کے فا کے لئے اسے کم از کم چار پانچ فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا۔

پھاٹک کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک لمبی سی کار گرد اڑاتی ہوئی مخالف سمت پھاٹک کے اندر مڑ گئی۔

"اوہو....!" عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔ کیونکہ پچھلی سیٹ پر جیمسن مراد نظر آئے تھے اور اگلی سیٹ پر ایک لحیم شحیم سفید فام مرد کے ساتھ اس کی ن رکھنے والی ایک لڑکی بھی تھی۔!

مسز گوہن کے ملازموں کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق وہ ڈاکٹر النگھم ہی ہو عمران نے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور عمارت سے پرے طرف جا نکلا.... عمارت یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔

تازہ بوئے ہوئے کھیتوں میں فاختائیں چگ رہی تھیں.... عمران نے انہیں بنانا شروع کر دیا.... ایک ہی ہاتھ آئی تھی کہ فارم کے رکھوالے دوڑ پڑے....!

"ارے.... اے....!" ایک نے عمران کو للکارا....! "تم یہاں کس کی اجازت سے شکار کھیل رہے ہو۔!"

"اجازت....!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا "ایئر گن کے شکار کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی....!"

"تمہارے باپ کی زمین ہے....!" دوسرے نے کڑک کر سوال کیا۔

"پتہ نہیں... پوچھ کر بتاؤں گا... فی الحال راستہ چھوڑو... اگلے کھیت میں گری ہوں گی۔!"

"پکڑ کر صاحب کے پاس لے چلو....!" ایک نے کہا اور عمران کے دونوں بازو مضبوطی سے پکڑ لئے گئے۔

"ارے.... ارے.... واہ بھئی....!" وہ طاقت صرف کئے بغیر ان کی گرفت سے نکل جانے کے لئے مچلتا رہا.... وہ اسے کشاں کشاں عمارت کی طرف لئے جا رہے تھے اور پھر ڈاکٹر النگھم سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ رکھوالوں نے اسے بتایا کہ شکاری زبردستی پر آمادہ تھا۔!

"تمہیں جرأت کیسے ہوئی....!" النگھم عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"شیر نہیں فاختہ مار رہا تھا.... اس میں جرأت کی کیا ضرورت....!"

"بغیر اجازت تم نے میری زمینوں پر قدم کیسے رکھا....!"

"فاختائیں نہ دکھائی دیتیں تو ہرگز قدم نہ رکھتا۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا....؟"

"کیا میں صورت سے پاگل معلوم ہوتا ہوں....!"

"احمق معلوم ہوتے ہو....!"

"یہ اور بات ہے... احمق پاگل نہیں ہوا کرتے.... پاگل پن تو سمجھ داروں کا مقدر ہے۔!"

"معافی مانگو اور آئندہ ادھر کا رخ نہ کرنا....!"

"معافی مانگ لینے کے باوجود بھی آؤں گا.... اتنی فاختائیں تو میں نے ان اطراف میں کہیں بھی نہیں دیکھیں۔!"

اتنے میں لڑکی باہر نکل آئی اس کے پیچھے ظفر، مراد اور جیمسن بھی تھے۔

عمران کو دیکھ کر جیمسن چونکا ہی تھا، کہ ظفر نے اس کا ہاتھ دبا دیا۔ النگھم نے ان کی طرف مڑ

کر کہا۔ "یہ انتا بے ہودہ آدمی ہے کہ معافی مانگنے کی بجائے سر پر چڑھا آ رہا ہے۔!"

"تم جھوٹے ہو....!" عمران نے اسی کے سے انداز میں کہا...."میں تو اپنی جگہ سے انچ بھی نہیں ہلا.... سر پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو تم فلیٹ ہو جاتے۔!"

"شٹ اپ....!"

"اتنے زور سے نہ چیخو....! میرا دل بہت کمزور ہے....!" عمران نے کچھ اس طرح

لڑکی بے ساختہ ہنس پڑی اور جیمسن کھکھنے انداز میں دانت نکال کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت مسز گوہن کا ایک ملازم سائیکل دوڑاتا ہوا وہاں آ پہنچا۔ اس نے ڈاکٹر ا
ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے ہوئے عمران سے کہا۔ "آپ کا فون آیا ہے صاحب....!"

"ویل تم اس کو جانتا....!" ڈاکٹر النکھم نے ملازم سے پوچھا۔

"جی صاحب۔! ہماری میم صاحب کے مہمان ہیں.... روشی میم صاحب کے دوست

"اوہ.... مجھے بے حد افسوس ہے۔!" وہ برآمدے سے نیچے اتر کر عمران سے ہاتھ
بولا۔ "میں نہیں جانتا تھا....!"

"کس کا فون ہے....!" عمران نے ملازم سے پوچھا۔!

"روشی میم صاحب کا....!"

"وہ دونوں اچانک اپنے کسی دوست کی موت کی خبر سن کر صبح شہر چلی گئی تھیں۔
نے ڈاکٹر النکھم سے کہا۔!

"اچھا.... اچھا.... ہاں وہ ایک حیرت انگیز سانحہ تھا.... میں بھی وہیں سے آ رہا ہ
تو مس روشی نے وہیں سے فون کیا ہوگا.... تم یہاں سے اسے رنگ کر لو....!"

"کیا ہولڈ آن کر آئے ہو....!" عمران نے ملازم سے پوچھا۔!

"نہیں صاحب....! میم صاحب نے نمبر لکھوا دیئے ہیں....!"

"ٹھیک ہے....! تو میں یہیں سے رنگ کر لوں گا.... تم جاؤ....!"

ملازم چلا گیا.... یہ وہی تھا جس سے عمران کی تفصیلی گفتگو ہوئی تھی اس کے انداز
معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اس تجویز کو پسند کیا ہو۔

عمران ظفر کو اس دوران میں اشارہ کر چکا تھا کہ وہ دونوں اس کے لئے اجنبی بنے ر

"میں النکھم ہوں....!" وہ دوبارہ عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "ڈاکٹر النکھم!"

"میں.... میں ایلمران....!"

جیمسن نے پھر منہ پھیر کر جارحانہ انداز میں دانت نکالے تھے۔!

لڑکی عمران کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی.... ہپی مراد کے رویئے میں لاتعلقی تھی۔!

وہ ڈرائنگ روم میں آئے.... ڈاکٹر النکھم نے فون کی طرف اشارہ کر کے رچرڈسن کے نمبر بتائے....!

"ہیلو.... از ڈیئر روشی.... یس.... یس.... اٹ از مران.... ہاں.... اوہ.... کیا بات ہے رات تک واپسی ہو سکے گی.... اچھا.... اچھا.... میں یہاں ڈاکٹر چیونگم کے ساتھ ہوں۔!"

"النکھم....!" ڈاکٹر النکھم پشت پر دھاڑا، اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "النکھم النکھم.... اچھا.... اچھا.... بہت اچھا....!"

ریسیور رکھ کر وہ اس طرح ہانپنے لگا تھا جیسے اپنی آواز ہی کے ساتھ خود بھی شہر تک دوڑتا چلا گیا ہو۔!

"کیوں کیا.... کوئی دوسری بُری خبر ہے....!" ڈاکٹر النکھم نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دونوں رات گئے تک واپس آئیں گی اور مجھے اس عمارت میں اکیلے بہت ڈر لگے گا۔!"

"وہاں کئی ملازمین ہیں....!"

"سب اپنے اپنے کوارٹروں میں ہوں گے۔!"

"مرد ہو کر ڈرتے ہو....!"

"عورت ہوتا تو بالکل نہ ڈرتا.... عورتوں کو کس بات کا ڈر ہو سکتا ہے۔!"

"اچھا تمہیں کس بات کا ڈر ہے....!" لڑکی پہلی بار اس سے مخاطب ہوئی۔

"کوئی پیچھے سے آ کر ہاؤ کر دے تو....!"

"اے تم ہمیں بیوقوف بنانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو....!" النکھم نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"نہیں تو....!" عمران کے چہرے کا ہونق پن کچھ اور بڑھ گیا۔!

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ روشی جیسی اسمارٹ عورت تم جیسے ڈفر کو کیسے برداشت کرتی ہے۔!"

"آپ میری توہین کر رہے ہیں ڈاکٹر چیونگم....!"

"النکھم....!" وہ غرایا۔

"وہی وہی.... کیا فرق پڑتا ہے.... میری توہین تو ہو چکی.... میں ڈفر لگتا ہوں صو سے۔!" عمران نے لڑکی سے سوال کیا۔!

"بالکل نہیں....!" وہ ہنس کر بولی۔ "تم بہت اچھے ہو.... آؤ میرے ساتھ....!"

وہ اس کا بازو پکڑ کر دوسرے کمرے میں کھینچ لائی۔

"بیٹھ جاؤ....!" ایک کرسی کی طرف عمران کو دھکیل کر کہا۔ "بہت خوبصورت ہو.. ڈھیلے ڈھالے....!"

"اسمارٹ ہونے کا فائدہ بھی کیا....؟" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیوں....؟ فائدہ کیوں نہیں....!"

"کوئی لڑکی پسند کرے گی.. پھر شادی کرنی پڑے گی... اور میں بالکل الو ہو کر رہ جاؤں"

"کیا اب نہیں ہو....؟"

"پھر توہین....!" عمران دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ کر کراہا۔

دفعتاً النکھم کمرے میں گھس آیا اور خاصے جارحانہ لہجے میں لڑکی سے بولا۔

"تم اسے یہاں کیوں لے آئی ہو....!"

"میرے حسن کی تعریف کر رہی تھیں....!" عمران نے شرما کر کہا۔

"تم نکل جاؤ یہاں سے ورنہ سر توڑ دوں گا۔!" ڈاکٹر النکھم دھاڑتا ہوا اس کی طرف عمران اس کی ٹانگوں کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف جا کھڑا ہوا.... یہ اتنی پھرتی سے کہ النکھم بوکھلا گیا.... البتہ لڑکی پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔!

"میں اب جا رہا ہوں.... میری ایئر گن کہاں گئی....!" عمران نے ایسے لہجے میں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔!

"یہ آدمی پاگل معلوم ہوتا ہے....!" النکھم نے لڑکی سے کہا۔!

عمران ڈرائنگ روم میں آیا.... اور ایئر گن اٹھاتے ہوئے ہپی مراد کو آنکھ ماری۔!

"کیا مطلب....!" ہپی مراد ناخوش گوار لہجے میں بولا۔

"باہر چلو تو بتاؤں....!"

"چلو....!" ہپی مراد اٹھ کھڑا ہوا۔

دونوں باہر آئے.... عمران اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تم یقین کرو یا نہ کرو.... وہ لڑکی مجھ پر عاشق ہو گئی ہے۔!"

"تم مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو....!"

"النکھم کی کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتا.... مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں میں تو قوم کو جگانا چاہتا ہوں۔!"

"قوم کے تکیے کے نیچے ٹائم بم رکھ دو....!"

"تم آخر ہو کیا چیز....!"

"ناچیز.... آؤ چلو میرے ساتھ اگر ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں....!"

"میں یہاں ایک خاص مشن پر آیا ہوں....!"

"اچھا تو فی الحال برآمدے سے نیچے اتر چلو.. کیونکہ ڈاکٹر چیونگم نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔!"

"صاحب خانہ کی توہین کرو گے تو یہی ہو گا... ویسے تم مجھے ضدی آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"وہ دونوں تمہارے ساتھی....!" عمران نے ظفر اور جیمسن کے متعلق پوچھا....!

"نہیں.... میرا خیال ہے کہ وہ دونوں سازشی ہیں.... کیا مسز گوہن نے تمہیں اپنے اس دوست کی موت کے بارے میں کچھ بتایا ہے جس کی ماتم پرسی کو وہ شہر گئی ہیں۔!"

"ہاں کہہ رہی تھیں کوئی بڑا سا نیلا ہاتھ اس کا گلا گھونٹ گیا۔!"

"بالکل ٹھیک.... میں وہاں موجود تھا.... اور تھوڑی ہی دیر پہلے یہ دونوں رچرڈسن کے پھاٹک پر کھڑے گا بجا رہے تھے انہیں اندر بلوایا گیا تھا....!"

"یونہی.... خواہ مخواہ....!"

"ہاں.... یہ سب بڑے زندہ دل لوگ ہیں....!" ہپی نے کہا.... اور رچرڈسن والے حادثے کی تفصیل بتانے لگا اور پھر یہ بھی بتایا کہ ظفر اور جیمسن سے اس کی ملاقات اس سے پہلے کہاں ہوئی تھی۔!

"آہا.... تم ہپی مراد تو نہیں ہو....!"

"ہاں.... میں ہی ہوں....!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے.... میں نے تمہاری بہت شہرت سنی ہے اور یہ جاننا چاہتا ہو کہ تم نے قوم کی خدمت کا جو پروگرام بنایا ہے اس کی نوعیت کیا ہوگی....!"

"سنو....!اس مسئلے پر ہم پھر کبھی گفتگو کرلیں گے.... میں اس وقت تمہارے ساتھ کہ بھی چل کر تمہیں اپنا پروگرام سمجھا دیتا.... لیکن میں نہیں چاہتا کہ میری عدم موجودگی میں دونوں پر کچھ زیادہ ہی تشدد ہو جائے....!"

"کیا مطلب....!"

"لنکھم ان دونوں کو پولیس سے تو بچا لایا ہے لیکن اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ وہ تو اس سازش میں شریک نہیں تھے۔!"

"یار سنو.... یہ دونوں تمہارے ہم قوم ہیں....!" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں.... اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونوں سچ مچ میری تلاش میں وہاں آئے ہوں۔!"

دفعتاً.... لنکھم کی دھاڑ سنائی دی....!"ارے تم ابھی یہیں موجود ہو۔!"

اور عمران بے تحاشا پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا.... دوڑتا چلا گیا.... انداز ایسا ہی تھا جیسے ڈر بھاگا ہو۔ پھاٹک پر رک کر ایک بار مڑا تھا اور پھر دوڑنے لگا تھا....! وہ سبھی برآمدے میں آئے تھے۔!



شام کے چھ بجے تھے.... عمران مسز گوہن کے مکان کے برآمدے میں آرام کرسی پر دراز دھیرے دھیرے چیونگم کچل رہا تھا.... اچانک اسے ہپی مراد دکھائی دیا.... جو اسی طرف تھا۔!

عمران آرام کرسی سے اٹھ کر اس طرح آگے بڑھا جیسے اس کا استقبال کرنا چاہتا ہو۔!

"میں دوڑتا ہوا آیا ہوں....!" ہپی مراد بولا.... وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا....؟"

"وہی ہوا.... جس کا خدشہ تھا....! شام کی چائے میں انہیں کوئی نشہ آور چیز دی گئی

جب وہ بیہوش ہو گئے تو انہیں ایک درخت سے الٹا لٹکا دیا گیا ہے....!"

"کیا وہ ہوش میں آگئے ہیں....!"

"نہیں.... ہوش میں آنے کا انتظار کیا جارہا ہے....!" ہپی مراد دردناک لہجے میں بولا۔!

"کچھ سوچو.... پتہ نہیں ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہو....!"

"چلو.... دیکھیں....!"

"یوں چلنا خطرے سے خالی نہ ہوگا.... چھپ کر چلیں گے۔!"

"لل.... لیکن.... مم.... میں....!" عمران ہکلایا۔

"مرد بنو.... اتنے ڈرپوک کیوں ہو....!" ہپی مراد جھنجھلا گیا۔

"تو چلو.... چھپ کر چلیں....!"

ہپی مراد اسے عمارت کی پشت پر لے گیا۔ یہاں سے سرکنڈوں کی جھاڑیوں کا ایک گھنا سلسلہ دور تک پھیلتا چلا گیا تھا.... وہ اسی کی اوٹ میں لنکھم کے زراعتی فارم کی طرف بڑھتے رہے۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی اس لئے اس جگہ تک پہنچنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا تھا۔!

ظفر اور جیمسن سچ مچ ایک درخت سے الٹے لٹکے نظر آئے.... لیکن آس پاس کوئی اور موجود نہیں تھا۔!

اور وہ دونوں بے ہوش نہیں تھے.... ظفر جیمسن سے کہہ رہا تھا...."یور ہائی نس.... ایسی عیاشی کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔!"

"کیا ہم خواب نہیں دیکھ رہے....!"

"آپ خواب ہی دیکھ رہے ہوں گے.... لیکن مجھے یقین ہے کہ میں الٹا لٹکا ہوا ہوں۔!"

"اس دعوئی کی دلیل....؟"

"آسمان نہیں دکھائی دیتا....!"

"تب تو ٹھیک ہی ہوگا....!"

"کیا ٹھیک ہوگا....!" جیمسن کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔!

"خاموش.... لڑکی ادھر آرہی ہے....!"

عمران نے بھی اسے دیکھ لیا تھا.... وہ خراماں خراماں اس درخت کی طرف چلی آرہی تھی۔

یہ دونوں ایسی جگہ چھپے ہوئے تھے جہاں سے دیکھ لئے جانے کا امکان نہیں تھا....!

"شام بڑی خوش گوار ہے۔!" ظفر نے لڑکی کو مخاطب کیا....!

لڑکی کچھ نہ بولی.... انہیں بغور دیکھتی رہی.... ظفر نے کہا "مہمان نوازی کا بہت بہ شکریہ۔! ہم اپنے گھر پر بھی اسی طرح آرام کرتے ہیں۔!"

"ہوں.... تو تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا گیا ہے۔!"

"لڑکی تلخ لہجے میں بولی....!"

"صرف میں جانتا ہوں....!" جیمسن بول پڑا۔

"کیا جانتے ہو....؟"

"تاکہ تمہیں اوپر سے بھی دیکھ سکیں۔!"

دفعتاً ڈاکٹر النگھم کی چنگھاڑ سنائی دی "تم وہاں کیا کر رہی ہو....؟"

لڑکی اچھل پڑی.... اور مڑ کر عمارت کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی لیکن اس نے وہ ر اختیار نہیں کیا تھا جدھر سے ڈاکٹر نمودار ہوا تھا....!

"ہوش آگیا تم دونوں کو....!" اس نے قریب پہنچ کر طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم دیکھ ہی رہے ہو....!" ظفر لاپروائی سے بولا۔

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ نیلی سے ماضی میں تمہارا کیا تعلق رہا ہے۔!"

"نیلی سے تعلق....!" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں.... کیا تم اسی کے لئے رچرڈسن کے گھر نہیں پہنچے تھے۔!"

"شاید تم نشے میں ہو.... کل رات سے پہلے میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا....!"

"تم جھوٹے ہو.... تم دونوں جس طرح ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اس میں شناسائی کا ان جاتا ہے۔!"

"تم بہت زیادہ وہمی معلوم ہوتے ہو ڈاکٹر....!" ظفر ہنس کر بولا۔

"جب تک تم اعتراف نہیں کر لو گے اسی طرح لٹکے رہو گے۔!" ڈاکٹر نے کہا اور عمار طرف مڑ گیا۔

"یہ تو دوسرا ہی چکر معلوم ہوتا ہے۔!" ہپی مراد بڑبڑایا۔

عمران چپ چاپ النگھم کو جاتے دیکھتا رہا!

اب اندھیرا پھیلنے لگا تھا....!

"تم کیا سوچ رہے ہو....!" ہپی عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"یہ لڑکی.... کیا نام لیا تھا اس نے نیلی.... بڑی حرافہ معلوم ہوتی ہے.... دوپہر کو میرے حسن کی تعریف کرتی رہی تھی.... اور اب یہ چکر....!"

"سوال تو یہ ہے کہ انہیں کیسے بچایا جائے....!"

"لٹکے رہنے دو....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "میں تمہاری طرح قوم کا درد نہیں رکھتا۔!"

"تم عجیب آدمی ہو....!"

"مجھے درخت پر چڑھنا نہیں آتا....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا!

"میں چڑھوں گا.... درخت پر.... تم نیچے کھڑے رہنا.... اس کا دھیان رکھنا کہ کہیں وہ سر کے بل نیچے نہ گر پڑیں۔!"

"میں بتاؤں....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "انہیں اتار کر تم مجھے لٹکا دینا....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"وہی کرو.... جو میں کہہ رہا ہوں.... ورنہ تم بڑی مصیبت میں پھنسو گے.... ڈاکٹر کا کوئی ملازم اس کی جرأت نہیں کر سکتا لہٰذا ان لوگوں کا خیال تمہاری ہی طرف جائے گا۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.... لیکن پھر تمہارا کیا ہوگا....؟"

"میری فکر نہ کرو.... لوگ بیوقوف سمجھ کر معاف کر دیتے ہیں۔!"

پھر یہ کام بڑی پھرتی سے ہوا تھا.... عمران ان دونوں کو جھاڑیوں کے پیچھے لے جا کر بولا تھا!

"یہ لیجئے.... میری گاڑی کی کنجی.... بس یہاں سے سیدھے چلے جایئے گا....! آگے ایک عمارت ہے اس کی کمپاؤنڈ میں کھڑی ملے گی.... اب نہ دکھائی دیجئے گا ان اطراف میں۔!"

وہ دونوں خاموشی سے رخصت ہو گئے تھے۔!



اس بار نیلی اور ڈاکٹر النگھم ساتھ آئے تھے.... عمران نے پیروں کی چاپ سن کر ڈرے ڈرے سے انداز میں چیخیں مارنی شروع کر دی تھیں۔! لیکن شائد وہ دونوں اندھیرے میں یہ نہیں

دیکھ سکے تھے کہ اب صرف ایک ہی آدمی درخت سے الٹا لٹکا ہوا ہے۔!

اچانک اس پر ٹارچ کی روشنی پڑی اور وہ زور سے چیخا....!" ارے باپ رے۔!"

"ہائیں....!" یہ ڈاکٹر النکھم کی آواز تھی.... "تم کہاں....!"

"خدا کے لئے مجھے بچاؤ........!" عمران گھگھیایا۔

"وہ دونوں کہاں ہیں....!" النکھم دھاڑا۔

"اس مصیبت سے نجات دلاؤ تو بتاؤں....!"

"نہیں....!" یہ لڑکی کی آواز تھی۔ "پہلے تم بتاؤ....!"

"میری گردن ٹوٹی جا رہی ہے.... اتارو.... مجھے.... مم.... میں مر رہا ہوں.... عمران نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔!

کچھ دیر بعد النکھم کے ملازم اسے درخت سے نیچے اتار رہے تھے۔!

زمین پر قدم رکھتے ہی وہ لڑکھڑایا اور ڈھیر ہو گیا.... النکھم اسے اٹھوا کر عمارت میں لایا۔

عمران نے اپنی "بے ہوشی" برقرار رکھی اور ان دونوں کی گفتگو سنتا رہا.... لڑکی کہہ رہی

"یہ بہت بُرا ہوا.... یہ کم بخت نہ جانے کون ہے.... اور کیا کرتا پھر رہا ہے۔!"

"ہوش میں آنے دو....! سب معلوم ہو جائے گا....!" النکھم بولا۔! عمران نے اس لہجے میں فکرمندی محسوس کی تھی۔!

کچھ دیر بعد وہ بوکھلا کر نہ صرف اٹھ بیٹھا بلکہ وہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش بھی ڈالی.... النکھم نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا۔!

"مم.... مرا.... بچاؤ.... بچاؤ....!" عمران چیخنے لگا....!

"اے اب ہوش میں آ جاؤ ورنہ جان سے مار دوں گا۔!"

"کیوں.... کیوں....؟" عمران ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگا۔!

"وہ دونوں چور کہاں گئے....!" النکھم اسے جھنجھوڑ کر دھاڑا۔!

"چچ.... چور....!"

"ہاں.... چور.... مہمان بن کر آئے تھے اور میرا پرس لے بھاگنے کی کوشش کی تھی میں نے سزا کے طور پر انہیں الٹا لٹکا دیا تھا....!" النکھم غرایا۔

"صرف چور ہی نہیں بلکہ وہ ڈاکو اور قاتل تھے....!" عمران خوف زدہ سی آواز میں بولا

"مگر تم کیوں لٹکے ہوئے تھے ان کی جگہ....!" لڑکی نے نرمی سے پوچھا۔

"پپ.... پانی.... ایک گلاس پانی.... میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔!"

پانی منگوایا گیا.... عمران اب بھی بالکل اسی طرح چاروں طرف دیکھے جا رہا تھا.... جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔!

پانی پی کر وہ یکلخت بولنے لگا.... "میری شامت ہی آئی تھی کہ شام کو ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا تھا.... ان دونوں کو درخت سے لٹکا دیکھ کر قریب سے ان کی خیریت معلوم کرنے کی سوجھی.... وہ میری خوشامد کرنے لگے کہ انہیں اس مصیبت سے نجات دلاؤں.... میں نے پوچھا....! مصیبت آئی کیوں تو بولے یہ ڈاکٹر النکھم پاگل معلوم ہوتا ہے یونہی خواہ مخواہ اپنے نوکروں کو حکم دے دیا کہ ہمیں باندھ کر لٹکا دیں.... مجھے ان پر ترس آیا.... اور میں درخت پر چڑھ گیا.... رسی ڈھیلی کر کے انہیں زمین پر پہنچایا اور جب درخت سے اترا تو دونوں مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میرا گلا گھونٹنا شروع کر دیا....! بس اتنا ہی یاد ہے.... دوبارہ ہوش آیا تو خود میں الٹا لٹکا ہوا تھا....!"

"نہیں.... نہیں....!" لڑکی بولی.... "یہ بے چارہ رحم کے قابل ہے۔!"

"مجھ پر رحم کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا....!" عمران روہانسا ہو کر بولا۔

"چلے جاؤ.... نکلو یہاں سے ورنہ سچ مچ مار ڈالوں گا....!"

"اندھیرے میں اکیلے تو نہ جا سکوں گا....!" عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔!

"واقعی بہت ڈرپوک ہو....!" لڑکی ہنس پڑی۔

"اندھیرا نہ ہو تو بالکل نہیں ڈرتا....!"

"تم خواہ مخواہ اس کی طرف داری کر رہی ہو....!" النکھم نے لڑکی کو گھورا۔!

"صورت ہی سے یتیم معلوم ہوتا ہے....!" لڑکی بولی۔

"دوبارہ یتیم ہو چکا ہوں....!"

"دوبارہ کیسے....؟"

"یہ نہ بتاؤں گا.... میرا ذاتی معاملہ ہے....!"

"میں کہتا ہوں تم خاموش کیوں نہیں رہتیں....!" النکھم نے پھر لڑکی کو ڈانٹا....!

"اسے پال لو ڈاکٹر... جی بہلے گا...!" لڑکی اس کے لہجے کی پرواہ نہ کر کے اٹھلائی۔

"اوہ... میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ یہ ایک اچھی پڑوسن کا مہمان ہے۔" النکھم چونک کر

"اگر تم چاہو تو رات یہاں گذار سکتے ہو... میں مسز گوہن کو فون کر دوں گا...!"

"بہت بہت شکریہ...!" عمران کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو چھلک آئے۔

لڑکی اس سے متاثر معلوم ہوتی تھی...! اس نے کہا۔ "رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ

"بہت بہت شکریہ...!"

اس کے بعد عمران نے چپ سادھ لی... النکھم وہاں سے چلا گیا تھا... لڑکی سامنے صوفے پر نیم دراز عمران کو ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھے جا رہی تھی... اتنے میں ہپی مرا داخل ہوا...!

"تم کہاں تھے...!" لڑکی نے اس سے پوچھا۔!

"سکون کی تلاش میں دور تک نکل گیا تھا...!"

"واپسی ہوئی یا نہیں...!" لڑکی نے ہنس کر سوال کیا۔!

"اب واپسی ناممکن ہے...!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور عمران کے قریب بیٹھ گیا

لڑکی اسے بتانے لگی کہ کس طرح دونوں قیدی فرار ہو گئے...!

"ڈاکٹر نے غلطی کی... انہیں پولیس کے حوالے کر دینا تھا...!" ہپی نے کہا۔

لڑکی کچھ نہ بولی!... وہ پھر پہلے ہی کے سے انداز میں عمران کو دیکھنے لگی تھی...! بوکھلا کر کبھی چھت کی طرف دیکھتا اور کبھی ہپی مراد کو دیکھنے لگتا...!

"اسے اس طرح نہ دیکھو...!" ہپی نے لڑکی سے کہا۔ "یہ کبوتر کی طرح معصوم ہے۔!

"جنگلی بکروں کی طرح حلق نہ پھاڑو...!" لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر دو کمرے میں چلی گئی۔

ہپی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ملازم نے آکر کھانے کے کمرے میں چلنے کو کہا۔

کھانے کے بعد ڈاکٹر النکھم نے پائپ سلگایا اور عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"تم تمباکو کیوں نہیں پیتے...!"

"والدین نے سکھایا ہی نہیں... میں بہت نالائق آدمی ہوں تم مجھ میں ایسی بہ

خامیاں پاؤ گے۔!"

"کبھی آدمیوں میں نہیں رہے...!" لڑکی بول پڑی۔

"آج تک کوئی ملا ہی نہیں...!"

"تم ٹھیک کہتے ہو گے... مجھے بھی آج تک کوئی نہیں ملا...!" ہپی مراد بولا۔

"اپنے جیسے ریچھ تو ملے ہی ہوں گے...!" لڑکی نے ہنس کر کہا۔!

"النکھم دروازے کے قریب کھڑا تھا... اچانک اس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ اچھل کر دور جا گرا... عمران نے دروازے میں ایک بڑا سا نیلے رنگ کا ہاتھ دیکھا تھا...!

وہ دروازے کی طرف جھپٹا... ہپی مراد ڈاکٹر النکھم کی جانب دوڑ پڑا تھا۔ لڑکی کھڑی چیخیں مار رہی تھی۔!

"زندہ ہے... زندہ ہے...!" دفعتاً ہپی مراد چیخا۔!

لڑکی اس کی طرف متوجہ ہو گئی... ڈاکٹر فرش پر چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔! اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھورے جا رہا تھا۔!

"ڈاکٹر... ڈاکٹر...!" لڑکی نے اس پر جھکتے ہوئے آوازیں دیں۔!

ڈاکٹر نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔!

ہپی مراد اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔!

"ارے وہ کہاں گیا...!" لڑکی یک بیک چونک کر بولی۔!

"اس نے کچھ دیکھا تھا اسی کے پیچھے بھاگتا چلا گیا ہوگا...!" ہپی نے کہا۔

"کیا دیکھا تھا...؟"

"نیلا ہاتھ... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا...!"

"نہیں...!" لڑکی دوبارہ خوف زدہ نظر آنے لگی۔!

"ہاں وہی ہاتھ تھا... میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔!"

النکھم اٹھ بیٹھا تھا... اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر میں نے اسے دیکھ نہ لیا ہوتا تو میرا بھی وہی حشر ہوتا...!"

وہ مزید کچھ کہنے والا تھا کہ باہر سے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی اور وہ استفہامیہ انداز میں

لڑکی کی طرف دیکھنے لگا.... اس کے بعد شاید پھر انجن اسٹارٹ ہوا تھا اور ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ گاڑی سیدھی اسی کمرے میں گھسی چلی آرہی ہو....! ڈاکٹر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

اتنے میں دو ملازم عمران کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے آٹو موبائیل انجن کی سی آ دراصل عمران کے حلق سے نکل رہی تھی.... پھر جیسے ہی ملازم رکے بریکوں کی سی چرچراہ بھی اس کے حلق سے نکلی۔!

"کیا ہے....!" ڈاکٹر انہیں گھورتا ہوا غرایا۔

"یہ جھاڑیوں میں گھسے ہوئے موٹر کی طرح گھرگھرا رہے تھے۔!" ایک نوکر بولا۔

اس اطلاع کے بعد عمران نے پھر وہی حرکت شروع کر دی.... کبھی انجن کی آواز نکالتا کبھی ہارن کی.... اس کے باوجود چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔!

"شاید خوف کی وجہ سے اس کا دماغ الٹ گیا ہے....!" ہپی مراد نے ڈاکٹر سے کہا اور عم کو ملازموں کی گرفت سے رہائی دلا کر ایک طرف بٹھا دیا۔!

وہ اسے پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہے تھے.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ڈاکٹر اپن بھول گیا ہو۔!

"اسے چپ کراؤ.... ورنہ میں بھی پاگل ہو جاؤں گا....!" ڈاکٹر نے خوف زدہ سے لہجے ہپی مراد سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت تیسرے ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کسی خاتون کی آمد کی اطلاع دی

"اسے سٹنگ روم میں بٹھاؤ....!" لڑکی بولی.... لیکن قبل اس کے کہ ملازم واپسی کے مڑتا روشی اندر گھس آئی، عمران بدستور آٹو موبائیل انجن بنا ہوا تھا۔!

"یہ.... یہ.... کیا ہے....؟" روشی نے ان سبھوں کو گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلو تھا کہ یہاں میرے دوست کے ساتھ کوئی بُرا برتاؤ ہوا ہے۔!"

"خدا کے لئے اسے یہاں سے لے جاؤ...!" ڈاکٹر عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بھرائی آواز میں بولا۔ "ورنہ ہم سب پاگل ہو جائیں گے۔!"

"یہ کیا ہو رہا ہے.... خاموش رہو....!" روشی نے آگے بڑھ کر عمران کو جھنجھو ہوئے کہا۔!

"گھر.... گھر.... گھرپ.... ہپ....!" عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے لیکن بُری طرح کانپے جا رہا تھا۔

"ڈاکٹر....!" روشی النگھم کی طرف مڑ کر بولی.... "تم نے اچھا نہیں کیا۔!"

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا.... میں خود مرتے مرتے بچا ہوں۔!"

"پوری بات کیوں نہیں بتاتے۔!"

"مجھ پر بھی اس نیلے ہاتھ نے حملہ کیا تھا.... یہ ڈر کر بھاگا.... پھر میرے ملازموں نے اسے جھاڑیوں سے نکالا جہاں چھپا ہوا یہ ایسی ہی آوازیں نکال رہا تھا۔!"

"نیلا ہاتھ....!" روشی کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔

"ہاں نیلا ہاتھ....!" ہپی مراد بولا۔ "تم براہِ کرم اپنے ساتھی کو یہاں سے لے جاؤ.... ہم سب بہت پریشان ہیں۔!"

"نیلا ہاتھ تو ہم سب کی پریشانی ہے۔!" روشی نے خوف زدہ سی آواز میں کہا۔

"اس کی بات پر یقین نہ کرو....!" عمران النگھم کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ مر چکا ہے میں نے اسے مرتے دیکھا تھا۔!"

"اگر میں نے بے تحاشہ الٹی چھلانگ نہ لگائی ہوتی تو یقیناً اس وقت میرا جسم بے روح ہوتا۔!"

"مم.... مجھے لے چلو یہاں سے....!" عمران روشی کی طرف دیکھ کر گھگھیایا۔

"چلو اٹھو....!"

"اندھیرے میں پیدل نہیں جاؤں گا۔!"

"گاڑی لائی ہوں....!"

وہ دونوں تنہا باہر نکلے تھے کوئی انہیں رخصت کرنے کے لئے گاڑی تک نہیں آیا تھا۔!

واپسی پر روشی نے پوچھا.... "کیا تم کسی درخت سے الٹے لٹکا دیئے گئے تھے۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا....؟"

"مسز گوہن کے ایک ملازم نے بتایا تھا اسی لئے تو دوڑی چلی آئی تھی۔!"

"آہ.... تم مجھے الٹا لٹکا دیکھنا چاہتی تھیں.... اس لڑکی کے لئے میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔!"

"کس لڑکی کے لئے....؟"

"النکھم کی سیکریٹری....!"

"دماغ تو نہیں چل گیا....؟"

"آج رات اسے پار کرلائیں تو کیسی رہے....!"

"بکواس مت کرو.... نیلے ہاتھ کا کیا قصہ ہے....؟"

"النکھم سنا چکا ہے....اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا....ہاں تو وہ لڑکی....!"

"شٹ اپ.... میں تمہیں یہاں مسز گوہن کے لئے لائی ہوں۔!"

"ان سے کہو پہلے آئینے میں اپنی شکل دیکھیں....النکھم کی سیکریٹری سے زیادہ حسین ہیں۔!"

"اچھا اب کچھ نہ کہوں گی....!" روشی جھنجھلا گئی۔!

"مسز گوہن کے چہرے کی کھال ڈھیلی ہو چکی ہے۔!"

"میں تمہارے جبڑے ڈھیلے کردوں گی ورنہ خاموش رہو۔!"

"اچھی بات ہے النکھم اور رچرڈسن کے کسی مشترکہ دشمن کا نام بتاؤ۔!"

"مسز گوہن ہی اس پر بھی روشنی ڈال سکے گی۔!"

"آہا.... ہمارے پیچھے بھی کوئی گاڑی ہے.... لیکن تم اسی رفتار سے چلتی رہو۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم کسی خاص نتیجے پر پہنچ گئے ہو۔!"

"اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نیلی مسز گوہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔!"

"شٹ اپ....!"

مسز گوہن کے فارم میں پہنچ کر روشی نے گاڑی روکی اور انجن بند کردیا پھر وہ گاڑی ہی رہے تھے کہ دوسری گاڑی بھی وہیں آرکی۔!

"میں غلط فہمی رفع کرنے آئی ہوں....!" دوسری گاڑی سے النکھم کی سیکریٹری کی آواز آئی۔ اور پھر گاڑی سے اتر کر ان کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"ہم نے تمہارے ساتھی سے کوئی بُرا برتاؤ نہیں کیا۔" اس نے روشی کو مخاطب کر اور الٹے لٹکنے کی وہی داستان دہرا دی جو عمران سے سنی تھی۔!

"اچھا.... تو یہ خود تمہاری حماقت تھی....!" روشی نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مجھے ہی لٹکا کر بھاگ نکلیں گے۔!"

"اور پھر ہم سب نے دیکھا کہ اس منحوس ہاتھ نے ڈاکٹر کا خاتمہ کردینے کی بھی کوشش کی....!" لڑکی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "ایسی صورت میں یہی تو سوچا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کا اس ہاتھ سے ضرور کوئی تعلق تھا۔!"

"ڈاڑھی والے کا رہا ہوگا.... دوسرا تو کافی خوبصورت تھا...!" عمران نے اپنی رائے ظاہر کی۔!

"تم واقعی بالکل احمق ہو....!" لڑکی جھنجھلا گئی۔

"خاموش رہو....!" روشی نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔!

"اور ہاں.... میں مسز گوہن سے بھی ملنا چاہتی ہوں....!" لڑکی بولی۔

وہ سٹنگ روم میں آئے.... مسز گوہن شاید روشی کی واپسی کی منتظر تھی انہیں دیکھتے ہی صوفے سے اٹھ گئی۔

فطری بات تھی کہ روشی سب سے پہلے ڈاکٹر النکھم پر حملے ہی کا ذکر کرتی۔!

مسز گوہن بہت زیادہ پریشان نظر آنے لگی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن مناسب الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

روشی خاموش ہوئی تو النکھم کی سیکریٹری نے کہا۔!"مسز گوہن ڈاکٹر نے کہا ہے.... اب میری زندگی کا کوئی اعتبار نہیں.... پتہ نہیں کون ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے.... لہٰذا آپ کی امانت واپس کررہا ہوں۔!"

خاموش ہو کر اس نے اپنے پرس سے ایک منقش چوبی ڈبہ نکالا تھا اور مسز گوہن کی طرف بڑھا دیا گیا۔

"اوہو.... اچھا....!" مسز گوہن چونک کر ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولی۔ "میں تو بھول ہی گئی تھی....!" اس نے ڈبہ لے کر میز پر رکھ دیا۔!

"اچھا اب میں جارہی ہوں....!" نیلی نے کہا اور دروازے کی طرف مڑنے لگی۔

"اکیلے ہی....!" عمران بوکھلا کر بولا۔ "اندھیرے میں....!"

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔!

"مجھے اس لڑکی پر ترس آ رہا ہے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی....!

"کیوں....؟" روشی نے اُسے گھور کر پوچھا۔

"کچھ دیر بعد یہ بیچاری ڈاکٹر کی لاش کے پاس تنہا ہوگی۔!"

"خاموش رہو....!" مسز گوہن خوف زدہ لہجے میں چیخی۔!

"اس ڈبے میں کیا ہے....!" روشی نے کچھ دیر بعد مسز گوہن سے پوچھا۔!

"گلوبند....!"

"مگر تم زیورات تو استعمال نہیں کرتیں۔!"

"نہیں کرتی لیکن.... یہ بہت مناسب وقت پر میرے پاس پہنچا ہے۔!" مسز گوہن نے ڈبہ اٹھا کر روشی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔!

ڈبے میں قدیم مشرقی طرز کا ایک طلائی گلوبند تھا....! عمران بھی دور بیٹھا اسے کنکھیوں سے دیکھتا رہا۔

"دس سال پہلے کی بات ہے....!" مسز گوہن ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "ایک جوگی گوہن کو تحفتہً دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ گلوبند جادوئی اثرات رکھتا ہے.... اگر کسی عورت پر مصیبتو نزول ہو رہا ہو تو وہ اس گلوبند کو پہن لینے کے بعد ان سے محفوظ رہ سکتی ہے۔!"

"ارے مجھے پہنا دو..!" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ڈر کے مارے میرا دم نکلا جا رہا۔"

"اس سے کہو خاموش رہے....!" مسز گوہن جھلا گئی اور عمران نے دونوں ہاتھوں سے منہ دبا لیا۔

"پہلے بھی اسے کبھی آزمایا ہے....!" روشی نے پوچھا۔

"نہیں.... میرے لئے تو یہ نوادر میں سے تھا.... نوادر اکٹھا کرنے کا شوق بھی ہوں.... لیکن اب سوچتی ہوں کہ مجھے اسے استعمال کرنا چاہئے۔!"

"ایک منٹ....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ ڈاکٹر النگھم کے پاس کیسے پہنچا تھا۔!"

"میں کہتی ہوں تم دخل اندازی مت کرو....!" مسز گوہن بھڑک اٹھی۔

"یہ کام کی بات پوچھی ہے اس نے....!" روشی نے کہا۔ "میں بھی یہی سوال کرتی۔!"

مسز گوہن کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔ "ایک ماہ پہلے کی بات ہے.... النگھم اس کی نقل

کرانے کے لئے مجھ سے عاریتاً لے گیا تھا....!"

"کیا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ جادوئی اثرات کا حامل ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... جوگی کی کہی ہوئی بات میں سب کو بتاتی ہوں....!"

عمران نے ہونٹ بھینچ کر روشی کی طرف دیکھا....!

"تو بہر حال اب تم اتنی پریشان ہو کہ اس کی جادوئی حیثیت کو آزماؤ گی....!" روشی نے کہا۔

"کیا یہ فطری امر نہ ہوگا.. ایسے حالات میں آدمی موہوم سہاروں کی طرف بھی لپکتا ہے۔!"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیوں پریشان ہو....!"

مسز گوہن پھر جھنجھلا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ روشی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب یہ ڈھنگ کے سوالات کر رہا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ تمہاری پریشانیاں رفع ہو جائیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"بس یہی سمجھ لو کہ یہ بھی مجھے کسی جادوگر سے تحفتہً ملا تھا....!"

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" مسز گوہن مغموم لہجے میں بولی....!

"میں تمہیں دشواریوں سے نکالنا چاہتی ہوں اسی لئے اس کو ساتھ لائی تھی۔!"

مسز گوہن کے چہرے پر کشمکش کے آثار تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ زبان کھولتے ہوئے ہچکچا رہی ہو....!

"یقین کرو.... ہم تمہارے لئے اپنی زندگیاں تک داؤ پر لگا دیں گے....!" روشی نے کہا۔

عمران نے گلوبند روشی کے ہاتھ سے لے لیا تھا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر ہانپتے ہوئے کہا "پولیس....!" اس سے پہلے انہوں نے کسی گاڑی کی آواز سنی تھی.... ملازم عمران کی طرف متوجہ تھا۔!

"شاید وہ مجھے پوچھ رہے ہوں گے....!" عمران نے گلوبند کو پتلون کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں....!" ملازم نے جواب دیا.... مسز گوہن بہت زیادہ بدحواس نظر آنے لگی تھی۔

ملازم نے اس بار مسز گوہن کو مخاطب کر کے کہا۔ "پولیس آفیسر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... اسے اندر لے آؤ....!"

عمران جانتا تھا کہ فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا.... رچرڈسن کی موت کے سلسلے میں ظفر اور جیمسن کے نام بھی اس تک پہنچے ہوں گے اور وہ پہلے النگھم کے پاس گیا ہوگا.... اس کے بعد ادھر کا رخ کرنا لازمی ٹھہرا....!

"مم.... میں ذرا باتھ روم....!" عمران نے روشی کی طرف دیکھ کر کہا اور کمرے سے نکل گیا..! ملازم باہر جا چکا تھا... روشی نے ذرا ہی دیر بعد کیپٹن فیاض کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور حیرت ظاہر کرنے کی بجائے زبردستی اپنے لہجے میں چہکار پیدا کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

"ہیلو کیپٹن.... ہاؤڈو یوڈو....!"

"ہوں تو آپ بھی ہیں....!" فیاض نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا!

روشی نے مسز گوہن سے اس کا تعارف کرایا!

"میں ڈاکٹر النگھم کے پاس سے آرہا ہوں....!" فیاض بولا۔

"مم.... مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس پر بھی اسی پراسرار ہاتھ نے حملہ کیا تھا....!" مسز گوہن کی آواز کانپ رہی تھی۔!

"مجھے صرف ان دو آدمیوں سے سروکار ہے جنہیں ڈاکٹر النگھم نے درخت سے الٹا لٹکا رکھا تھا۔!" فیاض روشی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ڈاکٹر النگھم نے جسے الٹا لٹکا رکھا تھا وہ یہیں ہے۔!" روشی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"میں جیمسن اور ظفر الملک کی بات کر رہا ہوں....!"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"کیا یہ دونوں آپ کے پرانے شناسا ہیں مسز گوہن....!" فیاض اس کی طرف مڑا۔

"میرے لئے دونوں نام نئے ہیں۔!"

"میں مس روشی اور مسٹر علی عمران کی بات کر رہا ہوں۔!"

"روشی سے پرانے تعلقات ہیں مسٹر علی عمران پہلی بار یہاں آئے ہیں۔!"

اتنے میں عمران ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔ وہ لباس تبدیل کر چکا تھا.... اور ایک شریف آدمی کی طرح فلٹ ہیٹ بھی سر پر جما رکھی تھی۔ اندر پہنچ کر فلٹ ہیٹ اتارتا ہوا کسی قدر

ہوا.... اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر اس اسٹینڈ کی طرف بڑھا جس پر ٹوپیاں لٹکائی جاتی تھیں.... فلٹ ہیٹ بڑے سلیقے سے لٹکا کر فیاض کی طرف مڑا۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو....!" فیاض غرایا۔

"جس راستے پر تم نے ڈالا ہے آنکھ بند کر کے دوڑا جا رہا ہوں....!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ پھر بتاؤں گا.... فی الحال تم یہاں اپنی آمد کا مقصد بتاؤ۔!"

"ظفر الملک اور جیمسن....!"

"وہ دونوں مجھے الٹا لٹکا کر فرار ہو گئے....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"سوال یہ ہے کہ رچرڈسن کے گھر ان کی موجودگی کا کیا مقصد تھا....!"

"وہ دونوں وہاں ہپی مراد کی تلاش میں گئے تھے۔!"

"کیوں....؟"

"میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کریں جس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے ملتی جلتی ہو اور اگر تم ڈاکٹر النگھم کے گھر سے آرہے ہو تو تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ہپی مراد بالکل تمہاری ہی طرح بولتا ہے۔!"

"میں نے دھیان نہیں دیا....!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ڈاکٹر النگھم ان دونوں کو اپنے ساتھ یہاں کیوں لایا تھا.... اس نے انہیں پولیس کے حوالے کیوں نہیں کر دیا تھا۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

"تو پھر یہاں کیوں آئے ہو....!"

"نیلے ہاتھ کی کہانی سننے اور ان دونوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے۔!"

"نیلا ہاتھ ڈاکٹر النگھم کی طرف جھپٹا تھا اور وہ دونوں نالائق مجھے درخت سے الٹا لٹکا کر میری گاڑی لے بھاگے۔!"

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" مسز گوہن نے خوف زدہ لہجے میں دخل اندازی کی....!

"میں رچرڈسن کی موت سے متعلق تفتیش کر رہا ہوں.... مجھے معلوم ہوا ہے، رچرڈسن اور

متوفی فوجی اتاشی دونوں ہی آپ کے دوست تھے اور یہاں آتے رہتے تھے۔!"

"جی ہاں.... وہ میرے دوست تھے۔!"

"رینا ولیمز کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں۔!"

"بس یہی کہ وہ کرنل کی سیکریٹری تھی....!"

"آخری بار آپ سے کب ملی تھیں....!"

"کوئی پندرہ دن پہلے دونوں ساتھ ہی یہاں آئے تھے اس کے بعد کسی سے بھی میری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔!"

"ہوں.... اب تم میرے ساتھ آؤ....!" فیاض نے عمران سے کہا۔!

"برآمدے سے آگے نہ جاسکوں گا۔!"

"کیوں....؟"

"میں یہاں چھٹیاں گذار رہا ہوں کیونکہ سلیمان کے مطالبات پورے کرنے کے قابل نہیں رہا.... آج آٹا ختم کل گھی ختم اور پرسوں مونگ کی دال....!"

"میں تم سے صرف اس ہاتھ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں.... تم اس وقت النگھم کے پاس ہی موجود تھے جب اس پر حملہ ہوا تھا....!"

"اب کیسی طبیعت ہے اس کی....؟"

"بُری طرح نروس ہے....!"

"میں نے دیکھا تھا.... وہ صرف ایک ہاتھ تھا.... جو النگھم پر حملہ کرنے کے بعد فضا میں تیرتا ہوا باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں گم ہو گیا تھا۔!"

"صرف ہاتھ....؟"

"صرف ہاتھ کیپٹن فیاض.... کہنی تک لمبا ہاتھ.... کوٹ کی آستین نما غلاف میں....!"

"کس سمت گیا تھا....؟"

"برآمدے سے آگے میں اسے دیکھ ہی نہیں سکا تھا....!"

"کیا تم سچ مچ اتنے خائف تھے کہ تمہارا دماغ الٹ گیا تھا۔!"

"بہت ہی ذاتی قسم کا سوال ہے اس کا جواب تمہاری رپورٹ میں درج کرانے سے

مستقبل تباہ ہو سکتا ہے۔!"

اچانک انہوں نے مسز گوہن کی چیخ سنی اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہاتھ اس اسٹینڈ کی طرف اٹھا ہوا تھا جس پر عمران نے فلٹ ہیٹ لٹکائی تھی وہ ادھر پلٹے نیلا ہاتھ عمران کی فلٹ ہیٹ اپنے پنجے میں جکڑے ہوئے کھڑکی سے باہر جا رہا تھا۔!

"چلو....!" عمران فیاض کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔ وہ باہر پہنچے تھے لیکن وہ ہاتھ کہیں نہ دکھائی دیا۔!

"جتنی جلد ممکن ہو النگھم تک پہنچو....!" عمران فیاض کو جھنجھوڑ کر بولا۔

اب ان کی گاڑی تیز رفتاری سے النگھم کے فارم کی طرف جا رہی تھی....! عمارت کے پاس پہنچ کر جیسے ہی فیاض نے بریک لگائے عمران سیٹ سے کود کر برآمدے کی طرف جھپٹا.... فیاض اور اس کے دونوں ماتحت بھی بالکل اسی کے سے انداز میں عمارت کی جانب بڑھے تھے۔!

"ڈاکٹر.... ڈاکٹر....!" عمران آوازیں دیتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔

"کیا ہے....؟ تم پھر دکھائی دیئے....!" ڈاکٹر سامنے آکر دھاڑا۔!

اتنے میں فیاض اور اس کے ماتحت بھی وہاں پہنچ گئے۔!

"مم.... مسز.... گوہن....!"

"کیا ہوا مسز گوہن کو....؟"

"نن.... نیلا ہاتھ....!"

"نہیں....!" ڈاکٹر بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخا.... پھر آگے بڑھ کر عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "مجھے کوئی بُری خبر نہ سنانا....!"

"نن.... نیلا.... ہاتھ....!"

"میرے خدا....!" ڈاکٹر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کرسی پر گر گیا۔

فیاض متحیرانہ نظروں سے دونوں کو دیکھے جا رہا تھا۔ اچانک عمران نے زوردار قہقہہ لگایا اور ڈاکٹر اچھل پڑا۔ پھر مٹھی بھینچ کر عمران کی طرف بڑھتا ہوا غرایا۔! "چلے جاؤ یہاں سے پاگل آدمی ورنہ ٹھوکریں مار مار کر ختم کر دوں گا۔!"

"پوری بات تو سن لو.... نیلا ہاتھ میری فلٹ ہیٹ لے گیا مسز گوہن بالکل بخیریت ہے۔!"

"یہ کیا بکواس کر رہا ہے....!" ڈاکٹر فیاض کی طرف دیکھ کر دھاڑا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے....!" فیاض نے سرد لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں....؟"

"میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں ڈاکٹر کہ جس طرح وہ تمہارا پائپ لے گیا تھا اسی طرح ہری فلٹ ہیٹ بھی لے گیا....!"

"پ... پائپ کیا بکواس ہے....!"

"میں نے دیکھا تھا ڈاکٹر.... وہ تمہارے منہ سے پائپ ہی نکال لے گیا تھا....!"

اتنے میں ہپی مراد بول پڑا۔ "ہاں... ہاں... میرا خیال ہے کہ میں نے بھی یہی دیکھا تھا۔!"

"تم چپ رہو....!" ڈاکٹر اس پر الٹ پڑا۔

"نہیں اسے بولنے دو....!" عمران سرد لہجے میں بولا۔

"تم سب چلے جاؤ یہاں سے.... مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔!"

"تمہارا پائپ گیا جہنم میں....!" عمران جھلاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔! "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسز گوہن کو کیسے منہ دکھاؤں گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم نے اسے جو گلوبند بھجوایا تھا میں نے اپنی فلٹ ہیٹ کے چرمی استر میں رکھ دیا تھا۔!"

دفعتاً.... پشت سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔!"

وہ چونک کر مڑے.... ڈاکٹر کی سیکریٹری کورنیلیا ٹامی گن سنبھالے کھڑی تھی.... ڈاکٹر کے علاوہ سب کے ہاتھ اٹھ گئے اور ڈاکٹر نے غصیلی آواز میں لڑکی سے کہا "اتنی جلد بازی کی کیا ضرورت تھی۔!"

"کھیل ختم ہو چکا ہے!" لڑکی بولی۔ "یہ بزدل چھپا سورما نکلا.... اب انہیں ختم ہی کر دینا بہتر ہوگا۔!"

"نہیں.... بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ ان کا علاج کر کے انہیں واپس کر دیا جائے ورنہ یہاں سے بھاگنا پڑے گا....!" ڈاکٹر نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے.... میں تو نہیں سمجھ سکتا....!" ہپی مراد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اس نے ابھی تک ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔

"تم بھی اپنے ہاتھ اٹھاؤ.... سب کا علاج ہوگا....!" ڈاکٹر نے ہنس کر کہا۔

اچانک پھر ایک نسوانی آواز آئی.... ٹامی گن زمین پر ڈال دو.... ورنہ ریوالور کی گولی تمہارے دل میں سوراخ کر دے گی....! کورنیلیا کے پیچھے روشی کھڑی نظر آئی تھی.... اس کے ہاتھ سے ٹامی گن چھوٹ پڑی لیکن دوسرے ہی لمحے میں ڈاکٹر النکھم نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے چھلانگ لگائی۔

عمران نے بھی دیر نہیں لگائی تھی.... مگر وہ بھی اس پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔ کیونکہ دونوں کے سر آپس میں ٹکرا کر رہ گئے تھے.... ادھر روشی نے کورنیلیا کے بال مٹھی میں جکڑ کر جھٹکا جو دیا تو وہ دور جا گری۔

فیاض اور اس کے ماتحت ڈاکٹر النکھم پر ٹوٹ پڑے تھے.... لیکن ٹھیک اسی وقت جب ٹامی گن عمران کے ہاتھ میں آئی.... ڈاکٹر ان تینوں کو جھٹک کر دوسرے کمرے میں جا گھسا.... دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند ہوا تھا.... اور بولٹ سرکنے کی بھی آواز آئی تھی.... عمران نے بند دروازے پر ٹامی گن سے فائرنگ شروع کر دی.... دوسری طرف روشی نے کورنیلیا کو قابو میں کر کے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی تھی۔

دروازے میں سوراخ ہوتے رہے.... ادھر سے اس کمرے میں پہنچنے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں تھا....! فیاض نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ باہر نکل کر عمارت سے نکاسی کے راستوں کی نگرانی کریں۔!

"تم اسے نہیں پا سکو گے..!" دفعتاً کورنیلیا چیخی "وہ ذرا سی دیر میں تم سب کو فنا کر دے گا۔!"

روشی اُسے بُری طرح رگڑے ڈال رہی تھی.... عمران نے اس سے کہا "اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو....!"

"تمہاری مدد کے بغیر یہ ناممکن ہے....!" روشی نے جواب دیا۔

"فیاض.... دیکھو....!" کہتا ہوا.... عمران باہر نکل گیا۔!

فیاض کی مدد سے روشی نے کورنیلیا کے ہاتھ رومال سے باندھ دیئے۔!

وہ چیخے جا رہی تھی "اگر مجھے کوئی گزند پہنچا تو ڈاکٹر پورے شہر کو اڑا دے گا۔ تم اب اسے نہیں

پاسکتے....!" پھر وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی تھی۔

فیاض نے روشی سے کہا۔ "تم اسے مسز گوہن کے گھر لے جاؤ.... !ہم ابھی آرہے ہیں۔!"

"میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی کیپٹن.... بہتر ہوگا کہ اسے فی الحال اپنی گاڑی میں ڈالئے اور میں یہیں ٹھہر کر اس کی نگرانی کرتی رہوں گی۔ ویسے میرے پاس ریوالور نہیں ہے وہ فاؤنٹین پن تھا....!"

"آخر اسی مخبوط الحواس کی تربیت کردہ ہو.... اچھی بات ہے اسے گاڑی تک لے چلو....!"

روشی اسے دھکیلتی ہوئی باہر لائی لیکن ابھی گاڑی کا دروازہ بھی نہیں کھول پائی تھی کہ کسی طرف سے اچانک فائر ہوا۔ گولی فیاض کی گاڑی پر پڑی تھی۔

"لیٹو.... لیٹ جاؤ....!" فیاض دونوں کو زمین پر گراتا ہوا بولا اور خود بھی ان کے قریب ہی گر گیا۔!

روشی نے لڑکی کا منہ دبا رکھا تھا.... اور وہ بُری طرح مچل رہی تھی۔ فائر پھر ہوا۔ اس بار بھی گولی گاڑی ہی پر لگی تھی پھر ٹامی گن گڑگڑائی.... شاید عمران نے فائروں کے رخ کا اندازہ کر کے کسی طرف فائروں کی بوچھاڑ کی تھی اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

"چپ چاپ پڑی رہنا....!" فیاض نے سرگوشی کی۔

یہ تینوں گہرے اندھیرے میں تھے۔ روشی نے عمارت سے نکلتے وقت برآمدے کی لائٹ آف کردی تھی ورنہ اس جگہ قطعی محفوظ نہ ہوتے۔

ہی مراد برآمدے میں کھڑا چیخ رہا تھا۔ "ارے سب کہاں گئے۔!" اور پھر شاید ڈاکٹر النکھم کے ملازموں نے بھی چیخنا شروع کردیا تھا۔

"بس اب نکل چلو....!" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔ پھر دونوں نے لڑکی کو کھینچ کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور روشی بولی۔ "بس تم جاؤ.... میں اسے یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو.... بیٹھ جاؤ.... میں ڈرائیو کروں گا.... کہیں یہ کوئی خطرناک حرکت نہ کر بیٹھے صرف ہاتھ ہی تو بندھے ہوئے ہیں.... میں نہیں چاہتا کہ النکھم کے خلاف شہادت بھی ضائع ہو جائے۔!"

"تم اس کے خلاف مجھ سے ایک لفظ بھی نہ کہلوا سکو گے....!" لڑکی چیخی۔

بالآخر روشی کو پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر دوبارہ اس کا منہ دبانا پڑا۔

کار اسٹارٹ ہو کر مسز گوہن کے فارم کی طرف مڑی۔ شاید ابھی چوتھائی راستہ بھی طے نہ کیا ہوگا کہ بائیں جانب والی جھاڑیوں کے سلسلے میں ایک فائر ہوا اور گاڑی کا پچھلا ٹائر دھماکے کے ساتھ برسٹ ہو گیا.... گاڑی روک دینی پڑی ساتھ ہی فیاض بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکالتا ہوا دوسری طرف اتر گیا۔ روشی بھی اتنی احمق نہ تھی کہ بیٹھی ہی رہ جاتی.... لڑکی نے یہ احوال دیکھے تو پھر چیخنے لگی لیکن اس کے بعد کوئی فائر نہ ہوا.... روشی اور فیاض گاڑی سے کچھ اور دور کھسک کر جھاڑیوں میں جا چھپے تھے.... تاروں کی چھاؤں میں گاڑی نظر آرہی تھی اس کے آس پاس کوئی موجود ہوتا تو وہ بھی دکھائی دے جاتا لیکن روشی سوچ رہی تھی کہ اگر کوئی مخالف سمت سے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا گاڑی تک پہنچے تو انہیں کانوں کان خبر نہ ہوگی.... اس نے آہستہ سے اپنا خیال فیاض پر بھی ظاہر کردیا لیکن فیاض بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔



فائر اور ٹائر پھٹنے کی آواز ہی نے عمران کو اس طرف متوجہ کردیا تھا.... اس نے اپنا رخ بدل دیا.... اس سے پہلے وہ گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز بھی سن چکا تھا.... پھر وہ ٹھیک اس وقت وہاں پہنچا جب ایک متحرک سایہ جھکا ہوا فیاض کی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران ٹامی گن کو صرف ایک ہاتھ سے سنبھالے ہوئے سینے کے بل رینگتا ہوا سائے کی طرف بڑھنے لگا۔

گاڑی سے سائے کا فاصلہ بمشکل ایک فٹ رہ گیا ہوگا کہ عمران نے اس کے سر پر ٹامی گن کے دستے سے وار کیا جو اندازے کی ذرا سی غلطی کی بنا پر خالی گیا.... سایہ الٹ کر اس سے لپٹ پڑا تھا۔ ٹامی گن عمران کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔

"النکھم تم بچ نہیں سکتے.... !جدوجہد فضول ہے۔!" عمران نے اس کی گرفت کا توڑ کرتے ہوئے کہا۔

"گھبرانا نہیں.... !میں موجود ہوں....!" دوسری طرف سے فیاض کی آواز آئی اور النکھم کا حملہ پہلے سے بھی شدید ہو گیا... یہ دونوں تو گتھے ہی ہوئے تھے۔ فیاض بھی النکھم سے چمٹ گیا۔

"تم ہٹ جاؤ فیاض....!" عمران بولا۔

"بیوقوفی کی باتیں نہ کرو....!" فیاض نے کہا!

حالانکہ حماقت فیاض ہی سے سرزد ہوئی تھی۔ لپٹ پڑنے کی بجائے۔ اسے ریوالور کی دھمکی سے الگ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ لیکن فتح کا سہرا اپنے سر باندھنے کے جوش میں اس نے عقل ہی رخصت کردی.... پھر وہی ہوا جیسا کہ ایسے حالات میں ہوتا ہے.... عمران کی گرفت کسی قدر ڈھیلی پڑی ہی تھی کہ وہ دونوں کی گرفت سے نکل گیا۔ روشی نے اسے گاڑی کے پیچھے والی جھاڑیوں میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ اس طرف جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلتا ہوا گنے کے کھیتوں سے جاملا تھا.... ذرا دیر تلاش جاری رہی پھر عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔ "جہنم میں جائے.... مجھے کیا میں تو صرف ظفرالملک کی صفائی پیش کرنا چاہتا تھا وہ کرچکا....!"

کچھ دیر بعد وہ سب روشی کی گاڑی میں مسز گوہن کی رہائش گاہ تک پہنچے تھے۔ فیاض کے دونوں ماتحت بھی ساتھ تھے.... ہپی مراد نجانے کدھر نکل بھاگا تھا۔ کورنیلیا کے ہاتھ اب بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے اس کا بازو پکڑ کر فیاض کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "اب اس سے خود ہی پوچھ لو کہ یہ ظفرالملک اور جیمسن کو کب سے جانتی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اسی کے لئے تم نے مجھے دھوکہ دیا تھا خود ہی شاہ آباد کے اسٹیشن انچارج کو فون پر ہدایت دی کہ دونوں کو چھوڑ دیا جائے اور پھر مکر گئے.... مقصد یہی تھا کہ ان دونوں کو کسی سازشی گروہ سے متعلق ثابت کرکے مجھے اس کیس میں پوری طرح دلچسپی لینے پر مجبور کردو۔!"

"لیکن یہ ریناولیبز تو نہیں ہے....!" فیاض بے ساختہ بولا۔

"دل کی آنکھوں سے دیکھو عزیز از جان کپتان....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"مت بکواس کرو....!"

"اسے لیبارٹری میں لے جاکر اس کے بال کیمیکلز سے دھلواؤ.... سیاہ خضاب اتر جائے گا اور آخروٹ کی رنگت کے سے بال نکل آئیں گے۔ پھر ناک کے نتھنوں پر چپکے ہوئے پلاسٹک کے ٹکڑوں پر بھی دھیان دینا.... میرا کام ختم.... ریناولیبز ہی کے لئے تو تم نے مجھے اس راہ پر ڈالا تھا۔!"

گفتگو اردو میں ہورہی تھی دفعتاً فیاض نے لڑکی سے پوچھا۔ "تم ریناولیبز ہو....؟"

"نہیں....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی اور عمران بے تحاشہ ہنس پڑا۔ پھر بولا "رچرڈسن کے یہاں ان دونوں کو دیکھ کر تم چکر میں پڑ گئی تھیں۔ اسی لئے انہیں پولیس کے حوالے کردینے کی

بجائے اپنے ساتھ یہاں لائی تھیں۔ کیا النگھم انہیں لٹکا کر یہی نہیں پوچھتا رہا تھا کہ کیا وہ تمہیں جانتے ہیں۔!"

"اوہ....!" وہ مٹھیاں بھینچ کر چیخی...."میں نہیں جانتی تھی کہ تم اتنے خبیث ہو.... ورنہ سب سے پہلے تمہارا ہی خاتمہ کردیا جاتا۔!"

"جس طرح کرنل کا خاتمہ کیا تھا.... کیوں! بس ایک ننھی سی زہریلی سوئی کافی ہوتی۔!"

"یہ سب کیا ہورہا ہے.... خدارا مجھے بتاؤ....!" مسز گوہن کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کہانی کا پہلا حصہ تو تم ہی سناؤ گی مسز گوہن....!"

"وہ.... وہ.... ہاتھ....!"

"وہ ہاتھ میرا فلٹ ہیٹ اس لئے لے گیا کہ میں نے اس کے استر میں تمہارا طلسمی گلوبند چھپا دیا تھا.... اگر وہ تمہارے گلے میں پڑا ہوتا تو تم اس وقت فرش پر پڑی ہوتیں وہ ہاتھ جتنی قوت سے چیزوں کو گرفت میں لیتا ہے گلا گھونٹنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔!"

"کیا کہہ رہے ہو....!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"وہ ریڈیائی لہروں کے ذریعہ اپنے ریسیور تک پہنچایا جاتا ہے اور ریسیور کو گرفت میں لے کر اس سمیت اپنے مستقر کو روانہ ہوجاتا ہے.... النگھم کے پائپ میں کوئی ننھا سا ریسیور موجود تھا۔ ویسا ہی ریسیور اس نے مسز گوہن کے گلوبند میں ٹانک کر واپس کیا تھا.... وہ اچھی طرح جانتا تھا اس پریشانی کے عالم میں مسز گوہن اسے فوری طور پر پہن لے گی۔!

عمران پل بھر کے لئے رک کر فیاض کو گلوبند کی طلسم بندی کی کہانی سنانے لگا پھر بولا "النگھم نے اس ہاتھ کو آدمیوں پر آزمانے سے پہلے مسز گوہن کے بندروں پر آزمایا تھا۔ تجربے کی کامیابی کا یقین ہوجانے کے بعد رچرڈسن کا نمبر آیا پھر چونکہ مسز گوہن خود النگھم کی طرف سے مشتبہ ہوگئی تھیں اس لئے اس نے انہیں ختم کردینے سے پہلے وہ ہاتھ خود پر بھی آزمایا اس طرح کہ وہ صرف اس کا پائپ لے جاسکے یہ ڈرامہ میری اور ہپی مراد کی موجودگی میں کھیلا گیا تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ ہپی مراد بے چارہ ان حالات سے بے خبر ہے اس کی آواز ضرور تمہاری ہی سی ہے، لیکن لہجہ بالکل مختلف رکھتا ہے۔ وہ خواہ مخواہ ہمارے شبہات کا شکار رہا۔

عمران کے خاموش ہوتے ہی فیاض مسز گوہن کی طرف مڑا۔

"آپ کو کس بات کا شبہ تھا اس پر....؟"

"مم.... میں مجبور ہوں.... اس سلسلے میں کچھ بھی نہ بتا سکوں گی۔!"

"تو گویا آپ ایک مجرم کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں۔!"

"یہ بات نہیں.... میں اپنی تنظیم کے سربراہ کی اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکال سکتی۔!"

"اوہو....!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ "تو لنکھم کسی دوسری تنظیم سے متعلق تھا۔!"

"یقیناً یہ تو اب ظاہر ہوا ہے ورنہ پہلے یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ ہم ہی میں سے ہے۔!"

"کرنل اور رچرڈسن آپ کی تنظیم سے متعلق تھے....؟"

"ہاں.... اس حد تک میں بتا سکتی ہوں کہ ریتا اور لنکھم کی چوری چھپے ملاقاتوں سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا۔ میں نے کرنل کو اس سے مطلع کیا تھا اور وہ ریتا پر کڑی نظر رکھنے لگا تھا۔ لنکھم نے یہی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ عورت اس کی کمزوری ہے لیکن وہ درپردہ کچھ اور تھا۔ ریتا ولیبز حقیقتاً لنکھم ہی کی تنظیم سے تعلق رکھتی تھی۔ اچانک ایک دن یہ ہماری تنظیم سے متعلق کچھ اہم کاغذات کرنل کی تحویل سے اڑا کر غائب ہوگئی.... کرنل پہلے تو خود اسے تلاش کرتا رہا پھر مقامی پولیس سے مدد کا طالب ہوا.... اس کے بعد کیا ہوا آپ جانتے ہی ہیں۔!"

"لیکن رچرڈسن اور آپ کیوں....؟"

"غالباً وہ یہاں کی تنظیم کے سارے ارکان کو اسی طرح ختم کردینا چاہتا تھا۔!"

"بہر حال دو تنظیموں کے جھگڑے کی بنا پر یہاں دو قتل ہوئے ہیں۔ اس لئے دونوں ہی ملزم گردانی جائیں گی۔!" فیاض بول پڑا۔

"یقین کیجئے....! میں محب وطن عیسائی عورت ہوں.... یہاں کی شہریت رکھتی ہوں! یہی میرا وطن ہے.... میری تنظیم ملکی مفاد کے خلاف کچھ نہیں کررہی۔!"

"لیکن.... یہ جھگڑا بھی غیر قانونی ہے۔!"

"کیپٹن فیاض....!" دفعتاً عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "ملزمہ ریتا یہاں موجود۔ تم اسے لے جاسکتے ہو۔!"

"مسز گوہن....!"

"نہیں.... مسز گوہن کو یہاں سے کوئی ہلا بھی نہیں سکتا.... اتنا یاد رکھو.... اگر میں تمہاری مدد نہ کرتا تو ریتا ولیبز تمہارے ہاتھ نہیں لگ سکتی تھی.... اسے لے جاؤ.... مسز گوہن کا ذکر تک تمہاری رپورٹ میں نہ آنا چاہئے۔ ریتا سے اس کی تنظیم کے بارے میں تم بہت کچھ معلوم کرسکو گے۔!" عمران نے کہتے کہتے اچانک ریتا پر چھلانگ لگائی ساتھ ہی ایک فائر بھی ہوا تھا.... گولی سامنے الماری کا شیشہ توڑ گئی۔

پھر وہ ریتا پر اچھل کر دروازے کی طرف لپکا اتنے میں پھر ایک فائر ہوا.... اور باہر سے ایک چیخ سنائی دی۔ فیاض بھی بوکھلا کر باہر نکل آیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر اس کا ایک ماتحت زخمی پڑا تھا اس کے دائیں بازو پر گولی لگی تھی اور دوسرا اسے اٹھانے کی کوشش کررہا تھا۔

"اس نے کھڑکی سے اندر فائر کیا تھا....!" دوسرا ماتحت اسے چھوڑ کر اٹھتا ہوا بولا "ہم پوری طرح چوکس تھے جناب اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ دوسرا فائر کرکے بھاگ گیا۔!"

فیاض بے بسی سے چاروں طرف اندھیرے میں گھورنے لگا۔ عمران کا کہیں پتہ نہ تھا.... روشی بھی باہر نکل آئی.... فیاض کا زخمی ماتحت اٹھ بیٹھا تھا!

"اس نے ریتا پر فائر کیا تھا....!" روشی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ پاگل کسی دن اپنی جان ضرور گنوائے گا۔!"

"چلو... اندر چلو..!" فیاض نے اپنے زخمی ماتحت کو سہارا دے کر آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔!

"ابھی تک وہ فورس نہیں پہنچی تھی جس کے لئے اس نے مسز گوہن کے یہاں سے ہیڈ کوارٹر کو فون کیا تھا.... ریتا فرش پر بیٹھی سسکیاں لے رہی تھی!

فیاض نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر ٹامی گن اٹھائی اور باہر نکل کر برآمدے کی لائٹ آف کردی.... اس کے بعد وہ برآمدے ہی میں ٹھہرا رہا تھا۔

"اس نے تمہیں مرنے سے بچالیا....!" روشی نے ریتا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا تم بتا سکو گی کہ ڈاکٹر لنکھم روپوشی کے لئے کہاں جائے گا۔!"

"میں نہیں جانتی.... جانتی ہوتی تب بھی نہ بتاتی۔ کیا تم ذرا دیر کے لئے میرے ہاتھ نہیں کھول سکتیں۔!"

"ہرگز نہیں.... میں تمہیں خودکشی نہیں کرنے دوں گی۔!"

"لیکن کوئی میری زبان بھی نہیں کھلوا سکے گا...!" ریناولیز نے طویل سانس لے کر کہا۔

مسز گوہن بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ اچانک چونک پڑی اور اٹھ کر فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔

"ہیلو...!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں مسز گوہن بول رہی ہوں۔! النگھم ہی کا بھیڑ ثابت ہوا.... سب کو مطلع کر دو کہ اب کوئی ٹائی کی گرہ پر اسٹار نہ لگائے ورنہ رچرڈسن ہی طرح موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ النگھم نکل بھاگا ہے.... پولیس اس کے پیچھے ہے بس تفصیل پھر بتائی جائے گی۔!"

ریسیور رکھ کر وہ پھر اپنی جگہ آ بیٹھی.... روشی نے کہا۔ "تمہیں پولیس کی موجودگی میں ا نہ کرنا چاہئے تھا۔ اب میں تفصیل معلوم کرنے پر مجبور ہوں۔!"

"کک.... کیوں.... تت تمہارا وہ پاگل دوست....!"

"پاگل نہ کہو.... یہاں کا بہت بڑا دماغ ہے۔!"

"بے شک.... بے شک.... اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔!"

"تفصیل مسز گوہن....!"

"یہ تجویز النگھم ہی کی تھی کہ ہماری تنظیم سے تعلق رکھنے والے سارے مرد اپنی ٹائی گرہ پر پیتل کے اسٹار لگایا کریں تاکہ آپس میں پہچانے جاسکیں اور وہ اسٹار بھی خود اسی نے فرا کئے تھے۔ خود بھی لگاتا تھا۔ تمہارے دوست نے اس ہاتھ کے ریسیورز کے بارے میں جو انکشاف کیا ہے اس کے مطابق وہ اسٹار ہی رچرڈسن کی موت کا باعث بنا ہوگا۔!"

"تنظیم کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گی....؟"

مسز گوہن نے اس سوال پر خاموشی اختیار کرلی۔!

ریناولیز اسے غصے اور نفرت سے گھورے جارہی تھی۔

اتنے میں عمران کی آواز سنائی دی "میں آرہا ہوں.... کہیں فائر نہ کر بیٹھنا کپتان صاحب۔

پھر وہ اندر آیا تھا.... کیپٹن فیاض ٹامی گن سنبھالے اس کے پیچھے تھا۔

"مسز گوہن....!" عمران نے بڑے شرمیلے انداز میں کہا۔ "کیا ہم کہیں الگ چل کر ذرا د گفتگو کر سکتے ہیں....؟"

"اب نہیں ہو سکتا....!" فیاض جھنجھلا کر بولا۔

"دیکھو.... تمہارا ماتحت زخمی ہے.... اس کے لئے فرسٹ ایڈ ضروری ہے۔!"

"نہیں....!"

"اچھا تو سنو.... کیپٹن فیاض.... میں بتاتا ہوں کہ مسز گوہن کٹر مذہبی عیسائیوں کی اس ظیم سے تعلق رکھتی ہے جو دنیا پر صیہونی غلبے کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے۔!"

"تت.... تم کیا جانو....!" مسز گوہن بوکھلا کر بولی۔!

"تمہارا اتنا ہی کہنا کافی تھا.... کہ تم ایک محب وطن عیسائی ہو۔! صیہونیت ساری دنیا پر اپنی ادستی چاہتی ہے.... اس کے خلاف کام کرنے والی کوئی بھی تنظیم ہماری دشمن نہیں ہو سکتی۔!"

"لیکن یہ کشت وخون....!"

"تم فی الحال صرف ریناولیز سے سروکار رکھو.... جب تک النگھم ہاتھ نہ آجائے تمہاری رٹ میں مسز گوہن کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی نہ ہونا چاہئے۔!"

"ہوں.... اچھا.... لیکن تم علیحدگی میں کیا باتیں کرنا چاہتے تھے۔!"

"اب کچھ بھی نہیں.... جو مسز گوہن سے سننا چاہتا تھا خود کہہ چکا ہوں.... تمہاری وہ س ابھی تک نہیں پہنچی۔!"

"پھر رنگ کرتا ہوں....!" فیاض کہتا ہوا فون کی طرف بڑھا ہی تھا.... کہ ہپی مراد اندر ں آیا۔ اس کے سارے کپڑے پھٹے ہوئے تھے.... اور جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔!

وہ سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے.... لیکن وہ صرف عمران کو گھورے جارہا تھا۔!

"تت.... تم آخر ہو کیا بلا....!" وہ بالآخر بولا۔

"اندرونی ہپی.... تم اب تک کہاں تھے....؟"

"جھاڑیوں میں چھپتا پھر رہا تھا.... اور باہر تاریکی میں جھینگر جھائیں جھائیں کئے جارہے ....!"

عمران سیریز نمبر 62

دست قضا

(دوسرا حصہ)

پیشرس

اس کتاب کا پیشرس لکھتے وقت کئی پڑھنے والوں کے خطوط میرے سامنے ہیں! ان کی خواہش ہے کہ میں حالات حاضرہ کے بارے میں کچھ لکھوں۔ میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں عرض کر سکتا کہ مایوسی کو پاس نہ پھٹکنے دیجئے۔ دنیا کی کئی قومیں اس وقت کڑے آزمائشی دور سے گذر رہی ہیں! ایسے حالات میں صرف ثابت قدمی اور قومی یک جہتی بر قرار رکھنے کی کوشش ہی ہمیں سرخرو کر سکتی ہے! دشمن ایک بار پھر ہماری صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرے گا لہٰذا ہوشیار رہئے، افواہوں پر کان نہ دھریئے۔ قومی تعمیر نو میں پوری پوری ایمان داری سے حصہ لیجئے اور اللہ سے دعا کرتے رہئے کہ وہ قوم کے معماروں کو فلاح کے راستے دکھاتا رہے!

ایک بار پھر گوش گذار کروں گا کہ دشمن کے ایجنٹوں کی پیشانیوں پر اُن کے آقا کی مہر نہیں ہوتی۔ وہ صرف گفتار اور کردار

ہی سے پہچانے جاسکتے ہیں مایوسی پھیلانے والوں پر کڑی نظر رکھئے!

اب ڈاکٹر النگھم کی کہانی کی دوسری کڑی ملاحظہ فرمائیے۔ پچھلے دنوں فریدی کے سلسلے میں ایک کہانی دو کتابوں میں مکمل ہوئی تھی اس لئے عمران پسندوں کو طرارہ آگیا۔ فرمائشات کے ڈھیر لگ گئے کہ عمران کی بھی ایک طویل داستان پیش کروں۔ اب میں اسے کیا کروں کہ اس کی طوالت مزید ایک کتاب کی خواہاں نظر آتی ہے۔ یہ پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ سستے کاغذ کے حصول میں آسانی پیدا ہوئے بغیر "خاص نمبر" پیش نہ کرسکوں گا۔ نہیں چاہتا کہ آپ کی جیب پر یکمشت مبلغ تین روپے کا بار پڑجائے۔ میرے پڑھنے والوں کا حلقہ بحمد اللہ بہت وسیع ہے۔ اس میں ایسے افراد بھی ہیں جو میری کسی کتاب پر مبلغ تیس روپے بھی صرف کرسکتے ہیں۔ لیکن مجھے بہر حال اس بڑی تعداد کا خیال رکھنا ہے جس کے لئے ایک روپیہ پچاس پیسے بھی خاصی اہمیت رکھتے ہیں۔

ابن صفی

ار جنوری ۱۹۷۲ء

ظفرالملک اور جیمسن بھی ڈاکٹر النگھم کی تلاش میں سرگرداں تھے۔! وجہ یہ تھی کہ کیپٹن فیاض عمران کو ڈھونڈھ نکالنے میں ناکام رہا تھا لہٰذا چڑھ دوڑا، ان دونوں پر۔ دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کا ہاتھ نہ بٹایا تو دونوں کو اس کیس میں نتھی کئے بغیر نہ رہے گا۔

مسز گوہن اور اس کے تیس ساتھی کھل کر سامنے آگئے تھے۔ نہ صرف سامنے آگئے تھے بلکہ حکومت کے ذمہ داروں سے اپنے تحفظ کی درخواست بھی کر بیٹھے تھے!

اب سوال یہ تھا کہ انہیں کس خانے میں فٹ کیا جائے۔ ہر چند کہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکا تھا۔ جس کی بنا پر انہیں ملک دشمن قرار دیا جاسکتا لیکن پھر بھی وہ اس کیس میں فریق کی حیثیت رکھتے تھے۔ فریق بھی ایسے جنھوں نے صیہونی تنظیم سے متعلق حکومت کو باخبر کردینے کے بجائے خود اس سے نپٹنے کی کوشش کی تھی۔ ظاہر ہے کہ قانون اس کی اجازت نہ دے سکتا۔

بہر حال مقامی حکام بڑی دشواری میں پڑگئے تھے.... رینا ولیز کو کسی طرح بھی بولنے پر آمادہ نہ کیا جاسکا.... وہ یہی کہتی رہی کہ النگھم کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتی تھی اور اب یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہوگا!

عمران ہی کی ہدایت کے مطابق ظفر اور جیمسن نے فیاض کو یہ نہیں بتایا تھا کہ فوجی اتاشی رینا ولیز ہی کے ہاتھوں مرا تھا۔ بہر حال اب یہ دونوں شہر میں دھکے کھاتے پھر رہے تھے۔

ایک پارک میں بیٹھ کر تھکن اتارتے ہوئے جیمسن نے کہا۔ "اب کیوں نہ افلاطون صاحب کو تلاش کیا جائے۔!"

"بکواس مت کرو.... اگر عمران صاحب مناسب سمجھتے تو ہم اس وقت اپنے بیڈ روم میں آرام کر رہے ہوتے۔!"

"یہیں کیا بُرے ہیں....!" جیمسن نے کٹکھنے انداز میں کہا۔

ظفر کچھ نہ بولا۔ کاندھے سے مینڈولین اتار کر اس کے تاروں کو چھیڑنے لگا۔

"اب کیا بھیڑ اکٹھا کیجئے گا....؟"

"کیا برائی ہے زندہ دل لوگ مغربی طرز کا بھکاری سمجھ کر خاصی رقمیں دے جاتے ہیں۔ پچھلے ہفتے ایک شام ہم نے ستائیس روپے کمائے تھے۔!"

"ٹھہریئے.... یور ہائی نس.... کیوں نہ ہم ہی مراد کو تلاش کریں۔!"

"بیکار.... کیپٹن فیاض اسے پہلے ہی کھنگال چکا ہوگا....!"

"طریق کار میں فرق ہوتا ہے۔!"

"تم چلنا چاہتے ہو....؟"

"اُسے بھی آزمالیں.... جان تو چھوٹے کسی طرح.... آج کل میں کلیلہ و دمنہ پڑھ رہا ہوں.... وقت ہی نہیں ملتا۔!"

"تمہارا دماغ خراب ہو جائے گا۔!"

"کلاسیکس ہمارا قومی سرمایہ ہے.... یور ہائی نس....!"

"آپ ذرا اپنی قوم پر بھی تو روشنی ڈالئے۔!"

"قوم بہر حال قوم ہوتی ہے چاہے روشنی میں ہو.... چاہے اندھیرے میں۔!"

"اچھا بکواس بند.... چلو اٹھو....!"

دونوں پارک سے نکل کر گاڑی میں بیٹھے.... دفعتاً جیمسن بولا۔ "شائد ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"کیسے معلوم ہوا....؟"

"کسی سنسان سڑک پر نکل چلئے.... میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔!"

لیکن اس کے بیان کی تصدیق نہ ہو سکی.... وہ جدھر بھی جاتے متعدد گاڑیاں اپنے پیچھے دیکھتے۔!

"کیا تم بہت زیادہ خائف ہو جیمسن....؟" ظفر الملک نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھ سے زیادہ آپ خائف ہیں۔!"

"کیوں....؟"

"میں عقب نما آئینے میں اُس لڑکی کو مسلسل دیکھے جا رہا ہوں جس پر مارے خوف کے آپ توجہ نہیں دے رہے۔!"

"ہوں.... کوئی لڑکی ہے کیا....؟"

"آخر آپ کو یقین کیوں نہیں آتا کہ لڑکیاں آپ کا پیچھا کرتی ہیں۔!"

"میں یہاں خود کو اس یقین دہانی کے قابل نہیں سمجھتا۔!"

"واقعی....! آپ یہاں آکر بہت ڈرپوک ہو گئے ہیں۔!"

"ایک بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی.... جب تمہیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں تو مجھے کیوں بور کرتے رہتے ہو۔!"

"میں دوسروں کو محبت کرتے دیکھ کر خوش ہونے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔!"

ظفر نے گاڑی دوسری سڑک پر موڑتے ہوئے کہا۔ "دیکھنا کیا اب بھی ہمارے پیچھے آتی ہے؟"

"بالکل آرہی ہے یور ہائی نس....!"

"غیر ملکی ہے....؟"

"نہیں....! دیسی ہی ہے.... لیکن بلاؤز اور اسکرٹ میں معلوم ہوتی ہے۔!"

"میں ٹپ ٹاپ میں گاڑی روکوں گا.... تم اس پر نظر رکھو....!"

"لیکن ہم تو ہی مراد کے لئے روانہ ہوئے تھے۔!"

"تمہیں خوش ہونے کا موقع دینا چاہتا ہوں.... خواہ کیپٹن فیاض مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دے۔!"

کلب کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر وہ گاڑی پارکنگ شیڈ کی طرف لیتا چلا گیا۔

"آرہی ہے.... سو فیصد.... تھینک گاڈ....!" جیمسن خوش ہو کر بولا۔

لڑکی کی گاڑی بھی پارکنگ شیڈ میں داخل ہوئی۔ چمپئی رنگ کی ایک خوش شکل لڑکی تھی۔

ظفر نے گاڑی سے اتر کر مینڈولن ڈکّے میں رکھ دیا تھا کہ وہ قریب آکر بولی "اسے بھی ساتھ لے چلو.....!"

جیمسن دانت نکال کر دوسری طرف دیکھنے لگا اور ظفر نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اس سے قبل ہم کہیں نہیں ملے۔!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے..... کچھ دیر پہلے تم جہانگیر پارک میں ایک بڑا ہی خوب صورت نغمہ چھیڑے ہوئے تھے۔ اسی لئے تو میں تمہارے پیچھے آئی ہوں۔!"

"شکریہ.....! میں اتنا اچھا نہیں بجاتا۔!"

"بہت اچھا بجاتے ہو.....!" لڑکی نے آنکھیں بند کر کے سسکی سی لی۔

"اچھی بات ہے..... میں اسے ساتھ لے چل رہا ہوں۔!"

"شکریہ.....! میرا نام لوسی ہے۔!"

"میں ظفر..... یہ جیمسن.....!"

"اُو..... کے..... تو پھر کب تک یہاں کھڑے رہیں گے۔!"

"چلئے.....!" ظفر ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "لیکن آپ ہال میں کس طرح سن سکیں گی؟"

"تو پھر پیچھے پارک میں چلئے.....!"

سورج غروب ہو چکا تھا..... دھندلکا پھیل رہا تھا..... وہ عقبی پارک میں آئے لڑکی نے ایک بنچ کی طرف اشارہ کیا لیکن ابھی بیٹھنے نہیں پائے تھے کہ عقب سے آواز آئی "ٹھہرو۔!"

وہ چونک کر مڑے.....! ایک قوی ہیکل نوجوان اُن کی طرف بڑھا آرہا تھا۔ نسلاً یوریشین معلوم ہوتا تھا۔

قریب پہنچ کر رک گیا..... اور ظفر کو گھورتا ہوا بولا۔ "تو وہ تم ہی ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا.....!" ظفر نے متحیرانہ پلکیں جھپکائیں لیکن جیمسن مرنے مارنے پر آمادہ نظر آنے لگا تھا۔

"تم ہی لوسی کو بہکا رہے ہو۔!" اجنبی غرایا۔

"تم چلے جاؤ..... یہاں سے.....!" لڑکی حلق پھاڑ کر چیخی "میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔!"

"دیکھا..... میں غلط تو نہیں کہہ رہا تھا۔!" اجنبی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم تو ابھی ملے ہیں.....!" ظفر بولا۔

"بکواس..... میں یقین نہیں کر سکتا۔!"

"کیا تمہیں یقین دلا دوں.....!" جیمسن نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ٹھہرو.....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔!"

"میں غلط فہمی رفع کرنے کا ماہر ہوں۔!"

"نہیں! جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں! یہ اپنی لوسی کو لے جائیں۔!"

"تم بزدل ہو!" لڑکی نے ظفر کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

"اب تم خوش کیوں نہیں ہو رہے.....!" ظفر نے جیمسن سے کہا۔

"مجھے باور کرانے کی کوشش نہ کرو کہ تم اس کے لئے اجنبی ہو.....!" اجنبی نے ظفر کو مخاطب کیا۔

"اچھی بات ہے.....! ہم بہت دنوں سے ایک دوسرے سے واقف ہیں۔!" لڑکی نے ظفر کا گریبان چھوڑ دیا۔

"تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا..... میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔!"

"اب ہوئی نا کوئی بات.....!" جیمسن نے ہنس کر کہا۔

دفعتاً لڑکی اجنبی پر ٹوٹ پڑی اور اس نے بوکھلا کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن جیمسن نے اُسے ایسا نہ کرنے دیا۔ وہ اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔

لڑکی اس پر دوہتڑ چلاتی رہی۔

"لوسی..... لوسی..... ہوش میں آؤ.....!"

"میں تمہیں مار ڈالوں گی..... خبیث..... سور..... کتے.....!" وہ پاگلوں کی طرح چیختی اور اسے نوچتی کھسوٹتی رہی۔

جیمسن اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا تھا شائد اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اسے بھاگنے نہیں دے گا۔

لڑکی پر دیوانگی سی طاری ہو گئی تھی..... اچانک وہ زمین پر گری اور بے سدھ ہو گئی۔

اجنبی اسے جھنجھوڑ کر آوازیں دینے لگا..... لیکن اُس نے آنکھیں نہ کھولیں۔ وہ سیدھا کھڑا ہو کر ہاتھ ملتا ہوا بے بسی سے بولا۔ "اب میں کیا کروں.....؟"

"ہم کیا جانیں....!" جیمسن نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"تم کوئی بھی ہو.... خدارا اسے گھر تک پہنچانے میں میری مدد کرو....!" اجنبی نے بڑی لجاجت سے کہا۔ وہ بہت زیادہ نروس نظر آنے لگا تھا۔

"ہرگز نہیں....!" جیمسن اکڑ کر بولا۔ "بیہوش لڑکیاں ہمارے لئے کوئی کشش نہیں رکھتیں۔!"

"نہیں ہم ان کی مدد کریں گے....!" ظفر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"نہیں یور ہائی نس....! یہ خود ہی اٹھائے اپنی ڈوروتھی کو....!" جیمسن راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔

"چلو ہٹو....!" ظفر نے جیمسن کو دھکا دیا۔

"مجھے پہلے قتل کر دیجئے پھر اس لڑکی کو ہاتھ لگائیے گا۔!" جیمسن اڑ گیا۔

"یہ کیا بکواس ہے....؟"

"ڈاڑھی ضرور ہے میرے چہرے پر مگر اتنا زیادہ بدصورت نہیں ہوں۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟"

"مناسب یہی ہے کہ ہم انہیں اسی حال میں چھوڑ کر چل دیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی.... چند لمحے خاموشی سے انہیں گھورتی رہی پھر ظفر کا بازو پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی "چلو میرے ساتھ.. میں دیکھتی ہوں یہ کیا کر لیتا ہے۔!"

اجنبی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے پھر سختی سے بھینچ لئے۔ وہ ظفر کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔ جیمسن اور اجنبی وہیں کھڑے رہے۔ دفعتاً جیمسن اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنس پڑا۔

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" اجنبی بھنا گیا۔

جیمسن اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور ظفر کے قریب پہنچ کر بولا۔ "سوال تو یہ ہے کہ یہ گل محبوبی و پیکر حسن و خوبی آپ کو کہاں لے جائے گی....؟"

"اس بیہودہ آدمی کو یہاں سے بھگا دو....!" لوسی نے ظفر سے کہا۔

"بھاگ اے بیہودہ آدمی....!" ظفر جیمسن سے بولا۔

"عمرو عیار بُرا نہیں مانتا.... لیکن اے صاحبقران زماں خواہ آپ کتنا ہی بنیں.... عورت آپ کی کمزوری ہے۔!"

"بکواس مت کرو....!"

"یہ کون ہے....؟" لڑکی نے ظفر سے پوچھا۔

"میرا ساتھی....!"

"بالکل ریچھ معلوم ہوتا ہے۔!"

"اس کے باوجود میں ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔!" جیمسن بولا۔

"میں اپنے گھر میں اس کا داخلہ پسند نہیں کروں گی۔!"

"تو پھر ہمارے گھر چلو....!" جیمسن نے ظفر کا دوسرا بازو پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرے ہی گھر چلنا پڑے گا۔!" لڑکی جھلا کر بولی۔ "میں اس مردود کو سبق دینا چاہتی ہوں۔ دوستی کے یہ معنی تو نہیں ہوتے کہ میں اُس کے باپ کی جاگیر ہو گئی ہوں۔!"

"تم اُسے ضرور سبق دو....!" جیمسن نے ہنس کر کہا۔ "لیکن ہمیں اپنے مکتب میں داخل نہ کرو تو بہتر ہے۔!"

"آخر یہ کیا بکواس کر رہا ہے....!" لڑکی ظفر کو جھنجھوڑ کر بولی۔

جیمسن نے مڑ کر دیکھا۔ اجنبی کا اب کہیں پتا نہ تھا۔ اس نے ٹھنڈی سانس لی اور بڑے ادب سے بولا۔ "یور ہائی نس! صرف آپ تشریف لے جائیے لیکن گاڑی میرے لئے چھوڑ دیجئے۔!"

"میں اپنی گاڑی میں لے جاؤں گی۔!" لڑکی نے جھلاہٹ میں پیر پٹخ کر کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" جیمسن نے کہا اور دانت نکال کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

پھر یہی ہوا.... ظفر لڑکی کی گاڑی میں جا بیٹھا اور جیمسن نے ظفر کی کار سنبھالی!



عمران ڈاکٹر داور کی تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ میک اپ میں تھا.... اس لئے ڈاکٹر داور تک پہنچنے میں خاصی دشواری پیش آئی تھی۔

"فرمائیے....! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں....!" ڈاکٹر داور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب اتنا انکسار بھی نہ برتئے کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔!"

"کیا مطلب....؟" ڈاکٹر داور کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"میں عمران ہوں....!"

"اوہ.... بدمعاش....!" ڈاکٹر داور نے بیٹھتے ہوئے طویل سانس لی "یہ کیا خبیثوں کی شکل بنا رکھی ہے۔!"

"نہ صرف ڈاکٹر النکھم بلکہ کیپٹن فیاض بھی میری تلاش میں ہے۔!"

"اوہو.... تو کیا النکھم والے معاملے سے تمہارا بھی تعلق تھا....!"

"نیلے ہاتھ کا طلسم میں نے ہی توڑا تھا۔!"

"بہت اچھے.... تم نے بہت اچھا کیا کہ یہاں چلے آئے.... مجھے ابھی تک اُس ہاتھ کے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔!"

عمران اُسے بتانے لگا کہ کس طرح اُس نے مسز گوہن کے گلوبند پر تجربہ کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ ہاتھ ایک برقی نظام کے تحت کارآمد ہوتا ہے۔!

"فوراً ہی دور کی کوڑی لاتے ہو.... اس کا میں عرصے سے قائل ہوں۔!" ڈاکٹر داور مسکرائے پھر فوراً ہی سنجیدہ ہو کر بولے۔ "چلو میرے آپریشن روم میں میں تمہیں ایسا آپریٹس دکھاؤں گا جس میں سو میل کے اندر کی کوئی لاسلکی تحریک خواہ کسی ویو پر ہوئی ہو فوراً ڈیٹکٹ ہو جاتی ہے۔!"

وہ عمران کو آپریشن روم میں لائے.... اور ایک جانب بڑھتے ہوئے بولے۔ "یہاں جتنی فریکوینسیز پر لاسلکی تحریکات ہوتی ہیں اسی آپریٹس کی وجہ سے میرے علم میں آجاتی ہیں.... لیکن ادھر کچھ دنوں سے ایک ایسی فریکوینسی پر لاسلکی تحریکات نظر آتی رہی ہیں جو کم از کم.... اس شہر میں تو کبھی استعمال نہیں کی گئی۔!"

ڈاکٹر داور نے ایک سوئچ آن کیا اور آپریٹس کے متعدد ڈائیل روشن ہوگئے۔!

"یہ میڈیم ویو سکشن ہے.... یہ شارٹ ون سکشن.... یہ شارٹ ٹو.... یہ شارٹ تھری.... اور یہ مائیکرو ویو سکشن.... دراصل وہ ایکٹیویٹی مائیکرو ویو ہی پر نظر آئی تھی۔ اب دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں.... فرض کرو میڈیم ویو ہی پر اس وقت ہمارا ریڈیو اسٹیشن کمرشل سروس نشر کر رہا ہے.... یہاں سے ریڈیو اسٹیشن کا کتنا فاصلہ ہوگا....؟"

"بارہ تیرہ میل....!" عمران نے جواب دیا۔

"سمت....؟"

"غالباً مشرق....!"

"ہوں.... اب تم بالکل صحیح فاصلہ اور سمت معلوم کروگے۔!" ڈاکٹر داور نے دوسرا سوئچ آن کرتے ہوئے کہا۔ "اس ڈائیل پر فاصلہ دیکھو....!"

"گیارہ میل....!" عمران بڑبڑایا۔

"اور اس ڈائیل پر سمت دیکھو....!"

"جنوب مشرق....!" عمران نے طویل سانس لی۔

"اس میں سرمو فرق نہ پاؤ گے....!" ڈاکٹر داور نے دونوں سوئچ آف کرتے ہوئے کہا۔ "مائیکرو ویو پر کسی قسم کی تحریک یہاں کے لئے بالکل نئی چیز تھی.... اس لئے میرے ایک اسسٹنٹ نے اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا ہے.... میں تمہیں وہ بھی دکھاؤں گا۔!"

ڈاکٹر داور عمران کو پھر اپنے آفس میں واپس لائے اور اس اسسٹنٹ کو طلب کیا جس کا ذکر آپریشن روم میں کر چکے تھے۔

اُس سے مائیکرو ویو ایکٹیویٹی کے بارے میں سوال کیا۔

"یہاں سے فاصلہ ساٹھ میل تھا....!" اسسٹنٹ نے جواب دیا۔ "اور سمت شمال مغرب۔!"

"اسسٹنٹ کے چلے جانے پر عمران بولا۔ "سمت اور فاصلہ بالکل درست معلوم ہوتے ہیں۔ ملٹی پرپز فارمز کی پچویشن یہی ہے.... لیکن ڈاکٹر صاحب ہمیں....! ڈاکٹر النکھم کی عمارات میں کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکی جس پر کنٹرول روم کا اطلاق ہو سکتا۔!"

"انہیں اطراف میں کہیں اور تلاش کرو۔!"

"تلاش جاری ہے لیکن اب آپ کو یہ تکلیف کرنی پڑے گی کہ مائیکرو ویو سکشن ہر وقت دیکھا جاتا رہے۔!"

"یقیناً.... یقیناً.... تم بالکل بے فکر رہو....!" ڈاکٹر داور سر ہلا کر بولے۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ اس ہاتھ کی نقل و حرکت کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہو سکے....؟"

"نہیں....! صرف اس کے مستقر کا یہاں سے فاصلہ اور سمت ہی معلوم ہو سکے گی.... وہ

بھی اگر سو میل کے اندر واقع ہو۔!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔

ڈاکٹر داور بولے۔ "اگر وہ کوئی صیہونی تنظیم ہے تو اس کا قلع قمع ہونا ضروری ہے۔ یوں تو دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس وقت صیہونی گرفت میں ہے.... لیکن پھر بھی ہم سے جتنا کچھ ہو سکے اس کے خلاف ضرور کریں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

ڈاکٹر داور کی تجربہ گاہ سے نکلا تو دھندلکا پھیل چکا تھا۔ گاڑی میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ جیبی ٹرانس میٹر پر اشارہ موصول ہوا۔

"ہلو.... ہلو.... صفدر اسپیکنگ....!"

"ہلو....! اٹ از آئی....!"

"ایک لڑکی ظفر سے مل بیٹھی ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی "وہ اُسے کہیں لے جا رہی ہے اپنی گاڑی میں جیمسن تنہا ان کا تعاقب کر رہا ہے.... اس وقت ہم بریو روڈ پر ہیں.... اُوور۔!"

"تعاقب جاری رکھو.... اور مجھے مطلع کرتے رہو.... اوور....!" عمران نے ٹرانس میٹر جیب میں ڈال کر گاڑی اسٹارٹ کی اور تجربہ گاہ کا پورا چکر لگا کر سڑک پر ہو گیا۔

کچھ دور چلنے کے بعد صفدر نے پھر رابطہ قائم کیا تھا.... اور اسے بتاتا رہا تھا کہ اب وہ کن راستوں سے گذر رہے ہیں۔!

بالآخر عمران شہر پہنچ گیا۔



لڑکی نے گاڑی ایک عمارت کے سامنے روک دی اور ظفر سے بولی۔ "چلو اترو.... مگر تمہارا وہ ریچھ ساتھی باہر ہی ٹھہرے گا۔!"

جیمسن نے گاڑی قریب ہی روکی تھی وہ دونوں اترے تو اس نے بھی سیٹ سے چھلانگ لگائی۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" ظفر نے اس سے کہا۔

"کیا آپ سو رہے ہیں یور ہائی نس....؟"

"فکر مت کرو....!"

جیمسن نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا تھا لیکن پھر کچھ نہیں بولا تھا۔

ظفر لڑکی کے ساتھ عمارت میں داخل ہوا۔ ذی حیثیت لوگوں کی رہائش گاہ معلوم ہوتی تھی۔

"تمہارا ساتھی یور ہائی نس کیوں کہتا ہے....!" لڑکی نے ظفر سے پوچھا۔

"اس لئے کہ میں نواب زادہ ہوں....!"

"کہاں کے نواب زادے ہو....؟"

"بیکارنگری ہماری ریاست کا نام ہے۔ کیوں....؟"

"جانتے ہو میں یہاں کیوں لائی ہوں....!"

"جانتا ہوں....!"

"کیا جانتے ہو....؟"

"بور کرو گی....!"

"نہیں تل کر کھاؤں گی....!" وہ مسکرائی۔

"کھا چکو جلدی سے تاکہ میں دوسرا کام دیکھوں....!"

"میں محض اس کی ضد میں لائی ہوں.... چلو بجاؤ مینڈولن....!"

"وہ کون تھا....؟"

"ایک احمق.... مجھے ایسے لوگ ذرا پسند نہیں کہ اُن سے اخلاق سے پیش آؤ تو فوراً غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے۔!"

"اور جسے پسند کر لیتی ہو اسے تل کر کھا جاتی ہو۔!"

لڑکی ہنس کر بولی۔ "دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"بے حد دلچسپ.... اب اجازت دو....!"

"مینڈولن سناؤ.... سچ مچ تھوڑا ہی تل کر کھاؤں گی۔!"

ظفر نے طویل سانس لے کر کاندھے سے مینڈولن اتارا اور ایک دھن چھیڑ دی۔ وہ اس سے دو فٹ کے فاصلے پر کھڑی تھرک رہی تھی۔

دفعتاً کوئی ٹھنڈی سی چیز ظفر کی گردن سے آ لگی۔ اُس کا ہاتھ رک گیا۔

پشت سے آواز آئی۔ "مینڈولن رکھ کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔!"

ظفر نے چپ چاپ تعمیل کی۔ لڑکی سامنے کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی۔ بولنے والا بڑی پھرتی سے سامنے آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس سے ٹپ ٹاپ کے عقبی پارک میں لڑکی کا جھگڑا ہوا تھا۔

"یقین کرو میرے دوست....!" ظفر ہاتھ اٹھاتے ہوئے نرم لہجے میں بولا "ہم دونوں آج ہی ملے ہیں۔!"

"تم اسے کھا جاؤ.... مجھے تو عمران کا پتا چاہئے....!" اجنبی مسکرا کر بولا اور ظفر نے طویل سانس لی۔

لڑکی اب اس کے برابر کھڑی تھی اس نے اجنبی سے کہا۔ "اس کا ساتھی باہر موجود ہے۔!"

"اس کا انتظام بھی ہو گیا ہے....!" اجنبی بولا۔

"وہ سب کچھ ہو گیا ہو گا....!" ظفر نے لاپرواہی سے کہا۔ "لیکن میں نہیں جانتا کہ عمران کہاں ہے۔!"

"بڑی سفاکی سے قتل کر دیئے جاؤ گے۔!"

"میں واقعی بڑی دشواری میں پڑ گیا ہوں....!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"سمجھدار معلوم ہوتے ہو....!"

"لیکن کیا فائدہ....؟ اگر تم سفاکی سے قتل نہ کرو گے تو پولیس دھر لے گی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"پولیس بھی مجھ پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ عمران کو تلاش کرو.... ورنہ میں بھی ڈاکٹر النگھم والے کیس میں پھانس لیا جاؤں گا۔!"

"تم جھوٹے ہو....!"

"تو پھر مجھے قتل کر دو تاکہ گرفتاری سے بچ سکوں....!"

"یہ تشدد چاہتا ہے....!" لڑکی بول پڑی۔

"تمہارا ابھی جواب نہیں ہے۔!" ظفر بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ "ابھی مجھ سے مینڈولن سن رہی تھیں اور اب پھر اسی کی طرفدار بن گئیں۔!"

"تم اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو....!" اجنبی نے لڑکی سے کہا۔

وہ کمرے سے چلی گئی! اور اجنبی نے ظفر سے پوچھا "کیا تمہارا تعلق پولیس سے نہیں ہے؟"

"ہرگز نہیں.... قصور صرف اتنا ہے کہ عمران سے میری جان پہچان ہے۔!"

"عمران کیا کرتا ہے....؟"

"بلیک میلنگ.... کبھی پولیس افسروں پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور کبھی مجرموں کو بلیک میل کرتا ہے۔!"

"اور تم اُس کے اس بزنس میں حصے دار ہو....؟"

"یہ غلط ہے....!"

"پھر تم اس معاملے میں کیوں آکودے تھے....؟"

"مجھے صرف ہی مراد کی تلاش تھی۔!"

"کیا عمران ہمارے لئے کام کرنا پسند کرے گا....؟"

"میں اس کا جواب کیونکر دے سکتا ہوں....!"

اتنے میں لڑکی واپس آگئی.... اُس کے ہاتھ میں ریشم کی ڈور کا لچھا تھا۔

اجنبی نے ظفر کو ہاتھ پیچھے لے جانے کا حکم دیا.... ظفر نے ہاتھ گرائے اور انہیں پشت پر لے جا کر لڑکی کے قریب پہنچنے کا منتظر رہا۔

اچانک اجنبی نے لڑکی سے کہا۔ "ٹھہرو.... تم ریوالور سنبھالو.... میں باندھتا ہوں.... اگر یہ کوئی حرکت کرے تو فائر کر دینا۔!"

پھر اُس نے جیب سے سائیلنسر نکال کر ریوالور کی نال پر فٹ کیا اور اُسے لڑکی کے حوالے کرتا ہوا ظفر کی طرف مڑا.... لیکن لڑکی ابھی ریوالور کو اچھی طرح سنبھال بھی نہیں سکی تھی کہ ظفر نے اجنبی پر چھلانگ لگا دی۔ دونوں گتھے ہوئے فرش پر آئے۔

حریف خاصا طاقت ور ثابت ہوا تھا.... ظفر کو دانتوں پسینہ آگیا۔ ادھر لڑکی کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف ناچ ناچ کر ظفر پر فائر کر دینے کا موقع تلاش کر رہی تھی۔

ظفر نے حواس بجا رکھے تھے۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر حریف کو اپنی آڑ نہ بنا سکا تو وہ بے دریغ فائر کر دے گی، لہٰذا فی الحال اسے زیر کرنے کی کوشش کی بجائے اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنائے

رکھنے پر مجبور تھا۔ دفعتاً "ٹچک" کی آواز کے ساتھ ہی اُس نے اپنے حریف کی کراہ سنی اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

اُس نے اسے دوسری طرف دھکا دے کر لڑکی پر چھلانگ لگائی۔ شاید اُسے بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا لہٰذا نروس ہو گئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریوالور اُس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا اور وہ خود اب ظفر کی گرفت میں تھی۔ اجنبی تڑپ تڑپ کر سرد ہو چکا تھا.... گولی اُس کے بائیں پہلو پر لگ کر شائد دل کو چیر گئی تھی۔

"مجھے چھوڑ دو.... مجھے چھوڑ دو....!" لڑکی سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"تم نے اُسے مار ڈالا....!"

"مم.... میں.... غلطی.... اب کیا ہوگا....!"

"اگر اس کی جگہ میں لیٹا ہوتا.... تو کیا ہوتا....؟"

"خدا کے لئے مجھے بچاؤ....!" وہ ظفر سے چمٹ کر رو پڑی۔

"اچھا تو پھر یہاں سے نکل کر بھاگو....!"

"بب.... باہر دوسرے لوگ موجود ہوں گے۔!"

"کون لوگ....؟"

"اُس کے ساتھی....!" لڑکی لاش کی طرف دیکھ کر بولی وہ اب بھی روئے جا رہی تھی۔

"کیا عمارت کی پشت پر کوئی راستہ نہیں ہے۔!"

"کچھ لوگ اِدھر بھی موجود ہوں گے.... کیونکہ تمہیں اِدھر ہی سے لے جایا جاتا۔!"

"اچھی بات ہے تو سارے دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند کر لو....!"

"میں اب اس کمرے میں نہیں رکنا چاہتی۔!"



عمران نے سڑک کی دوسری جانب گاڑی پارک کی اور عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔ کوئی کھڑکی روشن نہیں تھی۔

دفعتاً ٹرانس میٹر پر اشارہ موصول ہوا۔

پھر صفدر ہی کی آواز تھی.... وہ کہہ رہا تھا "وہ لوگ جیمسن کو بیہوش کر کے کہیں

جا رہے ہیں.... میں اس وقت کنگ اسٹریٹ ہوں....!"

"یہاں عمارت تاریک پڑی ہے.... اوور....!" عمران نے کہا۔

"وہ ظفر کو اندر لے گئی ہے.... اوور....!"

"خیر.... میں دیکھوں گا.... تم تعاقب جاری رکھو.... اوور....!"

وہ سوچ رہا تھا کہ اب عمارت کی پشت پر چلنا چاہئے۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا اور عمارت سے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر انجن بند کر دیا۔

گاڑی سے اتر کر پیدل اس عمارت کی پشت پر پہنچا.... ادھر تاریکی تھی۔

لیکن وہ عمارت کے عقبی دروازے کے قریب کچھ لوگوں کی آوازیں سن رہا تھا۔

دیوار سے لگ کر آہستہ آہستہ آوازوں کی طرف بڑھتا رہا۔

"بہت دیر ہو گئی!" ایک آواز آئی۔

"کچھ گڑبڑ تو نہیں ہوئی....!" دوسری آواز۔

"دروازہ پیٹو....!" تیسری آواز آئی۔

عمران اُن سے زیادہ دور نہیں تھا.... اس نے دروازہ پیٹنے کی آواز بھی سنی۔

"یقیناً کوئی گڑبڑ ہے....!" کسی نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا چاہئے....؟"

"میرے خیال میں دروازہ کھولنے کی کوشش کرو....!"

عمران نے ٹرانس میٹر کے سگنل والا سوئچ آف کر دیا.... ورنہ سناٹے میں اس کی آواز اُن لوگوں تک ضرور پہنچتی اور وہ چونکنے ہو جاتے۔

اب وہ کچھ اس قسم کی آوازیں سن رہا تھا جیسے وہ دروازہ توڑ دینے کے لئے زور لگا رہے ہوں۔

"بہت مضبوط ہے....!" کوئی بولا۔

"پھر بتاؤ کیا کریں....؟"

"انتظار....! خواہ صبح ہو جائے اور ہمیں اسی طرح ٹھہرنا ہے۔!"

"کیا یہ ضروری ہے....؟"

"ہاں.... ہمیں سڑک کی طرف جانے کا حکم نہیں ملا۔!"

"اچھا تو پھر بیٹھو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر....!"

"کچھ بھی ہو....!"

عمران نے سر کو خفیف سی جنبش دی اور واپسی کے لئے کھسکنے لگا۔

سڑک کی طرف اُسے پہلے بھی کوئی نظر نہیں آیا تھا.... اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسی طرف سے عمارت میں داخل ہونے کی کوئی راہ نکالنی چاہئے۔

صدر دروازہ بند تھا.... کھڑکیاں بھی ایسی نہیں تھیں کہ شیشے توڑ کر کام چلایا جاسکتا کیونکہ اُن میں لوہے کی جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ دفعتاً اُسے صدر دروازے کے پیچھے کسی قسم کی آواز سنائی دی.... شاید قفل میں کنجی گھمائی گئی تھی۔

عمران ایک طرف دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا اور کوئی باہر جھانکنے لگا۔

اتنا ہی کافی تھا.... عمران دروازے پر پل پڑا.... اور پھر وہ دوبارہ بند نہ کیا جاسکا۔

دروازے کی دوسری طرف والا آدمی راہداری میں دور جا گرا تھا۔

عمران نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا.... اور پھر اپنے شکار کی طرف متوجہ ہوا تو اسے خود پر حملے کے لئے تیار پایا.... یہ ظفر الملک تھا۔

"بس.... بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مزید مارنے کی ضرورت نہیں....!"

"خدایا....!" ظفر متحیر رہ گیا.... "یہ آپ ہیں....؟"

"آپ کیا فرما رہے ہیں یہاں....؟"

ظفر جلدی جلدی اُسے اپنی کہانی سنا کر بولا۔ "میں نے لڑکی کو ایک کمرے میں بند کر دیا ہے۔!"

"اور پچھواڑے پر لوگ انتظار کر کے بور ہوئے جا رہے ہیں.... چلو مجھے لاش دکھاؤ....!"

ظفر اُسے لاش والے کمرے میں لایا.... عمران پُر تشویش نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"اسکیم یہ تھی....!" ظفر بولا "مجھ سے آپ کا پتہ پوچھا جاتا.... نہ بتانے پر بیہوش کر کے کہیں اور پہنچا دیا جاتا.... اس کام کے لئے ایک بہت بڑا تھیلا بھی یہاں موجود ہے۔!"

"اور آپ ایسے عقل کے دشمن ہیں کہ ان آسانیوں کے باوجود بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں....؟"

"میں کیا کرتا....؟"

"لڑکی کے عوض خود کمرے میں بند ہو کر بیٹھ رہتے....!"

"بتائیے نا کیا کرتا....؟"

"لڑکی اب ان لوگوں میں جانے پر رضامند نہیں.... اس سے بہتر موقع اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لاش کو تھیلے میں بھرتے اور کھینچ کر عقبی دروازے تک لے جاتے لڑکی کو دروازے کے قریب چھوڑ کر خود اندر چلے جاتے۔ لڑکی تھیلا اُن لوگوں کے حوالے کر کے کہتی اسے لے جاؤ ہم دونوں بعد میں آئیں گے۔!"

"استاد پھر اُستاد ہے....!" ظفر خوش ہو کر بولا۔

"چاپلوسی نہیں.... چلو کام کرو.... ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ خون تھیلے کے اوپر نہ پھوٹنے پائے.... خیر تھیلا لاؤ.... میں لاش کا انتظام کرتا ہوں اور تم لڑکی کو اس کام پر آمادہ کرو....!"

ظفر کمرے سے چلا گیا.... عمران لاش کا خون صاف کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اُسے تھیلے میں ٹھونس رہے تھے۔

"لڑکی آمادہ ہو گئی....!" ظفر بولا۔ "تجویز اُسے پسند آئی ہے.... یہ ضروری نہیں تھا میرے ساتھ وہ دونوں بھی جاتے۔!"

"ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا کام ختم....! میں تو چلا تم لڑکی کو سائیکو مینشن پہنچا دینا.... اور خود بھی رات بھر وہیں قیام کرنا.... واپسی پر بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے.... وہ لوگ جیمسن کو لے گئے ہیں اسے بھی دیکھنا ہے۔!"

"نہیں....!" ظفر چونک پڑا۔

"وہ تم سے زیادہ بڑا گدھا ہے.... اچھا ٹاٹا....!" وہ صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



جیمسن کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک ستون سے بندھا کھڑا پایا اور اس طرح پلکیں جھپکائیں جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔

"کیا کوئی کلاسیکل حرکت ہو گئی ہے....؟" وہ آہستہ سے بڑبڑا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

کسی عمارت کے اندرونی برآمدے کا ستون تھا صحن کے آگے چہار دیواری تھی اور وہاں ایک

زیادہ قوت کا بلب روشن تھا۔

"یا مظہر العجائب میں تو..... وہاں تھا..... گاڑی.....!" وہ پھر بڑبڑایا۔ "کہیں میں خواب میں طلسم ہوشربا تو نہیں دیکھ رہا۔!"

لیکن جلد ہی یہ طلسم بھی ٹوٹ گیا..... دو آدمی بائیں جانب والے دروازے سے برآمدے میں داخل ہوئے۔

"عمران کہاں ہے.....؟" ایک نے اُسے مخاطب کیا۔

"مجھے اپنے ہی بارے میں کچھ نہیں معلوم عمران کے متعلق کیا بتا سکوں گا۔!"

"ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔!"

"کس کی.....؟"

"تمہاری.....!"

"خیر.....! میں سمجھا تھا عمران کی..... مجھے یونہی بندھا رہنے دو لیکن میرے ہاتھ آزاد کر کے ان میں کوئی کتاب تھما دو..... پھر میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔!"

دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر الٹا ہاتھ مارا۔

"سبق سنے بغیر ہی.....؟" جیمسن نے بڑے سکون سے اعتراض کیا۔

"شٹ اپ.....!"

"یا انگریزی میں بات کر لو یا اردو میں..... سخت جاہل معلوم ہوتے ہو۔!"

ایک ہاتھ پھر پڑا اور ساتھ ہی کہا گیا۔

"عنقریب تمہارا ساتھی پہنچنے والا ہے.....!"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔!" جیمسن کے لہجے کا سکون بدستور قائم رہا۔

"کیا خیال ہے.....؟ وہ عمران کے ٹھکانے سے واقف ہوگا۔!"

"ہونا تو چاہئے.....!" جیمسن نے جواب دیا۔

دفعتاً تین آدمی ایک بڑا تھیلا اٹھائے بائیں جانب کے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

تھیلا فرش پر رکھ دیا گیا۔

"اسے بھی تھیلے سے نکال کر برابر والے ستون سے باندھ دو.....!" ایک آدمی بولا۔

لیکن تھیلے کا منہ کھلتے ہی جیمسن پر تشدد کرنے والے دونوں آدمی بُری طرح بوکھلا گئے۔

جیمسن نے بھی اُسے دیکھا..... یہ تو وہی تھا جس نے ڈورو تھی کے سلسلے میں ان سے جھگڑا کیا تھا لیکن اب زندہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

لاش تھیلے سے نکالی گئی۔ تھیلا لانے والے بھی بدحواس نظر آنے لگے تھے۔

"یہ تو..... باس ہے.....!" اُن میں سے ایک کی زبان سے بمشکل نکلا۔

اچانک کوئی دیوار سے صحن میں کودا اور وہ سب اچھل پڑے..... کودنے والے کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور تھا۔

وہ انہیں کور کرتا ہوا بولا۔ "اسے کھول دو..... اور بقیہ لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے رہیں۔!"

جیمسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس خدائی فوجدار کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن یاد نہ آسکا کہ پہلے بھی کہیں دیکھا تھا۔

"یہ بھی کلاسیکل ہی ہوئی ہے.....!" وہ اُس وقت بڑبڑایا جب ایک آدمی اُسے ستون سے کھول رہا تھا۔

جیمسن کے آزاد ہوتے ہی نووارد نے اس سے کہا۔ "اب تم اسی رسی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرو..... اور ان سبھوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دو.....!"

اس کام میں پندرہ بیس منٹ صرف ہوئے تھے..... اس کے بعد جیمسن نے نووارد سے پوچھا۔ "مجھے کس طرح لے چلو گے۔!"

"گدھے کی پشت سے باندھ کر.....!" جواب ملا..... اس بار جیمسن نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

"واقعی کلاسیکل.....!" وہ دانت نکال کر بولا۔

"باہر تمہاری گاڑی موجود ہے..... رفو چکر ہو جاؤ.....!"

"کلو کیٹل لینگویج بولتے ہیں آپ..... سبحان اللہ.....!"

"لینگویج کے بچے اب کھسکو..... مگر نہیں..... میں جا رہا ہوں.....!"

"کیا بات ہوئی جناب عالی.....؟"

"ایک منٹ ٹھہرو..... میں ابھی آیا.....!"

وہ چلا گیا.... تھوڑی دیر بعد واپس آیا.... اور قیدیوں سے ڈاکٹر النکھم کے بارے میں پوچھنے لگا۔

"ہم کسی ڈاکٹر النکھم کو نہیں جانتے۔!" ایک آدمی نے کہا اور لاش کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "ہم تو فلپ صاحب کے ملازم تھے اور انہیں عمران نامی کسی آدمی کی تلاش تھی۔!"

"کیا یہ یہیں رہتا تھا....!"

"جی نہیں.... اُن کی کوٹھی عالم گیر روڈ پر ہے.... اور ریگل لاج کہلاتی ہے۔!"

"لوسی سے اس کا کیا رشتہ ہے....؟"

"ہم نہیں جانتے....!"

وہ جیمسن کو ایک طرف لے جا کر بولا۔ "اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ.... میں نے اس مال غنیمت کے لئے کیپٹن فیاض کو فون کر دیا ہے۔!"

"یہ تو اچھا نہیں کیا آپ نے جناب عالی....!" جیمسن نے پر تشویش لہجے میں کہا۔!

"کیوں....؟"

"اب ہم پر ان کا دباؤ بڑھ جائے گا.... دراصل ہم دونوں آپ ہی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کپتان صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر ہم نے آپ کو نہ ڈھونڈ نکالا تو ہم بھی اس کیس میں نتھی کر لئے جائیں گے۔!"

"نتھی ہو جانا....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یعنی کہ ہم دونوں جیل چلے جائیں گے۔!"

"کیا فرق پڑتا ہے.... اب دفع ہو جاؤ.... میں نہیں چاہتا کہ فیاص تمہارے نکل جانے سے پہلے یہاں پہنچے....!"

"او کے سر....!" جیمسن پیشانی کو ہاتھ لگا کر وہاں سے نکل بھاگا۔

گاڑی موجود تھی.... پھر بھاگا ہے تو مڑ کر دیکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی لیکن اب وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا جلدی میں عمران سے ظفر کے بارے میں بھی کچھ نہیں پوچھ سکا تھا.... اس سے متعلق اُسے تشویش تھی۔

پھر گاڑی ایک جگہ ایک حجام کی دوکان کے سامنے روکی اور ڈاڑھی مونچھوں کی صفائی کا

منصوبہ بنا کر دوکان میں داخل ہو گیا۔



کیپٹن فیاض.... تنہا ہی روانہ ہوا تھا.... کیونکہ عمران نے فون پر اُس سے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ فلاں مقام پر موجود ہے.... اور اُس سے ملنا چاہتا ہے۔ فیاض نے بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ کر گاڑی روکی.... مکان کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا۔ اندر داخل ہوا.... کمرے روشن تھے.... لیکن کہیں بھی کوئی نہ دکھائی دیا.... کمروں سے نکل کر بیرونی برآمدے میں پہنچا۔

چھ آدمی فرش پر پڑے نظر آئے.... لیکن اُن میں ایک لاش بھی تو تھی کسی سفید فام غیر ملکی کی لاش.... پانچ آدمی دیسی تھے.... جن کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"اس کو کس نے قتل کیا ہے....؟" کچھ دیر بعد اُس نے سوال کیا۔

"ہم نہیں جانتے....!" جواب ملا....!

"یہ کون ہے....؟"

"فلپ صاحب....!"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا.... پھر انہیں وہیں چھوڑ کر اُس کمرے میں آیا جہاں فون رکھا تھا۔ اُس علاقے کے تھانے کے نمبر ڈائیل کیئے اور انچارج کو جمعیت کے ساتھ وہاں پہنچنے کی ہدایت دی۔

واپسی پر اس نے قیدیوں سے پوچھ گچھ شروع کی۔

"ہم فلپ صاحب کے ملازم تھے....!" ایک نے جواب دیا۔ "انہیں عمران نامی کسی شخص کی تلاش تھی۔ اس کے لئے وہ ظفر اور جیمسن نامی دو آدمیوں کے پیچھے لگے تھے۔ ظفر کو وہ خود لے گئے تھے اور جیمسن کو ہم یہاں اٹھا لائے تھے۔!"

"ظفر کو وہ کہاں لے گیا تھا....؟"

"عالم گیر روڈ پر ریگل لاج ہے.... فلپ صاحب کی کوٹھی.... ہمارے تین آدمی ریگل لاج کی پشت پر اس تھیلے کے منتظر تھے.... اس میں ظفر کو بحالت بیہوشی لانا تھا.... تھیلا آیا تو اس میں ظفر کی بجائے باس کی لاش نکلی....!"

"جیمسن کہاں گیا....؟"

"دیوار سے ایک خوف ناک شکل والا آدمی کودا تھا.... اُس نے جیمسن کو کھول کر بھگا دیا اور ہم کو باندھ کر ڈال دیا۔"

"خوف ناک شکل والا....؟"

"جی ہاں.... بڑی ڈراؤنی شکل تھی....!"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا.... کیونکہ فون پر تو اُس نے عمران ہی کی آواز سنی تھی۔

"کیا فلپ ڈاکٹر النگھم کا ساتھی تھا....؟" فیاض نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ہمیں نہیں معلوم صاحب.... خوف ناک شکل والے نے بھی ہم سے کسی ڈاکٹر النگھم کے بارے میں پوچھا تھا ہم اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتے۔!"

اتنے میں باہر سے پولیس کار کے سائرن کی آواز آئی اور فیاض انہیں وہیں چھوڑ کر صدر دروازے کی طرف آیا۔ علاقے کا اسٹیشن انچارج گاڑی سے اتر رہا تھا.... فیاض اُسے ہدایات دینے کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ مکان کے اندر زبردست قسم کے دھماکے کی آواز سنی۔

فیاض جھپٹ کر پولیس کار کے قریب پہنچا اور مسلح جوانوں نے رائفلیں کاندھوں سے اتار کر پوزیشن لے لی.... انچارج نے بھی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا تھا۔

انہوں نے کھلے ہوئے دروازے سے گہرے دھوئیں کا بادل باہر نکلتے دیکھا۔

اچانک فیاض نے مکان کے عقبی دروازے کی طرف دوڑ لگائی.... لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی دروازے کے قریب کھڑی ہوئی جیپ فراٹے بھرتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"ٹھہرو.... ! ورنہ گولی ماردوں گا....!" فیاض حلق پھاڑ کر دہاڑا لیکن فوراً ہی کھانسنے لگا کیونکہ ادھر بھی دھواں ہی دھواں تھا۔

جیپ جس کی عقبی سرخ روشنیاں بجھی ہوئی تھیں اندھیرے میں غائب ہو چکی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب دھوئیں کے بادل چھٹ گئے تو وہ لوگ مکان کے اندر پہنچے.... پانچوں قیدی بیہوش پڑے تھے۔ لیکن لاش غائب تھی۔

فیاض نے دل ہی دل میں عمران کو ایک گندی سی گالی دی اور سوچنے لگا۔ اگر مردود نے فون پر ڈھنگ کی بات کی ہوتی تو وہ تنہا کیوں آتا.... اتنی دیر کیوں لگتی کہ لاش کوئی اور اٹھالے جاتا۔

اُس نے وہیں سے اپنے ایک ماتحت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو فون پر ہدایت دی کہ ریگل لاج کو

فوری طور پر گھیرے میں لے کر اس کا انتظار کیا جائے۔

ان پانچوں قیدیوں کو علاقے کے اسٹیشن انچارج کے حوالے کرتے ہوئے کہا "انہیں حوالات میں رکھا جائے.... ان سے کسی قسم کی پوچھ گچھ نہ کی جائے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

وہاں سے سیدھا ریگل لاج پہنچا اس کی ہدایت کے مطابق عمارت پولیس کے نرغے میں تھی۔

صدر دروازہ مقفل تھا.... وہ چار ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ عمارت کی تلاشی شروع ہوئی لیکن کہیں بھی کوئی ایسی علامت نظر نہ آئی جس کی بناء پر کچھ دیر قبل کئے جانے والے قتل کا ثبوت فراہم ہو سکتا۔ کوئی ایسی دستاویز بھی ہاتھ نہ لگی جس سے فلپ کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔

تلاش جاری ہی تھی کہ برابر والے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی!

فیاض جھپٹ کر وہاں پہنچا تھا.... ریسیور اٹھا کر خالص انگریزی لہجے میں "ہلو" کہی۔

"انگریز بننے کی کوشش نہ کرو....!" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"خدا تمہیں غارت کرے....!" فیاض دانت پیس کر بولا۔ "تم کہاں ہو....؟"

"اب بیواؤں کی طرح کوسنے بیٹھ گئے۔!"

"کیوں مجھے ذلیل کر رہے ہو....؟" فیاض نے بے بسی سے کہا۔

"ظفر اور جیمسن محض تمہاری وجہ سے دشواری میں پڑے ہیں....!"

"وہ دونوں اب کہاں ہیں....؟"

"میں نہیں جانتا....!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ظفر ہی نے وہ لاش تھیلے میں ٹھونس کر وہاں بھجوائی تھی....؟"

"خدا جانے.... میں تو جیمسن کو اغوا کرنے والوں کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا تھا....!"

"مجھ سے فوراً ملو ورنہ اچھا نہیں ہو گا....!"

"آخر کیوں....؟"

"النگھم کی طرف سے دھمکی موصول ہوئی ہے کہ اگر ریناولیز کو رہا نہ کر دیا گیا تو پورے شہر کو جہنم بنا کر رکھ دے گا۔!"

"میں نے آج تک جہنم نہیں دیکھا....!" عمران کی چہکار سنائی دی.... "ہر گز رہا نہ کرنا۔!"

"رحمان صاحب.... تم سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"ان سے کہہ دو.... اگر ابھی ملاقات ہوگئی تو پھر دوسری ملاقات بروز قیامت ہی ہو سکے گی۔ الاماشاءاللہ....!"

"جہنم میں جاؤ....!"

"چلا جاؤں گا.... لیکن یہ بتاؤ.... وہاں کوئی خاص چیز ہاتھ لگی۔!"

"کچھ بھی نہیں....!"

"اچھا تو سنو فیاض.... لاش کا علم تمہارے اور اُن پانچوں آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں لہٰذا گول کر جاؤ....!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ کس نے وہاں سے لاش اٹھائی تھی....؟"

"ہاں....! میں جانتا ہوں.... اور ان کی اسی حرکت کی بناء پر یہ جان گیا ہوں کہ لاش کہاں لے جائی گئی ہے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!"

"ان پانچوں کو اس دھمکی کے ساتھ رہا کردو کہ اگر انہوں نے کسی سے بھی فلپ کی لاش تذکرہ کیا تو سیدھے پھانسی کے تختے ہی تک پہنچیں گے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"اچھا تو پھر انہیں گلے کا ہار بنائے فلپ کی لاش ڈھونڈتے پھرو....!"

"تم تو جانتے ہی ہو کہ لاش کہاں ہے۔!"

"جان من.... وہاں تو اب اس کی راکھ بھی نہ ملے گی.... بجلی گھر کی ایٹمی بھٹی اسے ہضم کر گئی۔!"

"تو کیا بجلی گھر....؟"

"بس خاموش.... دوسرا لفظ زبان سے نہ نکلے.... اپنے کام سے کام رکھو.... یہ سر سلطان کے محکمے کا کیس ہے۔!"

"لیکن مجھ پر میرے محکمے کا دباؤ ہے۔!"

"اسی دباؤ کے تلے چادر اوڑھ کر چین سے سو جاؤ.... یا پھر ظفر الملک اور جیمسن کی تلاش

جاری رکھو.... اس طرح تمہارے روزنامچے کا پیٹ بھی بھرتا رہے گا۔!"

"خدا سمجھے تم سے....!"

"ہائے اتنی نسوانیت کیوں سوار ہے تم پر....؟" عمران نے چہک کر کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر فیاض نے بھی ریسیور رکھ دیا۔



لوسی سائیکو مینشن کے ایک کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز تھی۔!

سرِ شام چہرے پر پائی جانے والی تازگی گہرے اضمحلال میں تبدیل ہو کر نقوش کا تیکھا پن ختم کر چکی تھی۔ آنکھیں ویران سی لگ رہی تھیں.... دفعتاً وہ سیدھی ہو بیٹھی.... کوئی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

دروازہ کھلا اور ایک آدمی کھانے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"مم.... مسٹر ظفر کہاں ہیں....؟" لوسی نے مردہ سی آواز میں اُس سے پوچھا۔

"میں کسی مسٹر ظفر کو نہیں جانتا.... آپ کھانا کھائیے....!"

"مم.... میں.... انہی کے ساتھ آئی تھی۔!"

"یہاں کوئی کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا.... سب اپنی اپنی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔!"

"یہاں کا مالک کون ہے....؟"

نووارد نے کوئی جواب نہ دیا.... کھانے کی ٹرالی وہیں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ ظفر نے اُسے ہدایت کردی تھی کہ کمرے ہی تک محدود رہے۔ دروازہ کھول کر دوسری جانب دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دی تھی۔

اس نے اٹھ کر تھوڑا سا کھانا کھایا اور پھر آرام کرسی پر جا لیٹی.... اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس قسم کے لوگوں میں آ پھنسی ہے۔! کچھ دیر بعد نیند کے غلبے کا مقابلہ نہ کر سکی.... پتا نہیں کب تک سوتی رہی پھر جھنجھوڑے جانے پر جاگی تھی۔

وہ سمجھی تھی ظفر ہوگا.... لیکن اُس کی بجائے کوئی اور تھا۔

اُس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں لوسی سے کہا۔ "چپ چاپ یہاں سے نکل چلو....!"

"کہاں....؟ تم کون ہو....!"

"کوئی دوست ہی یہاں اس قسم کا خطرہ مول لے سکتا ہے۔!"

"ظفر کہاں ہے....؟"

"اُسے جہنم میں جھونکو.... وہ دوست نہیں ہو سکتا۔!"

"تم میرے لئے بالکل اجنبی ہو....!"

"اچھی بات ہے تو پھر پولیس ہی تمہاری مزاج پرسی کرے گی۔ ظفر گرفتار کیا جا چکا ہے۔ فلپ کی لاش پولیس کے ہاتھ لگ گئی ہے۔!"

"تمہیں کس نے بھیجا....؟"

"کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔!" نووارد نے بے حد تلخ لہجے میں کہا۔

لوسی نے اُسے غور سے دیکھا.... صورت سے اول درجے کا احمق معلوم ہوتا تھا۔

"اچھا.... چلو!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

نووارد نے کہا۔ "میرا ہاتھ پکڑلو میں لائٹ آف کرنے جا رہا ہوں۔ باہر بھی اندھیرا ہے۔!"

اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تاریکی میں دیر تک چلنا پڑا۔ پھر وہ کھلے آسمان کے نیچے آ گئے تھے۔

یہاں وہ ایک بند گاڑی میں بیٹھے .... گاڑی کوئی اور ڈرائیو کر رہا تھا۔ گاڑی کا یہ حصہ ایئر کنڈیشنڈ معلوم ہوتا تھا اور پوری طرح روشن تھا۔ وہ حیرت سے نووارد کو دیکھے جا رہی تھی۔

"اب تم مجھے کہاں لے جاؤ گے....؟"

"کسی محفوظ جگہ پر....!"

"کیا ظفر سے پولیس نے سب کچھ اگلوا لیا ہے....؟"

"ہاں.... اُس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ فلپ تمہاری چلائی ہوئی گولی کا شکار ہوا تھا۔!"

"میرے خدا میں کیا کروں....!"

"خدا اس سوال کا جواب دینے نہیں آئے گا.... لہٰذا میری بات پر کان دھرو....!"

"کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"سب کچھ بھول جاؤ.... جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"وہی جس کی تلاش تھی تم دونوں کو....!"

"نہیں....!" لوسی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"یقین کرو....!"

"تم عمران نہیں ہو سکتے.... وہ شائد کوئی بہت ہی خون خوار آدمی ہے۔!"

"خواہ مخواہ....!"

"جس سے اس قسم کے لوگ خائف ہوں وہ خود کیا ہوگا.... کبھی تم نے اپنی شکل بھی دیکھی ہے آئینے میں....!" لوسی ہنس پڑی۔

"روز دیکھتا ہوں.... کوئی اور تھوڑا ہی شیو کر جاتا ہے....!" نووارد نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔

گاڑی کسی جگہ رکی اور ان کے لئے عقبی دروازہ کھولا گیا.... اس سے قبل ہی اجنبی نے اندر کی روشنی بجھادی تھی۔

"چلو اترو....!" اس نے لوسی سے کہا۔

دونوں نیچے اترے گاڑی کا دروازہ بند کیا گیا.... اور پھر دوبارہ اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

وہ گہری تاریکی میں کھڑے تھے۔

"ہم کہاں ہیں....؟" لوسی نے پوچھا۔

"کیا تم سمندر کی لہروں کا شور نہیں سن رہیں....؟"

"اوہو.... لیکن کیوں....؟"

"شہر کے ہنگاموں سے دور ہم زیادہ خوش رہ سکیں گے۔!"

"سچ بتاؤ.... تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو....؟"

"میں عمران ہوں.... اور آج تک خود میری سمجھ میں نہیں آسکا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔!"

"فضول باتیں مت کرو.... تم عمران نہیں ہو سکتے۔!"

"مارو گولی.... کیا رکھا ہے.... ان باتوں میں.... مقصد تو یہ ہے کہ تم پولیس کے ہتھے نہ چڑھنے پاؤ.... اور بلیک میلرز کی ایک تنظیم سے بھی تمہارا چھٹکارا ہو جائے۔!"

"کیا عمران کسی تنظیم کا سربراہ ہے....؟"

"بلیک میلرز کی بہت بڑی تنظیم کا سربراہ....اور ظفر الملک اس کا آلہ کار ہے۔!"

"تو تم عمران نہیں ہو....!"

عمران نے ہنس کر کہا۔ "میں تو مذاق کر رہا تھا۔!"

"پھر تم کون ہو....؟"

"ڈھمپ....!"

"یہ کیسا نام ہے....؟"

"ایک بے معنی نام ہے.... لیکن ہے زوردار.... جیسے پہاڑ سر پر آگرا ہو....!"

"تو کیا اب ہم یہیں کھڑے رہیں گے۔!"

"نہیں چلو....!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

لوسی کو محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نشیب سے اوپر جا رہے ہوں۔!

ذرا ہی سی دیر میں سانس پھول گیا اور وہ ہانپتی ہوئی بولی۔ "کیا بات چیت کے لئے سطح سمندر سے کوئی مخصوص بلندی درکار ہے....؟"

"بس.... بس.... ٹیلے کے ادھر ہمیں پناہ مل جائے گی۔!" اجنبی ہنس کر بولا۔

اوپر پہنچ کر دوسری طرف نشیب میں کہیں کہیں مدھم سی روشنیاں نظر آئیں۔

"اوہو.... شائد ہم ڈائمنڈ بیچ کے آس پاس ہیں۔!" لوسی بول پڑی۔

"اندھیرے میں بھی پہچان لیا.... کمال ہے....!"

"یہاں فلپ کا بھی ایک ہٹ ہے.... اکثر ادھر آئی ہوں۔!"

"ہوگا....!" اجنبی نے لاپرواہی سے کہا۔ "میں تو تمہیں اپنے ہٹ میں لے چل رہا ہوں۔!"

لوسی کچھ نہ بولی.... ٹیلے سے اتر کر وہ روشنیوں کی طرف بڑھتے رہے۔ بالآخر "ہٹوں" کی بستی میں پہنچ کر اجنبی نے ایک ہٹ کا قفل کھولا۔

کچھ دیر بعد کیروسین لیمپ کی مدھم روشنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورے جا رہے تھے۔ دفعتاً لوسی مسکرائی اور اجنبی کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی۔

"سچ بتاؤ.... کیوں لائے ہو یہاں....!" لوسی نے سوال کیا۔

"کیا تم کرسچین ہو....؟" اجنبی پوچھ بیٹھا۔

"میرا نام لوسی ہے.... نام ہی سے کرسچین معلوم ہوتی ہوں۔!"

"لیکن افسوس کا مقام ہے کہ صیہونیوں کا آلہ کار بنی ہو....!"

"کیا مطلب....!"

"فلپ کون تھا....؟"

"وہ بھی کرسچین تھا۔!"

"ہرگز نہیں.... یہودی تھا۔!"

"تم کیا جانو....؟"

"اچھا یہی بتاؤ کہ عمران کو کیوں تلاش کرتی پھر رہی تھیں۔!"

"وہ بلیک میلر ہے....! فلپ کے کچھ دوستوں کو بلیک میل کرنا چاہتا تھا....!"

"اور فلپ کے دوست بڑے خطرناک ہیں.... تم نے کچھ دیر پہلے اسی انداز میں ان کا ذکر کیا تھا۔!"

"ہاں.... یہ درست ہے....!"

"تم انہیں جانتی ہو گی....؟"

"صرف ایک کو....!"

"اوہ.... خیر.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم فلپ کی دوستی میں ملک دشمنی کی مرتکب ہوتی رہی ہو۔!"

"نہیں....!" لوسی چونک پڑی۔

"یقین کرو یہی بات ہے۔!"

"آخر تم ہو کون....؟"

"ڈھمپ....!"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو....؟"

"فلپ کے اُن دوستوں کے پتے جنہیں عمران بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔!"

"میں صرف ایک کو جانتی ہوں اور وہ خون خوار آدمی ہے۔!"

"اسی کا نام اور پتہ بتاؤ.....!"

"مارک ایولن.... میں ایک بار فلپ ہی کے ساتھ اس سے ملی تھی۔ گینڈے کی طرح مضبوط اور پاگل کتے کی طرح کٹکھنا ہے..... مکمل پتہ نہیں جانتی.... بس ایک دن فلپ کو کہتے سنا تھا کہ وہ جزیرہ موبار میں کہیں رہتا ہے۔!"

"فلپ نے یہ بھی بتایا ہو گا کہ عمران اسی کے ڈر سے چھپا پھرتا ہے۔!"

"ہاں.... آں.... شائد کہا تھا اُس نے....!"

"ظفر اور جیمسن کے بارے میں کیا بتایا تھا۔!"

"یہی کہ عمران انہی دونوں کے توسط سے ہاتھ آسکے گا۔!"

"فلپ سے تمہاری دوستی کتنی پرانی تھی۔!"

"وہ پچھلے مہینے مجھے ملا تھا....!"

"تم خود کہاں رہتی ہو اور کیا کرتی ہو....!"

"چیمبر آف کامرس میں ٹائپسٹ ہوں۔!"

"تب پھر تمہاری ملازمت بھی گئی۔!"

"میں ایک ماہ کی چھٹی پر ہوں.... ویسے تم نے مجھے بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے۔!"

"میں نے ڈال دیا ہے.... یا تم خود پڑی ہو۔!"

"میں اس کی بات نہیں کر رہی.... آخر مجھ سے وطن دشمنی کیونکر سرزد ہوئی۔!"

"آہستہ آہستہ خود ہی سمجھ جاؤ گی.... اب سو جاؤ....!"

"تم مجھے کب تک پولیس سے بچائے رکھ سکو گے۔!"

"اُس الجھن میں نہ پڑو.... سو جاؤ....!"

"ایسے حالات میں مجھے نیند نہ آسکے گی.... میرا خیال ہے کہ وہاں کھانے میں مجھے کوئی خواب آور چیز دی گئی تھی۔!"

اجنبی کچھ نہ بولا۔ لوسی نے محسوس کیا کہ خود اُس کی پلکیں نیند سے بوجھل ہوئی جا رہی ہیں۔

پھر وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا تھا۔

لوسی نے اٹھ کر لیمپ کی لو کچھ اور تیز کر دی اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی نہ جانے

کیوں اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی ننھا سا بچہ ہو اور اپنی معصوم شرارتوں کی بناء پر پٹ جانے کے بعد رو دھو کر سو گیا ہو۔ کتنی معصومیت تھی اس کے چہرے پر وہ کوئی بُرا آدمی نہیں ہو سکتا۔ لیکن نام عجیب تھا ڈھمپ۔ پہلے اُس نے اپنا نام عمران بتایا تھا.... آخر کیوں....؟ ہو سکتا ہے عمران کا کوئی ساتھی....؟ جسے بلیک میل کر کے غلط راستوں پر ڈالا گیا ہو.... بہر حال کوئی بھی ہو اُسے اس کی ہم نشینی سے وحشت نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ تو ایک طرح کی طمانیت محسوس کر رہی تھی۔ اچانک اُسے فلپ کی موت یاد آئی اور وہ کانپ گئی۔

ڈھمپ سوتے میں مسکرا رہا تھا.... وہ خود بھی غیر ارادی طور پر مسکرا پڑی.... ڈھمپ کے خوابیدہ چہرے کی معصومیت کچھ اور بڑھ گئی تھی.... اسے دیکھتے دیکھتے خود اس کی آنکھیں بھی نیند کے کہر میں ڈوبتی چلی گئیں۔

پھر جاگی تو ڈھمپ کی کرسی خالی تھی.... اور کھڑکی سے سورج کی اولین شعاع کمرے میں در آئی تھیں۔ وہ طویل انگڑائی لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈھمپ....!" اس نے مسکرا کر ہانک لگائی۔

"ادھر.... ادھر کچن میں ہوں....!" کچھ فاصلے سے آواز آئی۔

ساتھ ہی اُس نے تلے جانے والے انڈوں کی مہک بھی محسوس کی اور اسی سمت بڑھتی چلی گئی جدھر سے آواز آئی تھی۔ اُس نے اسے فرائنگ پین میں انڈے توڑتے دیکھا۔

"باتھ روم.... بیڈ روم میں ہے....!" اس نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر کہا۔

"مگر تم.... یہ کیا کر رہے ہو.... مجھے جگا دیا ہوتا۔!"

"تم مہمان ہو.... جاؤ....!"

وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

پندرہ بیس منٹ بعد وہ ناشتے کی میز پر تھے۔ ڈھمپ اس سے کہہ رہا تھا "کافی تیار کرنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔!"

"تم کچن کے بھی ماہر معلوم ہوتے ہو....!" لوسی مسکرائی۔

"کیا کروں.... مجبوری.... میں اپنے والدین کے بچپن ہی میں مر گیا تھا۔!"

"غالباً تم الٹی بات کہہ گئے ہو....!"

"ہاں شاید....!" وہ نوالہ چباتا ہوا بولا۔ "پھر جسے تم عمران کہتی ہو اس نے مجھے پال پوس کر جوان کیا اور اس راستے پر ڈال دیا۔!"

"کس راستے پر....؟"

"میں اس کے لئے کام کرتا ہوں.... وہ بلیک میلر ہے....! کبھی راشی پولیس آفیسروں کو بلیک میل کرتا ہے اور کبھی مجرموں کو.... لیکن ایسے مجرموں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے جن پر ملک دشمنی کا شبہہ ہو جائے.... اس نے تمہیں اسی لئے پولیس کے ہتھے نہیں چڑھنے دیا کہ تم نے ایک غیر ملکی جاسوس کو قتل کیا ہے۔!"

"تو کیا سچ مچ.... فلپ....؟"

"ہاں.... وہ ایک ایسی تنظیم کا فرد تھا جو مختلف حیلوں سے ساری دنیا کی دولت پر خود قابض رہنا چاہتی ہے۔!"

"پچھلی رات تم یہودیوں کی بات کر رہے تھے۔!"

"ہاں.... وہ صیہونی تھا.... تمہارا فلپ....!"

"میرا فلپ نہ کہو.... ہم صرف دوست تھے۔ بڑا ہنسوڑ آدمی تھا.... یہی چیز دوستی کا باعث بنی تھی.... اور کچھ بھی نہیں۔!"

"خیر بہر حال .... صیہونی تنظیم عیسائیوں اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینا چاہتی ہے.... آنکھیں پھیلا کر دیکھو تو تمہیں دنیا کا بڑا حصہ صیہونی سرمائے میں جکڑا ہوا نظر آئے گا۔ اس کے بہترین دماغ آئے دن طرح طرح کے فلسفے تراش کر غیر صیہونی دماغوں کو پراگندہ کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر موجودہ "ہپی ازم" صیہونیوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔!"

"تم ان معاملات پر بڑی ذہانت سے گفتگو کر سکتے ہو.... لیکن صورت سے تو ایسے نہیں معلوم ہوتے۔!"

"شاید میں بہت زیادہ بے وقوفی کی باتیں کر رہا ہوں....!" اُس نے مغموم لہجے میں کہا اور بہت زیادہ اداس نظر آنے لگا۔

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں.... بہت پیارے آدمی ہو۔!"

"اب اتنا بھی بیوقوف نہ سمجھو کہ اسے سچ سمجھ لوں گا۔ آج تک کسی لڑکی نے مجھے منہ نہیں

لگایا۔!"

"لڑکیاں احمق ہیں....! وہ شخصی جوہر کو پرکھنا کیا جانیں....!"

"تم پرکھ سکتی ہو....؟" اس نے احمقانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہوں.... ہوں.... چلو کافی پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔!"

وہ پیالی اٹھا کر جلدی جلدی گھونٹ لینے لگا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اپنی آنکھوں سے ڈھلکنے والے موٹے موٹے قطروں سے بالکل ہی بے خبر ہو۔!

لوسی اسے حیرت سے دیکھتی رہی لیکن کچھ بولی نہیں۔

ناشتے کے بعد ڈھمپ نے کہا۔ "آج ہم موبار چلیں گے۔!"

"کیوں شامت آئی ہے....!" لوسی نے کہا۔ "موبار کوئی بہت بڑا جزیرہ نہیں ہے۔! اور مارک ایولن مجھے پہچانتا ہے۔!"

"تم اس کی فکر نہ کرو....! عمران کا شاگرد ہوں.... اس طرح تمہاری شکل تبدیل کر دوں گا کہ تمہارے والدین بھی نہ پہچان سکیں۔!"

"سچ مچ....!"

"یقین کرو.... ابھی دیکھ لینا....!"



اسی شام کو ظفر چہرے پر گھنی ڈاڑھی لگائے جیمسن کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ گھر مقفل ملا.... گاڑی کا بھی کہیں پتا نہیں تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہیں جیمسن دوبارہ نہ ان کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔!

پھر اس نے اُسے ان جگہوں پر تلاش کرنا شروع کیا جہاں اس کے ملنے کے امکانات ہو سکتے تھے.... پبلک لائبریری بھی ایسے ہی مقامات میں سے تھی۔! اگر اس نے گھر کا رخ نہیں کیا تھا تو کلاسکس کی بھوک مٹانے کے لئے پبلک لائبریری ضرور پہنچا ہو گا۔!

پبلک لائبریری خاصی آباد تھی.... ظفر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا لیکن کہیں بھی کوئی بے مرمت ڈاڑھی والا نہ دکھائی دیا۔ تھک گیا تھا لہٰذا اس نے سوچا کیوں نہ کچھ دیر یہیں بیٹھا جائے.... ایک اخبار اٹھا کر وقت ضائع کرنے لگا۔

اچانک کسی کی کھانسی سن کر چونکا اور تھوڑے فاصلے پر بیٹھے ہوئے کھانسنے والے کو گھورنے لگا۔ یہ ایک خوش رو نوجوان تھا.... ڈاڑھی مونچھیں صاف تھیں اور سر کے بال بڑی نفاست سے تراشے گئے تھے۔ آنکھوں پر ریم لیس فریم کی ہلکی پھلکی عینک تھی۔

ظفر نے ہونٹ سکوڑے لیکن کچھ بولا نہیں.... یہ صد فیصد جیمسن تھا جس کے ہاتھوں میں ایک موٹی سی اور کسی قدر کرم خوردہ کتاب تھی۔!

ظفر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب والی کرسی پر جا بیٹھا.... اور آہستہ سے بولا۔ "بچ رہے ہو.... کیا چاند سی صورت نکل آئی ہے۔!"

جیمسن کسی وحشت زدہ جانور کی طرح بھڑکا کیونکہ ظفر نے آواز بدلنے کی کوشش کی تھی۔

"کیا اب اٹھ کر بھاگے گا....؟" ظفر نے آواز بدلنے کی کوشش ترک کرتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ....!" جیمسن نے طویل سانس لے کر کتاب بند کر دی اور بولا۔ "مجھے اتنی جلد مل بیٹھنے کی توقع نہیں تھی ورنہ آج کا دن اور جیسے تیسے نکال دینے کی کوشش کرتا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہاں سے اٹھئے تو بتاؤں....!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔

اس نے کتاب کاؤنٹر کلرک کے حوالے کی اور ظفر کے ساتھ باہر نکلا اور ایک سیکنڈ ہینڈ ووکس ویگن کا دروازہ کھول کر نہایت ادب سے کھڑا ہو گیا۔

"یہ گاڑی کہاں سے ہاتھ لگی....؟" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"آپ بیٹھئے تو سہی.... ٹھکانے پر پہنچ کر بتاؤں گا....!"

ظفر گاڑی میں بیٹھ گیا اور جیمسن نے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔ "بالوں سے نجات پانے کے بعد ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے کل یا پرسوں پیدا ہوا ہوں۔"

"ٹھکانے پر پہنچ کر ہی فیصلہ کر سکوں گا کہ تم نے پیدا ہو کر غلطی تو نہیں کی۔!" ظفر الملک نے خشک لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ ظفر نے پھر ہونٹ سکوڑے اور جیمسن کو گھورنے لگا۔ گاڑی سے اتر کر وہ عمارت میں آئے.... جیمسن نے کاؤنٹر سے کنجی لی اور وہ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچے۔!

ایک کمرے کا قفل کھولتے وقت جیمسن نے کہا۔ "بڑی پر سکون جگہ ہے۔!"

"ہو سکتا ہے تھوڑی دیر بعد پر سکون جگہ نہ رہ جائے....!" ظفر کا لہجہ بڑا غصیلا تھا۔

دونوں کمرے میں داخل ہوئے اور جیمسن نے کہا۔ "میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن آپ سے ملاقات ضرور ہو گی اسی لئے میں نے دو آدمیوں کی رہائش والا کمرہ انگیج کیا تھا۔!"

"اب اپنی اس بے پناہ دولت مندی کے راز سے بھی آگاہ کر دو....!" ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی صحبت میں رہ کر تھوڑا بہت ذہین بھی ہو گیا ہوں۔!"

"تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں....!" ظفر گھونسا تان کر بولا۔

"میں نے سوچا اگر گاڑی میرے پاس رہی تو یقینی طور پر پولیس کے ہتھے چڑھوں گا۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"گاڑی میں نے فروخت کر دی۔!"

"کیا....؟"

"جی ہاں.... اور نہیں تو کیا نئے ماڈل کی ٹویوٹا پر بیٹھ کر بھیک مانگتا پھرتا۔ میری جیب میں تو ایک پائی بھی نہیں تھی۔!"

ظفر نیم مردہ سا ہو کر کرسی میں ڈھیر ہو گیا۔

"اکیس ہزار کی گاڑی پندرہ ہزار میں کھڑے گھاٹ بک گئی۔ ایک ہزار دلال کو دیئے اور چھ ہزار کی پرانی گاڑی خرید لی.... آٹھ ہزار محفوظ ہیں۔!" جیمسن فخریہ لہجے میں کہتا رہا۔ "آپ جیسے ذہین اور عالی مرتبت مالک کے ملازم میں اتنی سوجھ بوجھ تو ہونی ہی چاہئے۔!"

"آج سے میں تیرا ملازم.... اور تو میرا مالک....!" وہ کرسی سے اٹھتا ہوا کراہا اور ایک زوردار گھونسا جیمسن کے جبڑے پر رسید کر دیا۔

وہ مسہری پر جا گرا تھا.... جبڑا دونوں ہاتھوں سے دبائے اٹھا اور بولا "اب ہم رات کا کھانا کھائیں گے.... آپ کیا پسند فرمائیں گے.... یور ہائی نس....؟"

"زہر....!" ظفر دانت پیس کر بولا۔

"پھر یہ باقی بچے ہوئے آٹھ ہزار کون خرچ کرے گا.... میں خود کو اتنی بڑی ذمے داری کا

اہل نہیں سمجھتا۔!"

"مردود.... تو نے چھ ہزار کے نقصان پر نئی ٹیوٹا بیچ دی جب کہ پورا سال گذرنے پر د
ہزار سے زیادہ کا ڈپریسیئشن نہیں ہوتا۔!"

"یہ دیکھنے بیٹھتا تو وہ گھنٹے بھر میں نہ فروخت ہو سکتی۔!"

"میں اس چھکڑے پر نہیں بیٹھ سکتا۔!"

"فکر نہ کیجئے.... کروڑ پتی عمران صاحب آپ کو نئی امپالا خرید دیں گے۔!"

"اب بکواس بند کر.... اور مجھے چین سے مرنے دے۔!" ظفر نے کہا اور جوتوں سمیت مسہری پر "فلیٹ" ہو گیا۔



موبار کے فلیٹیز ہوٹل میں انہوں نے قیام کیا تھا.... لوسی بار بار آئینے میں حیرت سے ا
شکل دیکھتی۔

ڈھمپ نے کہا تھا کہ بدلی ہوئی صورت میں اس کے والدین کو بھی پہچاننے میں پس و پیش ہوگا۔ وہ سوچ رہی تھی اُس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ جب بھی آئینے کی طرف نظر جاتی وہ خود چونک پڑتی۔ ڈھمپ نے بھی اپنی شکل میں خاصی تبدیلی کر لی تھی اور تاریک شیشوں کی عینک لگانے لگا تھا

آٹھ بجے انہوں نے رات کا کھانا کھایا اور چہل قدمی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

"تمہارے والدین کو تمہاری غیر حاضری پر تشویش ہو گی....؟" ڈھمپ بولا۔

"میں شہر میں تنہا رہتی ہوں.... میرے والدین سردار گڈھ میں ہیں۔!"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم مارک کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔!" لوسی نے کہا۔

"مقصد تو تمہیں پولیس سے بچائے رکھنا ہے.... مارک جائے جہنم میں ویسے لگے ہاتھ بھی کہیں نظر آگیا تو دیکھا جائے گا۔!"

ہوا میں خنکی تھی لیکن ناخوش گوار نہیں تھی۔ سر پر تاروں بھرا آسمان صدیوں پرانی کہانی دھرا رہا تھا۔ وہ چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گئے۔

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کبھی ایسے حالات سے گذرنا ہوگا۔!" لوسی تھکی تھکی

آواز میں بولی۔

"کیا تمہیں ان حالات میں دلچسپی کی کوئی چیز نہیں ملی....؟"

"تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میرے ہاتھوں ایک خون ہوا ہے۔!"

"تمہیں بھی بھول جانا چاہئے۔!"

"میرے لئے ناممکن ہے۔!"

"تم نے نادانستہ طور پر صیہونی کو مار کر عیسائیت کے لئے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور اپنے وطن کی خدمت کی ہے۔!"

"خدا جانے....!"

"اچھا تو سنو....! میں تمہیں بتاتا ہوں تم نے پچھلے دنوں اخبارات میں کسی نیلے ہاتھ کی کہانی پڑھی تھی۔!"

"ہاں.... ہاں....!" لوسی چونک پڑی۔

"وہ ان ہی لوگوں کا کارنامہ تھا جن کی آلہ کار تم نادانستہ طور پر بنی رہی ہو۔ نیلے ہاتھ کا پہلا شکار رچرڈسن عیسائیوں کی تحریک آزادی بیت المقدس کا سرگرم کارکن تھا۔ دوسری شکار مسز گوہن کو عمران نے اپنی حکمت عملی سے بچا لیا تھا۔!"

"اوہو.... تو اسی لئے وہ لوگ عمران کی تلاش میں ہیں۔!"

"ہاں.... یہی وجہ ہے۔!"

"تو کیا عمران بھی کسی تحریک سے تعلق رکھتا ہے....؟"

"نہیں.... لیکن بیت المقدس پر یہودیوں کا تسلط اسے بھی گوارا نہیں۔!"

"تب تو اُسے نیک بدمعاش کہنا چاہئے....!" لوسی ہنس کر بولی۔

"مجرم پولیس سے اتنے خائف نہیں ہیں جتنے عمران سے ہیں۔!"

"اچھا تو اٹھو.... ہم اس کی تلاش جاری رکھیں.... یہاں کے ریستورانوں یا کسی نہ کسی بار میں وہ ہمیں ضرور دکھائی دے گا۔!"

"فلپ نے اس کے پیشے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا....؟" ڈھمپ نے پوچھا۔

"کچھ بتایا تو تھا لیکن مجھے یاد نہیں آرہا۔!"

وہ اٹھ کر ٹہلتے ہوئے ایک قریبی بار میں داخل ہوئے۔

"میں لیمونیڈ پی لوں گی.... تمہیں جو پینا ہو پیئو....!" لوسی نے کہا۔

"میں کوکا کولا کے علاوہ اور کچھ نہیں پیتا۔!"

"کیا واقعی اتنے ہی پارسا ہو....؟" لوسی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"اس بھینس سے تمہیں کبھی ملاؤں گا جس کا دودھ پی پی کر جوان ہوا ہوں۔!"

کاؤنٹر پر رک کر انہوں نے لیمونیڈ اور کوکا کولا کی فرمائش کی۔

"کیا مسٹر مارک ایولن آج نہیں آئے....!" لوسی نے بار ٹنڈر سے پوچھا۔

یہ ایک زرد چہرے والا یوریشین تھا.... اس نے لوسی کو گھور کر دیکھا اور سر کو منفی جنبش دیتا ہوا آئس باکس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پھر کاؤنٹر پر بوتلیں رکھتا ہوا آہستہ سے بولا "تم لوگ شائد یہاں اجنبی ہو۔!"

"ہاں.... آں.... شہر میں ایک بار مسٹر ایولن سے ملاقات ہوئی تھی.... انہوں نے اسی بار کا پتا بتایا تھا....!" ڈھمپ نے کہا۔

"شائد وہ اب بھی شہر ہی میں ہے۔!" بار ٹنڈر نے خشک لہجے میں کہا اور دوسرے گاہک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ لیمونیڈ اور کوکا کولا کی چسکیاں لیتے رہے۔ بار ٹنڈر گاہک سے نپٹ کر پھر ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور لوسی کو مخاطب کر کے بولا۔ "اگر تم سے ایک بار ہی اس کی ملاقات ہوئی ہے تو دوسری بار ملنے کی کوشش نہ کرو۔!"

"کیوں....؟"

"شائد تم اُسے اچھی طرح نہیں جانتیں۔ موبار کی عورتیں اسکے تصور سے بھی کانپتی ہیں۔"

"ہمارا تعلق ایک اخبار سے ہے....!" ڈھمپ بولا۔ "مسٹر مارک ایولن کے پاس ہمارے لئے کچھ مواد تھا۔!"

وہ اسے الگ لے جا کر آہستہ سے بولا۔ "اس کی رہائش گاہ پر تنہا جانا.... لڑکی کو ہرگز نہ لے جانا ورنہ وہ تمہیں تو اٹھوا کر باہر پھینکوا دے گا اور لڑکی کو جب تک چاہے گا اپنا مہمان رکھے گا۔"

"کیا.... یہاں.... اس جزیرے پر قانون کی حکومت نہیں ہے۔!" ڈھمپ نے بُرا سا منہ بنا

کر پوچھا۔

"قانون کے محافظ اس کی جیب میں پڑے رہتے ہیں۔!"

"اُوہ.... تو وہ یہاں اتنا ہی بااثر ہے.... میرے اخبار کے لئے اچھا خاصا موضوع....!"

"وہ اس اخبار ہی کو بند کرا دینے کی قوت رکھتا ہے جس میں اس کے خلاف کچھ چھاپا جائے۔!"

"اُوہ.... اچھی بات ہے.... میں اس سے تنہا ہی ملوں گا.... مجھے پتہ بتا دو....!"

"اگر وہ شہر سے واپس آگیا ہو گا تو مشرقی ساحل کی عمارت ایولن ہاؤز میں ملے گا آج کل وہیں مقیم ہے۔!"

"کیا یہاں اس کی کئی عمارتیں ہیں....؟"

"آدھے جزیرے کا مالک وہی ہے.... تم کیسے اخبار نویس ہو کہ اتنا بھی نہیں جانتے۔!"

"تب تو میں اس سے ہرگز نہیں ملوں گا۔!" ڈھمپ نے خوف زدہ لہجے میں کہا اور وہاں سے کھسک کر لوسی کے پاس آ کھڑا ہوا۔

جب وہ بار سے باہر نکلے تو لوسی نے پوچھا۔ "الگ لے جا کر کیا کہہ رہا تھا....؟"

"تمہارے سننے کی بات نہیں....!"

"تم عجیب آدمی ہو.... بتاؤ نا....!"

"مجھے عجیب ہی رہنے دو....!"

لوسی خاموش ہو گئی.... اور پھر وہ فلیٹیز کی طرف واپسی کے لئے مڑ گئے.... کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ ایک جیپ اُن کے برابر رکی اور اس پر سے دو آدمیوں نے کود کر ان کا راستہ روک لیا۔

"گاڑی پر بیٹھ جاؤ....!" ایک بولا۔

"کک.... کیوں....؟" ڈھمپ کی آواز کانپ رہی تھی۔

"اگر کوئی اجنبی یہاں اس کا نام لیتا ہے تو اُسے اس کا مہمان بننا پڑتا ہے۔!" جواب ملا۔

"لل.... لیکن....!"

"چلو بیٹھ جاؤ.... ورنہ زبردستی بٹھا دیئے جاؤ گے۔!"

"نن.... نہیں زبردستی نہ کرو.... ہم بیٹھے جاتے ہیں۔!" ڈھمپ گڑگڑایا۔

لوسی کو اُس آدمی کا لہجہ اچھا نہیں لگا تھا۔ دل شدت سے دھڑکنے لگا۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ڈھمپ اتنا بودا ثابت ہوگا.... اُس نے اُسے جیپ کی طر
مڑتے دیکھا پھر اچانک وہ پلٹ پڑا... اس کا مکا پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کے جبڑے پر پڑ چکا تھا
لوسی اچھل کر دور جا کھڑی ہوئی.... جس کے جبڑے پر مکا پڑا تھا کئی گز کے فاصلے پر لیٹا
آیا.... دوسرے نے ڈھمپ پر چھلانگ لگائی تھی۔ پہلا اٹھ ہی رہا تھا کہ ڈھمپ نے دوسرے کو
سے بلند کر کے اس پر پھینک مارا۔

اس کے بعد دونوں پھر نہ اٹھ سکے.... لوسی جھپٹ کر ڈھمپ کے پاس پہنچی۔ یہاں دھن
سی روشنی تھی اور آس پاس اور کوئی موجود نہیں تھا۔

"اب کھڑے کیا کر رہے ہو.... چلو یہاں سے....!" لوسی نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں....!" وہ اونچی آواز میں بولا۔ "جیپ اسٹارٹ کر کے ان دونوں پر
دوں۔!"

اچانک وہ دونوں اٹھ کر مخالف سمت میں بھاگ نکلے اور ڈھمپ نے ایک زور دار قہقہہ لگا
اس نے گاڑی کے اگلے حصے کی طرف جا کر ڈیش بورڈ ٹٹولا۔ کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔

"آؤ بیٹھو....!" اس نے اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھتے ہوئے لوسی کو آواز دی۔

"یہ کیا کر رہے ہو....؟ نکل چلو یہاں سے....!"

"مارک ایولن کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ ڈھمپ اس کے جزیرے میں پہنچ چکا ہے۔!"

طوعاً و کرہاً وہ جیپ میں اس کے برابر بیٹھ گئی۔

"موبار میرے لئے نئی جگہ نہیں ہے۔! میں اس کے چپے چپے سے واقف ہوں۔!" ڈھمپ بولا
جیپ اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی۔

لوسی خوف زدہ تھی.... اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "اب کہاں جا رہے ہو۔!"

"جیپ غائب کرنے....!"

تھوڑی دیر بعد ایک جگہ گاڑی روک کر وہ اتر پڑا اور لوسی سے بھی اترنے کو کہا۔

وہ نیچے اتری تو کہا.... "چلو دھکا لگاؤ....!"

"کیوں....؟" اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

"ایک ہی دھکے میں غائب ہو جائے گی۔!"

"پتہ نہیں تم کیا کرنا چاہتے ہو....!"

"ایولن کو اس جزیرے پر اپنی موجودگی کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔!"

دونوں نے مل کر گاڑی کو دھکا دیا اور وہ سچ مچ پہلے ہی دھکے میں غائب ہو گئی.... لوسی نے اس کے پانی میں گرنے کی آواز سنی تھی.... دراصل وہ ایک ٹیلے پر سے سمندر میں گرائی گئی تھی۔

"اب پیدل چلیں گے.... ہوٹل تک....!" لوسی بھنا کر بولی۔

"شارٹ کٹ سے چلوں گا.... فکر نہ کرو۔!"

ہوٹل پہنچ کر یک بیک اس نے خوف زدہ انداز میں اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ ڈری ڈری سی آوازیں بھی اس کے حلق سے نکل رہی تھیں۔

"کیا ہوا....؟" لوسی بوکھلا کر اس کی طرف جھپٹی۔

"مم.... میری پشت پر قمیض کے نیچے کوئی چیز ہے....!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولا اور پھر اچھلنے لگا۔ لوسی نے قمیض کھینچ کر پتلون سے نکال لی اور پچھلا دامن جھٹکنے لگی۔ ایک ادھ مرا پتنگا نکل کر فرش پر رینگنے لگا تھا۔

لوسی بے تحاشہ ہنس پڑی اور اس نے بُرا مان کر کہا۔ "ہنس رہی ہو۔!"

پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھتا ہوا بولا۔ "دیکھو دل کتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے۔"

لوسی ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہوئی جا رہی تھی.... اور وہ کھسیانے انداز میں اُسے بُرا بھلا کہہ رہی تھا۔

"تمہارا بھی جواب نہیں ہے....!" وہ ہنسی روکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔ "یا اتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دو گے یا ایک بے حقیقت پتنگا تمہیں دہلا کر رکھ دے گا۔!"

"کاٹ لیتا تو....؟" ڈھمپ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "بزرگوں نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ عورت کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے.... یا ہمدردی کی حد کر دیں گی یا اتنی بے دردی سے مذاق اڑائیں گی۔!"

لہجہ ایسا تھا کہ لوسی پھر ہنس پڑی۔



دوسری صبح ظفر نے جیمسن سے بقیہ آٹھ ہزار وصول کر لئے اور اُسے گھونسا دکھاتا ہوا بولا۔

"آخری بار تجھے معاف کر رہا ہوں.... آئندہ اگر ایسی کوئی حرکت کی تو شوٹ کر دوں گا...!"

"کر دیجئے گا....!" جیمسن نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اگر اس شخص کو پولیس نے پریشان کیا تو، جس نے گاڑی خریدی ہے۔!"

"میں بتاؤں.... آپ اپنی گاڑی کی چوری کی رپورٹ درج کرا دیجئے....!"

"فضول بکواس مت کرو....!"

"اس طرح اس شخص کے خلاف کیس اور مضبوط ہو جائے گا جس سے آپ کی گاڑی خریدنے کی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ پکڑا جائے گا.... رسید پیش کرے گا لیکن آپ کی تحریر بدست جیمسن ہو گی۔ ظاہر ہے کہ آپ کے دستخط میں نے ہی تو کئے تھے۔!"

"اس بکواس کا مقصد کیا ہے....؟"

"شرمندگی دور کر رہا ہوں.... دراصل مجھے یہ چاہئے تھا کہ گاڑی کسی سڑک پر کھڑی کر کے یہ شہر ہی چھوڑ دیتا۔!"

"اب ختم بھی کرو گاڑی کا قصہ....!" ظفر دانت پیس کر بولا۔

"آپ کہتے ہیں تو ختم کئے دیتا ہوں ورنہ مجھے بے حد افسوس ہے کہ اتنی سستی بک گئی۔!"

"شٹ اپ....!"

"او کے.... یور ہائی نس....!"

"وہ اخبار اٹھاؤ.... اور ناشتے کے لئے فون کر دو....!"

جیمسن نے اخبار اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور کاؤنٹر کلرک کو ناشتے کے لئے فون کرنے لگا۔ سرخی پر نظر پڑتے ہی ظفر چونک پڑا۔

"پر اسرار ہاتھ میں خنجر"

جلدی جلدی خبر پڑھنے لگا جس کے مطابق پچھلی رات پر اسرار ہاتھ نے جیل کے ایک پہرے دار کا خاتمہ کر دیا.... دوسرے سنتری نے بیان دیا تھا کہ وہ اور اس کا مقتول ساتھی پہرہ دے رہے تھے۔ اچانک وہ ہاتھ کسی طرف سے نمودار ہوا اور اس کے بائیں پہلو پر عین دل کے مقام پر وار کر کے آناً فاناً غائب ہو گیا۔ اس بار اس ہاتھ میں خنجر تھا۔

"تت.... تم نے یہ خبر پڑھی....؟" ظفر نے سر اٹھا کر جیمسن سے پوچھا۔

"کون سی خبر....؟"

"سنتری کے قتل والی....!"

"پڑھی تھی....!" جیمسن نے لاپروائی سے کہا۔

"آخر سنتری کیوں....؟"

"مر گیا.... ورنہ اسی سے پوچھ کر بتاتا.... سنئے.... یور ہائی نس! کیوں نہ ہم الگ الگ رہیں۔"

"کیوں....؟" ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تو اپنی ڈاڑھی صاف کرا دی ہے لیکن آپ کی مصنوعی ڈاڑھی کی وجہ سے ضرور پکڑے جائیں گے۔!"

"اچھا تو سن....! میں تجھ پر عورت کا میک اپ کئے دیتا ہوں۔!"

"صاحب....؟ آپ مجھے یہاں ایک گوشے میں پڑا رہنے دیجئے۔!"

"بہت زیادہ ڈر گیا ہے شائد....!"

"دستِ قضا میں خنجر کا اضافہ ہو گیا۔!"

"اونہہ.... ریسیور کے بغیر وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا.... ہم اگر محتاط رہیں تو ریسیور ہم تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ رچرڈسن کی ٹائی کی گرہ پر ایک اسٹار پن کیا ہوا تھا.... ریسیور اُسی اسٹار میں پوشیدہ تھا.... لہٰذا اس کی گردن اس کی گرفت میں آگئی تھی۔!"

"ایک مخصوص آدمی کی کوششوں نے دوسرے مخصوص آدمی کی جان لی تھی.... بیچارا جیل کا سنتری کس شمار و قطار میں تھا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہر کس و ناکس دستِ قضا کا شکار ہو سکے گا۔!"

"موت سے ڈرتے ہو....؟"

"آپ مار ڈالئے.... مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔!"

"خیر ختم کرو.... اس قصے کو.... کیا میں یہاں سے چلا جاؤں....؟" ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"جائیے یا نہ جائیے.... لیکن براہِ کرم گاڑی کی نمبر پلیٹ ضرور تبدیل کر دیجئے کیونکہ جس دلال کے توسط سے میں نے گاڑی بیچی تھی اسی کے توسط سے خریدی بھی تھی۔ اگر خریدنے والا

پکڑا گیا تو پولیس دلال تک ضرور پہنچے گی اور دلال اسے اس گاڑی کے نمبر سے مطلع کر دے گا۔!"

"میں سمجھا تھا کہ تم یہ حرکت کر بھی چکے ہو گے۔!"

"مجھے موقع ہی نہیں مل سکا۔!"

"یہ بے حد ضروری ہے۔۔۔۔!ورنہ ضرور پکڑے جائیں گے۔!" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"سوال تو یہ ہے کہ ہم کب تک خانہ بدوشی کی زندگی بسر کریں گے۔۔۔۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ پولیس اس طرح ہمیں گھیرتی پھرے جیسے ہم مجرم ہوں۔۔۔۔ حالانکہ ہم پولیس سے زیادہ اہم ہیں۔!"

"ہر محکمے کا طریق کار الگ ہوتا ہے۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔ جیمسن نے اٹھ کر دروازہ تھوڑا سا کھولا۔۔۔۔ پھر باہر جھانک کر پورا کھول دیا۔

ویٹر ناشتہ لایا تھا۔ ناشتے کے بعد ظفر نے پیدل ہی نکل جانے کی ٹھانی اور جیمسن کو ہدایت کر دی کہ اس کی عدم موجودگی میں کسی نہ کسی طرح گاڑی کے نمبر ضرور بدل دے۔

رچرڈسن کا گھرانا ابھی اسی عمارت میں مقیم تھا جس میں رچرڈسن نیلے ہاتھ کا شکار ہوا تھا۔ اس نے سوچا اسی طرف چلنا چاہئے۔ ملٹی فارم انٹر پرائزز کی زمینوں پر تو پولیس کا قبضہ تھا۔ لہٰذا مسز گوہن سے رابطہ قائم کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!

موجودہ میک اپ میں اُسے جیمسن اور صفدر کے علاوہ اور کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ یہ میک اپ اس نے سائیکو مینشن میں صفدر کے سامنے ہی کیا تھا۔ بلکہ صفدر نے اس سلسلے میں اس کی کسی قدر مدد بھی کی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ ایک گاڑی اُس کے قریب رکی۔۔۔۔ اسٹیئرنگ کے سامنے صفدر نظر آیا۔ اُس نے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ اگلی ہی سیٹ کا دروازہ کھول کر اُس کے برابر بیٹھ گیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔

صفدر نے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے ہوئے کہا۔ "تمہاری گاڑی فیاض کے ماتحتوں نے ایک آدمی سمیت پکڑلی ہے۔۔۔۔ کیا قصہ ہے۔۔۔۔؟"

ظفر الملک نے جھلائے ہوئے انداز میں جیمسن کی کہانی دہرا دی۔

صفدر ہنس رہا تھا۔۔۔۔ کہانی کے اختتام پر بولا۔ "میں سمجھا تھا شائد عمران صاحب کی صحبت میں تم ایسے ہوگئے ہو لیکن جیمسن کو تو تم نے پہلے ہی سے پال رکھا تھا۔!"

"وبال جان ہو گیا ہے کمبخت۔۔۔۔!"

"اچھا تو پھر اب تم اس گاڑی سے بھی ہاتھ دھو رکھو جو اُس نے چھ ہزار میں خریدی ہے اُسے کسی جگہ سے فون پر ہدایت دو کہ ہوٹل فوراً چھوڑ دے اور گاڑی وہیں کھڑی رہنے دے۔ عمران صاحب نہیں چاہتے کہ فی الحال تم دونوں کیپٹن فیاض کے ہاتھ لگو۔۔۔۔!"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ دلال کے توسط سے پولیس اس گاڑی کا سراغ بھی پالے گی۔!"

صفدر نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب گاڑی روکی اور ظفر نے فون پر جیمسن سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ کاؤنٹر کلرک نے اُسے بتایا کہ روم نمبر سترہ کا مکین کاؤنٹر ہی پر موجود ہے ظفر کے کہنے پر اُس نے ریسیور جیمسن کو دے دیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔۔ جیمسن۔۔۔۔ میں ظفر ہوں۔۔۔۔ ہوٹل فوری طور پر چھوڑ دو۔۔۔۔ گاڑی جہاں کھڑی ہے وہیں چھوڑو۔۔۔۔!"

"میں اس وقت کاؤنٹر پر یہی کر رہا ہوں۔۔۔۔!" دوسری طرف سے جیمسن کی آواز آئی۔

"لیکن حساب کر دینے کے بعد میرے پاس صرف ساڑھے سات روپے باقی بچیں گے اور اب فی الحال میرے قبضے میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میرے معیار کے مطابق میری کفالت کر سکے۔!"

"اچھا۔۔۔۔ مردود وہاں سے نکل کر سیدھے جہانگیر پارک پہنچو۔۔۔۔ میں سنگ بنیاد کے قریب تمہارا منتظر رہوں گا۔!"

سلسلہ منقطع کر کے وہ بوتھ سے باہر آیا اور صفدر کو بتایا کہ "اُسے جہانگیر پارک پہنچنے کو کہہ آیا ہے۔!"

صفدر نے کہا۔ "یہ زیادہ اچھا ہے۔۔۔۔ دراصل ہمیں اس وقت جزیرہ موبار پہنچنا ہے۔۔۔۔ اور فلیٹیز ہوٹل میں قیام کریں گے۔۔۔۔ عمران صاحب کی ہدایت کے مطابق انہوں نے صرف تمہارے لئے کہا تھا لیکن میری دانست میں جیمسن کو تنہا چھوڑنا بہتر نہ ہوگا۔!"



صبح کے اخبارات دس بجے سے پہلے موبار نہیں پہنچتے تھے۔

عمران نے ہاتھ اور خنجر والی خبر دیکھی اور سناٹے میں آگیا۔ لوسی قریب ہی بیٹھی تھی۔ اس کے شانے پر جھک کر وہ بھی سرخیوں پر نظر ڈالنے لگی تھی۔

"اوہو.... پھر وہی قصہ....!" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور اس بار خنجر کی کہانی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ڈھمپ....! اب کیا ہوگا....؟"

"اتنی بے تکلفی ہو جانے کے بعد بھی تم مجھے "ڈھمپی" نہیں کہہ سکتیں۔ ڈھمپ ہی کہتی رہو گی۔!"

"میں اس وقت بہت سنجیدہ ہوں....!"

"ارے.... جاؤ.... بس.... دس ہزار ہاتھ اور دس ہزار خنجر بھی مجھے متفکر نہیں کر سکتے۔ جتنے لوگوں کو مرنا ہے مرتے رہیں گے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"تم عجیب ہو....!"

"جب میں اپنے بارے میں سوچتا ہوں کہ کسی دن مر جاؤں گا تو بے حد خوشی محسوس کرتا ہوں۔!"

"مجھے اس جنجال سے نکالنے کے بعد مرنا.... ابھی سے مرنے کی نہ سوچو....!"

"اپنے سوچنے سے مر سکا ہوتا تو اس وقت تم مجھے یہاں نہ دیکھتیں۔!"

"اب بتاؤ.... تم کیا کرو گے....؟"

"میں تو اپنے کمرے سے نکلنے کی بھی ہمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پچھلی رات اُن دونوں نے ہمیں بار ہی میں دیکھا ہوگا.... اور وہیں سے پیچھے لگے ہوں گے ہو سکتا ہے اس وقت پورے جزیرے میں ہم دونوں کی تلاش جاری ہو۔!"

"ارے جاؤ.... میں تمہیں اتنا بزدل نہیں سمجھتی۔ پچھلی رات تم نے مجھے متحیر کر دیا تھا۔!"

"وہ تو ایک قسم کا دورہ پڑتا ہے.... لیکن وقوعے کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی ڈر کے مارے میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"میں تو مر چکا ہوں گا تم یقین کرو یا نہ کرو۔!"

"مرنے کی باتیں کیوں کرتے ہو۔!"

"جینے اور مرنے کے علاوہ اس دنیا میں اور رکھا ہی کیا ہے۔!"

"بس خاموش....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور عمران نے لوسی کو باتھ روم میں چلے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "جب تک میں آواز نہ دوں باہر نہ آنا۔!"

اس نے خاموشی سے اس ہدایت پر عمل کیا تھا۔ عمران نے ریڈی میڈ میک اپ ناک پر چسپاں کرتے ہوئے دروازہ کھولا.... اس کا اندازہ غلط نہیں نکلا تھا۔ دو اجنبی سامنے کھڑے تھے۔

"معاف کیجئے گا....!" ایک نے بڑی لجاحت سے کہا۔ "کیا ہم اندر آسکتے ہیں۔!"

"ضرور.... ضرور....!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

"چھت ٹپکتی نہیں ہے....!" عمران نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں تنہا مقیم ہیں....؟"

"جی نہیں.... میری خالہ بھی ساتھ ہیں۔!"

"کہاں ہیں....؟"

"باہر تشریف لے گئی ہیں لیکن آپ کو اس سے کیا۔!"

"دراصل ہمارا تعلق موبار کی پولیس سے ہے۔ ہمیں دو مجرموں کی تلاش ہے ایک عورت اور ایک مرد....!"

"میری شکل ہی ایسی ہے....!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"صورت ہی سے مجرم معلوم ہوتا ہوں.... پکڑ لے چلئے....!"

"جی نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں.... ہمیں جس کی تلاش ہے وہ آپ نہیں ہو سکتے.... اچھا تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہیں۔!"

وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے.... عمران اُن کے ساتھ ہی ساتھ راہداری میں نکل آیا.... اُس نے انہیں برابر والے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے دیکھا اور چپ چاپ کمرے میں آکر دروازہ بولٹ کر دیا۔ ریڈی میڈ میک اپ چہرے سے الگ کر کے جیب میں ڈال لیا.... اُس نے سوچا کہیں لوسی اس کو اس شکل میں دیکھ کر چیخنا نہ شروع کر دے۔

اس کے بعد اس نے ہینڈل گھما کر باتھ روم کا دروازہ کھولا تھا۔

لوسی کا چہرہ فق تھا.... اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "کیا ہوا....؟"

"کچھ بھی نہیں.... چلے گئے.... جزیرے کی پولیس کے دو آدمی تھے انہیں ایک عورت اور ایک مرد کی تلاش تھی۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"میں سن رہی تھی.... اور یقین کرو کہ جو تم سے گفتگو کر رہا تھا اسی کی آواز میں نے رات بھی سنی تھی۔!"

"میں پہلے ہی یقین کر چکا ہوں....!"

"لیکن میں نے تمہاری آواز حیرت انگیز طور پر بدلی ہوئی محسوس کی تھی۔!"

"اصل آواز میں تمہیں خالہ کیونکر کہہ سکتا۔!"

"بہت سُور ہو....!"

"اچھا....!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔ "کیا سور میری ہی طرح خالہ کہتے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!" وہ اٹھلائی۔

عمران فی الحال اُس سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر داور سے رابطہ قائم کرنا ضروری تھا۔ فون استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا.... صفدر کا منتظر تھا۔

وہ لوگ بارہ بجے سے قبل نہیں پہنچ سکے تھے۔ عمران ریڈی میڈ میک اپ میں کمرے سے باہر نکلا تھا۔

ظفر اور جیمسن اُسے نہ پہچان سکے.... لیکن صفدر اس میک اپ سے واقف تھا۔ عمران اشارے سے اُسے اُن دونوں سے الگ لے جا کر بولا۔ "روم نمبر گیارہ کی کڑی نگرانی کرنا.... لوسی ہے.... میں نے اُسے ہدایت کر دی ہے کہ میری واپسی تک کمرے سے باہر نہ نکلے.... لیکن میں نے جیمسن کو ساتھ لانے کے لئے تو نہیں کہا تھا۔!"

صفدر نے جلدی جلدی ظفر الملک کی بپتا دہرائی اور عمران گھنی مونچھوں کے پیچھے مسکرا کر بولا۔ "اب وہ بہ آسانی پہچانا نہ جاسکے گا۔ خیر انہیں سمجھا دینا جزیرے میں سیر سپاٹا نہ فرمائیں گے۔ تم نے لانچ کس ساحل پر چھوڑی ہے۔!"

"جہاں کے لئے آپ نے ہدایت دی تھی۔!"

"ٹھیک ہے....! میں تو چلا.... میری واپسی تک تم ہوٹل ہی میں ٹھہر کر لوسی کی حفاظت کرو گے۔!"

"آپ مطمئن رہئے۔!"

پھر عمران اس ساحل پر پہنچا تھا.... صفدر والی لانچ لنگر انداز تھی۔ کچھ دیر بعد لانچ شہری ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی.... عمران خود ہی اُسے اسٹیئر کر رہا تھا۔

دو گھنٹے بعد وہ ڈاکٹر داور کی تجربہ گاہ میں نظر آیا.... یہاں ریڈی میڈ میک اپ کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی.... اس لئے تجربہ گاہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اُسے چہرے سے الگ کر دیا تھا۔ لیکن اب بھی تھا میک اپ ہی میں۔

"تم آخر کتنی شکلیں بدل سکتے ہو۔ اُس دن کسی دوسری شکل میں آئے تھے۔" ڈاکٹر داور نے کہا۔ "بہر حال میں تمہارا منتظر تھا.... پچھلی رات دس بج کر پندرہ منٹ پر.... لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ مستقر کے فاصلے میں حیرت انگیز طور پر کمی ہوئی ہے۔!"

"کتنی کمی....؟" عمران نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"پہلے فاصلہ یہاں سے ساٹھ میل تھا لیکن پچھلی شب صرف گیارہ میل مشرق کی طرف۔!"

"یہ تو جیل کے آس پاس ہی کی بات ٹھہری۔!" عمران نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

"اور ہاں سنو.... اُس دن میرے اسسٹنٹ نے تمہیں جو ریکارڈ دکھایا تھا اس میں تم ایک صفحہ رواروی میں نظر انداز کر گئے تھے۔ اس دوران میں بھی ایک دن فاصلہ ساٹھ میل سے کم ہو گیا تھا اور سمت بھی مختلف تھی۔!"

عمران نے ریکارڈ کے اس صفحے پر نظر ڈالی.... تاریخ وہی تھی.... جس میں رچرڈسن قتل ہوا تھا فاصلہ چودہ میل سمت جنوب....!

اُس کے اندازے کے مطابق ڈاکٹر داور کی تجربہ گاہ سے رچرڈسن کی کوٹھی کم از کم چودہ میل

ضرور رہی ہوگی.... اور سمت بھی جنوب ہی ہوسکتی تھی۔!

اس نے دوسرا صفحہ الٹا۔ یہ اس رات کی رپورٹ تھی جب وہ ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا تھا۔ ایک بار ڈاکٹر النگھم کے سلسلے میں اور دوسری بار عمران کی فلٹ ہیٹ لے گیا تھا۔ اس صفحے پر اس کے مستقر کا فاصلہ ساٹھ میل درج کیا گیا تھا۔

عمران طویل سانس لے کر ڈاکٹر داور کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"تو پھر....؟" وہ آہستہ سے بولا۔ "اس کا کنٹرول سسٹم اتنا مختصر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ آسانی منتقل کیا جاسکے۔!"

"یقیناً.... اب اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔!" ڈاکٹر داور پر تشویش لہجے میں بولے۔

"لہٰذا فی الحال.... یہ توقع بھی ختم ہوگئی کہ اس کا مستقر معلوم کر کے اُسے تباہ کیا جاسکے گا....!" عمران بڑبڑایا۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں.... سوال تو یہ ہے کہ اُسے کہاں تلاش کیا جائے۔!"

"سنو....!" ڈاکٹر داور عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔ "میں اس دوران میں کسی ایسے حربے کے امکانات پر غور کرتا رہا ہوں جو اسے تباہ کرسکے۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوگی.... کم از کم کچھ لوگوں کی زندگیاں تو محفوظ رہیں گی۔!"

"لیکن....!" ڈاکٹر داور متفکرانہ لہجے میں بولے۔ "ایک دشواری پر قابو پانا میرے لئے ممکن نہیں۔ میرا حربہ اس کا تعاقب کر کے اُسے تباہ ضرور کردے گا لیکن اس کے سلگتے ہوئے ٹکڑے اوپر سے گر کر عمارتوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... وہ ڈاکٹر داور کے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کو گھورے جارہا تھا۔

"کیا میں.... آپ کا فون استعمال کرسکتا ہوں....؟" عمران نے ڈاکٹر داور سے پوچھا۔

"ضرور.... ضرور....!"

اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔

"جیل کے سنتری کی موت کا مطلب سمجھتے ہو....؟" عمران نے طنزیہ لہجے میں سوال کیا۔

"اوہ.... تم....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیوں مجھے پریشان کررہے ہو۔!"

"سنو....! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ مزید پریشانیاں تم پر نازل نہ ہوں تو فی الحال مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرو.... اس آدمی کو چھوڑ دو جس نے ظفر کی گاڑی خریدی ہے.... ظفر اور جیمسن کے سلسلے میں بھی اپنی تگ ودو ختم کردو.... ڈاکٹر النگھم کو تلاش کرو.... یا اس لاش کو تفتیش کا مرکز بناؤ جو تمہاری موجودگی میں غائب کردی گئی تھی۔!"

"اچھی بات ہے....!" دوسری طرف سے فیاض کی مردہ سی آواز آئی۔ "لیکن ابھی تم نے سنتری کے قتل سے متعلق کیا کہا تھا۔!"

"ریناولیبز کی رہائی کے مطالبے میں مزید زور پیدا کرنے کے لئے اُسے قتل کیا گیا ہے۔!"

"لیکن اس کی رہائی ناممکن ہے....!"

"یہ تمہارا اپنا معاملہ ہے.... ہوسکتا ہے دوسرا شکار تمہارا ہی کوئی ماتحت ہو.... انہیں اچھی طرح سمجھا دو کہ کسی سے بھی کسی قسم کے تحفہ جات قبول نہ کریں۔!"

"اچھا.... اور کچھ.... لیکن تم کیا کرتے پھر رہے ہو....!"

"فی الحال تو النگھم کی طرف سے کسی حملے کے خوف کی بناء پر چھپا چھپا پھر رہا ہوں۔ اچھی بات ہے دوست خدا حافظ۔!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے ڈاکٹر داور کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں اپنی ہی جانب نگراں پایا۔

"ڈاکٹر صاحب....!" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ اپنے حربے میں کسی قدر تبدیلی کردیں۔!"

"کس طرح....؟"

"یقیناً.... وہ کوئی خودکار حربہ ہوگا.... جسے آپ وائرلیس سے کنٹرول کریں گے۔!"

"ہاں.... ہاں....!"

"اس کے دو حصے ہوں گے، ایک وہ جو النگھم کے حربے کا تعاقب کرے گا اور دوسرا وہ جو اس کے مقابل پہنچ کر اُسے تباہ کرے گا۔!"

"ظاہر ہے....!"

"آپ صرف وہ حصہ تیار کرائیے جس کا تعلق تعاقب سے ہو اور اس سے میرا ایک حربہ اٹیچ کرادیجئے....!"

"اس سے کیا ہوگا....؟"

"وہ حربہ اُسے اس طرح تباہ کرے گا کہ اس کے ریزے بھی نظر نہ آسکیں گے۔ بس ایسا معلوم ہوگا جیسے اس کا شکار فضا میں تحلیل ہو گیا ہو...!"

"کیا بہت زیادہ تفکرات نے تمہارے ذہن پر کوئی بُرا اثر ڈالا ہے....؟"

عمران ہنس پڑا....اور پھر بولا۔ "ایسی کوئی بات نہیں.... میں اس کا ڈایاگرام بھی تیار کئے دیتا ہوں.... حربہ میرا کوئی آدمی آپ تک پہنچا دے گا۔ آپ یہیں اس کا تجربہ بھی کر لیجئے گا...!"

"بڑی عجیب باتیں کر رہے ہو....!"

عمران نے پندرہ منٹ کے اندر اندر ڈایاگرام تیار کر کے ڈاکٹر داور کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "فرض کیجئے.... یہ آپ کا خود کار آلہ ہے.... یہاں اس جگہ میرا حربہ فٹ کر دیجئے گا اور اپنے آلے کا کوئی پرزہ میرے حربے کے ٹریگر سے اس طرح اٹیچ کر دیجئے گا کہ جیسے ہی النگھم کا قاتل ہاتھ سامنے آئے میرے حربے کا ٹریگر دب جائے...!"

"ہوں....ہوں....!" ڈاکٹر داور نے ڈایاگرام کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے او ہو اچھا تو یہ تمہارا حربہ پستول کی شکل کا ہے...!"

"جی ہاں....!"

"اچھی بات ہے....!"

"اس سلسلے میں ایک درخواست یہ ہے کہ آپ اسے امانتاً اپنے پاس رکھیں گے اور فی الحال اس کا تجربہ نہیں کریں گے.... ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ ضائع ہو جائے...!"

"نہیں بالکل نہیں....!" وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرائے۔



شام کے پانچ بجے تھے جب عمران نے موبار کے ساحل پر قدم رکھا۔

موسم اچھا نہیں تھا۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا.... ہوا معمول سے زیادہ تیز اور خنک تھی۔ ایسے حالات میں بارش ضرور ہوتی تھی۔

لانچ اس نے مشرقی کنارے پر روکی تھی یہاں سے وہ عمارت زیادہ دور نہیں تھی جس میں ان دنوں مارک ایولن کا قیام تھا۔

اس بار وہ لانچ میں تنہا نہیں تھا۔ خاور ساتھ آیا تھا اُسے ساحل پر اتار کر لانچ مشرقی ساحل سے ہٹا لے گیا۔

عمران نے یہاں مارک ایولن سے متعلق خاصی چھان بین کر لی تھی اُسے معلوم ہوا تھا کہ اس کی کوٹھی کے آس پاس لینڈ کرنے والی کشتیوں کے مالک خاصے پریشان کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس نے دیدہ دانستہ اس طرف کے ساحل پر لانچ رکوائی تھی۔

کچھ ہی دور چلا ہوگا کہ دو آدمیوں نے راستہ روک لیا۔

عمران اس وقت بھی ریڈی میڈ میک اپ میں تھا۔ یعنی بھدی ناک کے نیچے جھکاؤ دار مونچھوں کا سائبان تھا جس نے ہونٹوں کو پوری طرح ڈھانک لیا تھا۔

"تم کس کی اجازت سے اس گھاٹ پر اترے ہو....؟" ایک نے کڑک کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں لینڈ کرنے کے لئے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے.... کیا یہ ملٹری ایریا ہے...!"

"نہیں....! پرائیویٹ پراپرٹی....!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ لاعلم تھا....!"

"لانچ کہاں گئی....؟"

"شہر واپس گئی....!"

"تم کہاں جا رہے ہو....؟"

"کئی دن سے میرا قیام فلیٹیز میں ہے.... آج صبح ایک کام سے شہر گیا تھا...!"

"تمہیں ہمارے باس کے سامنے جواب دہی کرنی پڑے گی...!"

"کون ہے تمہارا باس....؟"

"مارک ایولن....!"

"آہا.... تو کیا وہ جزیرے میں موجود ہیں...!"

"کیوں....؟" مخاطب کے لہجے میں شبہے کی جھلک تھی۔

"ان کے لئے میرے پاس ایک اہم خبر ہے.... مجھے ضرور ان کے سامنے پیش کرو....!"

"تم ہو کون....؟"

"کیا تم بالکل گدھے ہو....؟" عمران نے حیرت سے کہا اور وہ دونوں چراغ پا ہو گئے۔

"برا ماننے کی ضرورت نہیں....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا "عقل استعمال کرو۔!"

"پتا نہیں کیا بک رہے ہو....!"

"اگر میرے پاس کوئی اہم خبر ہے تو مسٹر ایولن کے علاوہ اور کسی کو نہیں بتا سکتا کہ میں کوا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے....! تو چلو ہمارے ساتھ۔!"

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں فلیٹز کے کمرہ گیارہ میں مقیم ہوں.... مارک ایولن کو وہیں بھیج دینا....!"

"ابھی تم نے کہا تھا کہ مجھے ان کے سامنے پیش کرو....!" ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے غلط سنا تھا.... میں نے کہا تھا مارک ایولن کو میرے سامنے پیش کرو۔!"

"کیا تمہاری موت آئی ہے۔!" دونوں نے بیک وقت کہا اور عمران پر جھپٹ پڑے...

دونوں کے سر آپس میں زور سے ٹکرائے تھے اور عمران دور کھڑا ہنس رہا تھا۔ شائد ان کی سمجھ ہی میں نہیں آسکا تھا کہ ایسا کیونکر ہوا۔

"بس جاؤ.... یہ معانقے کا نمونہ تھا۔!" عمران بولا۔ "میں خود ہی تھوڑی دیر بعد مسٹر ایولن سے مل لوں گا۔ ان سے کہہ دینا میرے منتظر رہیں۔"

"تم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکو گے۔!" ایک نے کہا۔

ان کے ریوالور نکل آئے تھے۔

"تمہیں باس کے سامنے حاضر ہی ہونا پڑے گا۔!" دوسرا بولا۔

"مجبوری....!" عمران نے طویل سانس لے کر شانوں کو جنبش دی۔

وہ دونوں اس کی کمر سے ریوالور لگائے اُسے عمارت کی طرف لئے جا رہے تھے۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے سچ مچ حماقت سرزد ہوئی ہے اُن سے الجھے بغیر نکل جانے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ یا پھر بات بڑھانے کی بجائے چپ چاپ مارک ایولن کے پاس چلا جاتا۔

وہ عمارت قلعہ ثابت ہوئی۔ جگہ جگہ پہرے دار نظر آئے تھے۔ بالآخر ایک کمرے میں

عمران کو بٹھا کر اُن میں سے ایک وہاں سے چلا گیا۔ دوسرا ریوالور لئے سر پر مسلط رہا۔



تھوڑی دیر بعد عمران نے وزنی قدموں کی آواز سنی.... اور بلڈاگ کی سی گردن رکھنے والا ایک سفید آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ عمران کو چند لمحے خاموشی سے گھورتے رہنے کے بعد بولا۔

"کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"میں فلپ صاحب کا باڈی گارڈ تھا۔!"

"کون فلپ صاحب....؟"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے، لیکن میں نے ان کی زبانی آپ کا ذکر سنا تھا اور ان کے اچانک غائب ہو جانے کے بعد آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ جزیرے میں نہیں ہیں۔!"

"میں کسی فلپ کو نہیں جانتا.... لیکن تمہیں تمہاری بیہودہ گوئی کی سزا ضرور ملے گی۔ اول تو تم نے میری اجازت کے بغیر میرے ساحل پر لینڈ کیا اور پھر میرے آدمیوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔!"

"محض اس لئے کہ آپ تک یقینی طور پر رسائی ہو جائے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاؤ اور تاحکم ثانی اسی طرح کھڑے رہو....!"

عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے ایک ٹانگ اٹھالی اور مارک اپنے آدمی سے بولا۔ "اگر یہ دوسری ٹانگ زمین پر رکھے تو شوٹ کر دینا۔!"

"او کے باس....!"

مارک ایولن دروازے کی طرف مڑا اور فوجیوں کی سی چال سے باہر نکل گیا۔

"واہ بھئی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ بھی ایک رہی.... ہمدردی میں ٹانگ اٹھائے کھڑے رہیں۔!"

"خاموش رہو....!" نگران ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔

"یار تم میری ہی طرح کالے ہو.... تم تو کسی قدر شرافت کا برتاؤ کرو۔!"

"نمک حرام کالا نہیں ہوں....!"

"نہیں بھائی.... بلکہ کالا نمک ہو....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ٹانگ زمین پر ٹکانے پر شوٹ کر دینے کا حکم محض دھمکی نہیں تھا۔!" نگران بولا۔

"بالکل جنگلی سور معلوم ہوتا ہے صورت حرام....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اے تم اپنی زبان کو لگام دو....!"

"اگر لگام دے سکتا ہوں تو دولتیاں بھی جھاڑ سکتا ہوں۔!"

"چپ چاپ کھڑے رہو....!"

دفعتاً عمران نے پھر بھاری قدموں کی آواز سنی اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

آنے والا مارک ایولن ہی تھا۔ وہ پھر عمران کو گھورنے لگا۔

پھر اچانک گھونسہ تان کر غرایا۔ "میرا گھونسہ جبڑے توڑ دیتا ہے۔!"

اس نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا تھا۔ لیکن عمران کنائی کاٹ گیا.... وہ نہ صرف بچا تھا بلکہ دیسی نگران کے ہاتھ سے ریوالور بھی جھپٹ لے گیا تھا۔

مارک ایولن اپنے ہی زور سے دیوار سے جاٹکرایا.... اور دہاڑتا ہوا مڑا تو عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اس کا دیسی ملازم کھڑا احمقانہ انداز میں ہاتھ مل رہا تھا۔

"اب آپ میری بات سن سکیں گے مسٹر مارک ایولن....!" عمران اس کے دل کا نشانہ لیتا ہوا پر سکون لہجے میں بولا۔

ایولن اور اس کے ملازم نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

"میرے مالک فلپ صاحب سے صرف یہی غلطی ہوئی تھی کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا تھا۔ ظفر اور لوسی کے ریگل لاج میں داخل ہو جانے کے بعد مجھے باہر ہی چھوڑ گئے تھے۔!"

ایولن اُسے گھورتا رہا کچھ بولا نہیں۔

عمران نے ریوالور اس کے ملازم کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ "لو.... سنبھالو مجھے اتنا ہی کہنا تھا۔"

مارک ایولن نے ہاتھ گرا دیئے.... اس کی آنکھوں میں درشتی تحیر کی جھلکیوں میں تبدیل ہو گئی تھی۔

"اب اجازت دیجئے....! مسٹر مارک ایولن.... تھوڑی دیر بعد آپ کی امانت بھی آپ

ک پہنچا دوں گا۔!" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو....!" مارک ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھے افسوس ہے! تم کس امانت کا ذکر کر رہے ہو..؟"

"لوسی....!"

"لوسی....؟" مارک ایولن نے اپنے نچلے ہونٹ پر زبان پھیری۔

"ہاں.. وہ میں ہی تھا جو لوسی کو وہاں سے نکال لایا۔ پولیس اب بھی اس کی تلاش میں ہے۔!"

"میرے ساتھ آؤ....!" مارک ایولن نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

وہ اُسے ایک کمرے میں لایا، جو اعلیٰ درجے کے فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ.... مسٹر ایولن....!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

"مجھے فلپ کے کسی چھٹے ملازم کا علم نہیں۔!"

"حیرت ہے.... وہ پانچوں میرے ہی توسط سے ملازم رکھے گئے تھے اور میری حیثیت باڈی ارڈ کی تھی۔!"

"مجھے لاعلم رکھنے میں اس کی اپنی کوئی مصلحت رہی ہو گی.... خیر تم اس ٹریجڈی کے بارے ں کیا جانتے ہو۔!"

"میں وہی جانتا ہوں جو کچھ مجھے لوسی سے معلوم ہوا ہے۔!"

"ہوں.... بتاؤ....! میں سن رہا ہوں....!"

"مسٹر فلپ نے لوسی کے ہاتھ میں ریوالور دے کر کہا تھا کہ ظفر کو کور کئے رکھو میں اس کے تھ پیر باندھنے جا رہا ہوں اگر یہ مجھ سے الجھنے کی کوشش کرے تو بیدریغ فائر کر دینا.... ہو سکتا ہے مسٹر فلپ نے محض ظفر کو سنانے کے لئے کہا ہو۔ لیکن لوسی جو ایسے معاملات سے ہمیشہ دور ہی ہی تھی سچ سمجھی اور دوسری طرف ظفر بھی سچ مچ مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ دونوں کے درمیان کش شروع ہوتے ہی لوسی نروس ہو گئی اور ریوالور سے فائر ہو گیا۔ گولی مسٹر فلپ کے لگی۔!"

"اوہ.... تو لوسی....!"

"جی ہاں سنتے رہئے....! ظفر نے بعد میں اُسے دھمکانا شروع کیا اور اس سے سب کچھ معلوم رنے کے بعد باس کی لاش تھیلے میں ٹھونس دی جو خود اس کے لئے تھا۔ تھیلا عقبی دروازے کے

پاس رکھ دیا گیا اور اُس وقت لوسی کی پشت پر ریوالور کی نال رکھی ہوئی تھی جب اُس نے باس کے تین ملازموں سے کہا تھا کہ وہ تھیلا لے جائیں، باس اور لوسی بعد میں پہنچیں گے۔ اس کے بعد ظفر لوسی کو لئے ہوئے صدر دروازے سے باہر آیا تھا کہ میں نے انہیں دیکھ کر اندازہ کرلیا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ باہر ظفر کی گاڑی موجود نہیں تھی کیونکہ وہ جیمسن سمیت پہلے ہی لے جا جاچکی تھی لہٰذا انہیں کچھ دور پیدل چلنا پڑا.... میں باس کی گاڑی میں بیٹھا انہیں دیکھتا رہا جب کچھ دور نکل گئے تو میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور آہستہ آہستہ گاڑی ان کی طرف بڑھانے لگا۔ انہوں نے اُس دوران میں ٹیکسی کرلی.... پتا نہیں ظفر اُسے کہاں لے جانا چاہتا تھا کیونکہ ٹیکسی ڈائمنڈ والی سنسان سڑک پر لگ گئی تھی۔ میرے لئے یہ بہترین موقع تھا.... میں نے فائر کرکے ٹیکسی کے دونوں ٹائر پھاڑ دیئے۔ ظفر خطرے کی بو سونگھ چکا تھا۔ لہٰذا گاڑی سے چھلانگ مار کر بھاگ نکلا.... میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو کور کئے ہوئے لوسی کو نیچے اتارا اور باس کی گاڑی میں بٹھا کر بھاگا۔ مجھے دیکھ کر لوسی کسی قدر حواس میں آئی اور جلدی جلدی اپنی کہانی دہرانے لگی۔ اس کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ گاڑی دوبارہ ریگل لاج کی طرف لے جاؤں اور اسے وہیں چھوڑ کر لوسی سمیت کوئی پناہ گاہ تلاش کروں.... لوسی ہی کا مشورہ تھا کہ آپ کے پاس پہنچ کر آپ کو ان حالات سے آگاہ کردیا جائے۔!"

عمران خاموش ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے بڑا کام کیا....!" مارک ایولن طویل سانس لے کر بولا۔ "لیکن میں بھی تمہاری مشاقی کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"کیسی مشاقی....؟"

"یہی کہ تم چلتی گاڑی سے کسی دوسری تیز رفتار گاڑی کے ٹائر پھاڑ سکتے ہو۔!"

"چار فائروں سے چار ٹائر مسٹر ایولن....!"

"اٹھو.... یہ ایک دلچسپ کھیل ہوگا۔!" مارک ایولن اٹھتا ہوا بولا۔

عمران کا خیال تھا کہ وہ فوری طور پر لوسی تک پہنچنے کی خواہش ظاہر کرے گا لیکن وہ اس واقعے کی تصدیق کرنے پر تل گیا تھا کہ وہ ٹیکسی کے ٹائر پھاڑ سکا ہوگا۔

"میں تیار ہوں مسٹر....!" عمران بھی اٹھ گیا۔

"اگر تمہاری یہ صلاحیت ہر حال میں برقرار رہتی ہے تو فلپ کی موت کے بعد بھی تم خسارے میں نہ رہوگے۔!"

وہ عمارت سے باہر آئے اور مارک انہیں اُس حصے میں لے گیا جہاں کئی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔

"اپنے لئے کوئی گاڑی منتخب کرلو.... میں تمہارے ہی ساتھ بیٹھوں گا۔!" مارک بولا۔

"کوئی سی بھی گاڑی آپ ہی منتخب کرلیجئے.... مسٹر ایولن۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

ایولن نے کسی کو آواز دی.... ایک آدمی ایک گاڑی سے اتر کر قریب آکھڑا ہوا۔ ایولن نے اس سے کہا۔ "ہم ایک تجربہ کرنے جارہے ہیں۔ تم کسی گاڑی میں بیٹھ کر اسے تیزی سے بھگاؤ.... اس شریف آدمی کا دعویٰ ہے کہ گاڑی خواہ کسی انداز سے چل رہی ہو یہ دوسری گاڑی سے فائر کرکے اس کے چاروں ٹائر پھاڑ دے گا۔!"

اس آدمی نے عمران کو بڑی حقارت سے دیکھتے ہوئے سر کو جنبش دی اور اسی گاڑی میں جا بیٹھا جس سے اتر کر آیا تھا۔ ایولن عمران والی گاڑی کی پچھلی نشست پر جابیٹھا۔

"کیا تمہارے پاس ریوالور موجود ہے....؟ یا میں دوں....!" ایولن نے عمران سے پوچھا۔

"موجود ہے.... مسٹر ایولن....!"

اگلی گاڑی کے کچھ دور نکل جانے کے بعد عمران نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کی۔ اگلی گاڑی کا ڈرائیور بڑا مشاق معلوم ہوتا تھا۔ اُس نے شروع ہی سے خیال رکھا تھا کہ عمران کو ٹائروں کا نشانہ آسانی سے نہ لینے دے۔!

عمران نے بائیں ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھال رکھا تھا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

دفعتاً اس نے ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا اور گاڑی ہوا ہوگئی۔

اگلی گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی گاڑی بائیں جانب ترچھی کی اور پے در پے دو فائر کئے.... دو دھماکے ہوئے اور پھر بڑی پھرتی سے گاڑی کا رخ بدلا اور تیسرا فائر جھونک مارا۔ اگلا تیسرا ٹائر پھٹتے ہی گاڑی الٹ گئی.... الٹتے الٹتے عمران نے چوتھا فائر کیا تھا۔

"بریوو.... ونڈرفل....!" مارک پچھلی سیٹ سے دہاڑا۔

اور عمران گاڑی روک کر الٹی ہوئی گاڑی کی طرف جھپٹا.... پھر اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر

وہ بدقت تمام زخمی ڈرائیور کو اسٹیئرنگ اور سیٹ کے درمیان سے نکال سکا تھا۔

مارک ایولن جوش میں بھرا ہوا عمران کی پیٹھ ٹھونکے جا رہا تھا۔ ڈرائیور کی اُسے ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔

ڈرائیور بیہوش تھا اور رک رک کر سانس لے رہا تھا۔



تاریکی پھیل گئی لیکن ڈھمپ کا کہیں پتا نہ تھا۔ لوسی کمرے ہی میں مقید ہو کر رہ گئی تھی۔! ڈھمپ کی ہدایت کے مطابق اس کی واپسی تک اُسے کمرے ہی تک محدود رہنا تھا۔

"عجیب آدمی ہے!" اُس نے بڑبڑاتے ہوئے انگڑائی لی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

وہ سوچ رہی تھی بدمعاشوں کے ساتھ رہ کر بھی اتنا شریف ہونا سچ مچ حیرت انگیز ہے۔

پچھلی رات وہ دونوں اسی کمرے میں سوئے تھے اور وہ کسی معصوم بچے کی طرح جس کروٹ لیٹا تھا صبح تک اسی حالت میں پڑا خراٹے لیتا رہا تھا۔

پھر اُسے پچھلی رات والی کشمکش یاد آگئی جب مارک ایولن کے دو آدمیوں نے ان کا راستہ روکا تھا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ڈھمپ اتنا بے جگر لڑاکا بھی ہوگا۔ ڈھمپ اُسے اس کا نام بھی حد درجہ مضحکہ خیز لگتا تھا۔

سوچتے سوچتے وہ ہنس پڑی.... وہ سچویشن یاد آگئی تھی جب قمیض کے نیچے سرسراتا ہوا ایک حقیر سا پتنگا اُسے دہلائے دے رہا تھا۔ آخر کس قسم کا آدمی ہے؟ کچھ ہی دیر پہلے تو دو ہٹے کٹے آدمیوں کی مرمت کر چکا تھا وہ ہنس پڑی۔ ٹھیک اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون....؟" اس نے دروازے کے قریب جا کر پوچھا۔

"ڈھمپ....!" باہر سے آواز آئی۔

اس نے دروازہ کھولا اور عمران مسمسی سی صورت بنائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"تمہارے انتظار نے تو تھکا دیا.... کہاں غائب ہو گئے تھے۔!"

"اچھی خبر نہیں ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اب تم اپنی اصلی شکل میں آجاؤ....!"

"کیوں....؟"

"پہلے میں تمہارا یہ میک اپ ختم کر دوں پھر بتاؤں گا۔!"

پھر بڑی جلدی میں اُس نے اس کا چہرہ صاف کیا تھا۔

"اور اب تم مجھے بڑی بھیانک شکل میں دیکھو گی....!" اس نے کہا۔

لوسی کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ اچانک مڑا تو لوسی کی چیخ نکل گئی۔ عمران نے احمقانہ انداز ں ہنس کر کہا۔ "تمہیں اب اس کی پرواہ نہ ہونی چاہئے کیونکہ مجھ سے جدا ہونے والی ہو۔!"

"ک.... کیوں.... کیا مطلب.... مگر پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے اتنی جلدی شکل کیسے تبدیلی لی۔!"

"میری اصلی صورت یہی ہے۔!"

"ناممکن.... بالکل ناممکن....!"

"اس چکر میں نہ پڑو....!" وہ آہستہ سے بولا۔ "میں اسی شکل میں مارک ایولن سے مل چکا ہوں.... میں نے اُسے بتایا ہے کہ میں فلپ کا خاص آدمی ہوں لوسی مجھے جانتی ہے۔!"

پھر عمران نے اُسے پوری کہانی سناتے ہوئے کہا۔ "ابھی اس کا ایک آدمی یہاں آئے گا جو نہیں پہچانتا ہے۔!"

"دیکھو.... ڈھمپ.... مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ تم مجھے ان لوگوں کے حوالے کر دو....!"

"میں خود بھی فی الحال انہیں کے حوالے ہو گیا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"فلپ صاحب مجھے پانچ سو روپے ماہوار دیتے تھے۔!" وہ بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "مارک ایولن صاحب ڈیڑھ ہزار دیں گے۔!"

"یہ تم نے کیا کیا....؟"

"اچھا تو کیا ہم سچ مچ اس کے لئے کام کریں گے۔!"

"تو پھر اس کا مقصد کیا ہے....؟"

"کم از کم اپنے ملک میں کسی صیہونی تنظیم کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے فی الحال یہ ضروری ہے کہ ان سے قریب رہ کر ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن مارک ایولن کا قرب میں پسند نہیں کرتی۔!"

"تم ڈرتی کیوں ہو.....! میں تم سے دور تو نہیں رہوں گا۔ مارک کی ہڈیاں توڑ دوں گا اگر اس نے تمہارے سلسلے میں کوئی غلط قدم اٹھایا۔!"

"میرا دل نہیں چاہتا.....!" وہ منمنائی۔

"دیکھو.....جب تک ان کا قلع قمع نہیں ہو جاتا تم آزادی کا سانس نہیں لے سکو گی۔!"

"تمہاری مرضی.....ویسے میں مارک جیسے لوگوں کے قرب کی نسبت پھانسی کا پھندا ہی پسند کروں گی۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی.....دونوں خاموش ہوگئے اور عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

کمرے میں داخل ہونے والا خود مارک ایولن تھا۔ لوسی بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں چلی آئیں۔!" مارک آہستہ سے بولا۔ لوسی صرف ایک ہی بار اس سے نظر ملا سکی تھی۔ ہونٹوں پر زبان پھیر کر اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن ناکام رہی۔

"کیا تم اس آدمی کو اچھی طرح جانتی ہو؟" دفعتاً مارک نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

"مجھ سے زیادہ فلپ جانتا تھا.....!" لوسی نے مغموم لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے فلپ کے ساتھ کب دیکھا تھا.....؟"

"ارے یہی تو مجھے ان لوگوں کے پنجے سے نکال لایا تھا..... فلپ نے غلطی کی تھی کہ اسے باہر ہی چھوڑ دیا ورنہ حالات دوسرے ہوتے۔!"

مارک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھی بات ہے..... فی الحال تم دونوں یہیں مقیم رہو..... کل گیارہ بجے تک مطلع کر دیا جائے گا کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے۔!"

"جیسا آپ فرمائیں جناب.....!" عمران نے کہا۔

مارک ایولن اس دوران میں لوسی کو بھوکی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ واپسی کے لئے مڑنے سے پہلے اس نے لوسی کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ "اس آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی تو نہیں کی۔!"

"کیوں؟ کیسی بدسلوکی!" لوسی نے ناگواری سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے کہا۔

"مم..... میرا مطلب یہ کہ اس نے تمہارے رتبے کا خیال رکھا ہے یا نہیں۔!"

"یقیناً.....!"

"ہوں..... اچھا.....!" وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم انعام کے بھی مستحق ہو۔!"

"شکریہ.....!" اُس نے کسی قدر جھک کر کہا۔

مارک ایولن کے رخصت ہو جانے کے بعد وہ ہنس پڑا تھا..... اور لوسی اُسے بُرا سا منہ بنائے دیکھتی رہی تھی۔

عمران دروازہ بولٹ کر کے مڑا تو گھنی مونچھیں بھدی ناک سمیت غائب تھیں۔

"تم کوئی بدروح تو نہیں.....!" لوسی جھنجھلا کر بولی۔

"بدترین.....! لیکن اب لوسی کی حیثیت سے تم اس ہوٹل میں مقیم نہیں رہ سکتیں۔!"

"کیوں.....؟"

"مسز ڈھمپ دوسری شکل کی تھی۔!"

"اوہ..... تو تم نے رجسٹر میں مسٹر اینڈ مسز ڈھمپ نام درج کرائے تھے۔!"

"بالکل.....!"

"تو پھر.....؟"

"پکسیز میں مادام لوسی اینڈ باڈی گارڈ کے لئے دو کمرے بک کرا چکا ہوں۔!"

O

ظفر جیمسن اور صفدر فلیٹیز میں الگ الگ کمروں میں مقیم تھے۔ جیمسن خالی ہاتھ تھا۔ یعنی دل بہلانے کو کلاسیکل لٹریچر پر مبنی کوئی کتاب پاس نہیں تھی اس لئے جزیرے میں کسی لائبریری کی تلاش شروع کر دی۔

پوچھ گچھ کرتا ہی پھر رہا تھا کہ ایک شناسا سی شکل دکھائی دی۔ کہیں دیکھا تھا۔ لیکن یاد نہ آسکا کہ کب اور کہاں سامنا ہوا تھا۔ اُس نے جیمسن کو بتایا کہ وہ ایک بڑے آدمی سے واقف ہے، جو اپنی لائبریری باہر کے شائقین کے لئے بھی کھلی رکھتا ہے۔

اس کے بعد اُس نے جیمسن کو موٹر سائیکل پر بٹھایا تھا اور ایک طرف روانہ ہو گیا تھا۔ گاڑی بہت زیادہ شور مچا رہی تھی اور جیمسن چیخ چیخ کر گفتگو کرنے کے موڈ میں نہیں تھا ورنہ اپنے اس

ہمدرد کو کلاسیکی ادب پر ضرور بور کرتا۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک قلعہ نما عمارت میں داخل ہوئی تھی اور وہ آدمی اسے ایک کمرے میں بٹھا کر چلا گیا تھا۔

جیمسن دل ہی دل میں خوش ہوتا رہا کہ شائد وہ اُس بڑے آدمی سے اس خوش ذوق آدمی کا تعارف بھی کرانا چاہتا ہے لیکن اُس وقت اس کی آنکھوں میں تارے ناچ گئے جب اس نے اپنے سامنے بلڈاگ قسم کے سفید فام غیر ملکی کو کھڑے دیکھا۔

اُسے ساتھ لانے والا قریب ہی کھڑا کہہ رہا تھا۔ "مجھے یقین ہے جناب کہ یہ جیمسن ہی ہے۔!"

جیمسن نے اس کے ہاتھ میں ریوالور بھی دیکھا جس کا رخ اسی کی طرف تھا۔

"کیا مطلب؟" جیمسن بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا نام جیمسن ہے....؟" غیر ملکی غرایا۔

"نہیں تو.... میں تو مرزا بشارت اللہ بیگ ہوں۔!"

"یہ جھوٹا ہے۔ اس نے ڈاڑھی مونچھ صاف کر دی ہیں اور بس یہ سو فیصد جیمسن ہے جناب۔!"

"اگر تمہیں یقین ہے تو اسے باندھ کر اذیت دو.... عمران کا پتا پوچھو....!"

"یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے....!" جیمسن نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ اچانک اُسے یاد آگیا تھا کہ اُس نے اس آدمی کو کہاں دیکھا تھا۔ وہ لنکھم کے ملازمین میں سے تھا۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس آدمی نے ریوالور کو جنبش دے کر سرد لہجے میں کہا۔

"بیٹھا جاتا ہوں لیکن میں کسی جیمسن کو نہیں جانتا۔!"

"ڈاکٹر لنکھم کو جانتے ہو....؟" سفید فام آدمی نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"نہیں.... یہ نام بھی میرے لئے نیا ہے۔!"

"بندھوادو....!" سفید فام نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

ریوالور والے نے کچھ لوگوں کو نام لے کر پکارا اور چار آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔

"صاحب نے اسے باندھنے کو کہا ہے۔!" اس نے اُن سے کہا اور وہ جیمسن پر ٹوٹ پڑے۔

"ذرا ہی سی دیر میں اُسے بے بس کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسے جلد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہاں "باندھنے" کا کیا مطلب تھا۔

اس کی دونوں ٹانگیں چیر کر الگ الگ ستونوں سے باندھ دی گئی تھیں۔ یہی حشر دونوں

ہاتھوں کا ہوا تھا اور اب وہ ضرب کی علامت بنا کھڑا بری طرح کراہ رہا تھا۔

تکلیف بڑھتی رہی.... بہت ہی خون خوار قسم کے دو آدمی برابر اُس سے عمران اور ظفر سے متعلق استفسار کئے جا رہے تھے اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ کر کراہنا بھی ترک کر دیا تھا کہ کہیں کراہتے وقت کچھ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکل جائیں جن سے ظفر کی نشان دہی ہو جائے۔



عمران نے پکسیز میں منتقل ہوتے وقت صفدر کو مطلع کر دیا تھا اور ہدایت کر دی تھی کہ وہ لوگ بھی وہیں آ جائیں۔

پکسیز میں پہنچ کر عمران نے مارک ایولن سے فون پر رابطہ قائم کر کے اسے بھی اس تبدیلی سے مطلع کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے احتیاطاً رہائش تبدیل کی ہے۔!"

"اوہ.... اچھا کیا.... اُسے چھوڑو لوسی کو ساتھ لے کر فوراً یہاں پہنچو....!"

"کوئی خاص بات....!"

"بہت زیادہ.... فون پر اس سلسلے میں گفتگو نہیں کر سکتا.... فوراً آجاؤ....!"

عمران نے ریسیور رکھ کر لوسی کو اس سے مطلع کیا۔

"م.... میں.... اس کے گھر نہیں جاؤں گی۔!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

"میں ساتھ رہوں گا.... کیوں فکر کرتی ہو....!"

"نن.... نہیں....!"

"تم عورتیں کبھی میری سمجھ میں نہ آسکو گی....!" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"اس میں عورتوں کی کیا بات ہے....؟"

"عشق جیسی خوف ناک حرکت کر بیٹھو گی لیکن ڈرائنگ روم میں چوہا دیکھ کر اس طرح چیخیں مارو گی جیسے وہ تمہارے محبوب سے بھی زیادہ بھیانک ہو۔!"

"تم بے تکی باتیں کیوں کرنے لگتے ہو....!"

"اسی کی روٹیاں کھا رہا ہوں.... بہر حال تیار ہو جاؤ.... تمہیں چلنا چاہئے۔!"

لوسی رو پڑی تھی لیکن اُسے تیار ہونا ہی پڑا.... اس بار عمران کو ٹیکسی نہیں تلاش کرنی پڑی تھی کیونکہ مارک ایولن کی عطا کردہ گاڑی موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ مارک ایولن کی رہائش گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔

مارک سے سامنا ہوا تو چھوٹتے ہی پوچھ بیٹھا۔ "فلیٹیز سے پکسیز کیوں چلے گئے تھے....؟"

"میرا خیال ہے کہ میں نے وہاں کچھ مشتبہ آدمیوں کو دیکھا تھا.... وہ میرے کمرے کی نگرانی کر رہے تھے۔!" عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے.... مجھے ایسے آدمی پسند ہیں.... ہاں میں نے تم دونوں کو اس لئے بلایا ہے کہ تم دونوں نے ظفر اور جیمسن کو دیکھا ہے۔ انہیں پہچان سکو گے۔!"

"یقیناً....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو میرے ساتھ آؤ....!"

وہ انہیں اس جگہ لایا جہاں ایک آدمی ضرب کی علامت بنا کھڑا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں شاید بیہوش ہو گیا تھا۔

"اسے پہچانو....!" مارک ان کی طرف مڑ کر بولا۔

"میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"تم نے....!" مارک نے لوسی سے پوچھا۔

اس نے سر کو منفی جنبش دی۔

"اس نکتہ نظر سے دیکھو کہ پہلے اس کے چہرے پر ڈاڑھی تھی اور سر کے بال ہپیوں کے سے تھے۔!"

وہ دونوں خاموش کھڑے اُسے گھورتے رہے.... دفعتاً اس کے حلق سے کراہ نکلی.... لیکن آنکھیں بدستور بند رہیں.... پپوٹے حرکت کر رہے تھے۔

"کیا یہ جیمسن نہیں ہے....؟" مارک ایولن نے پوچھا۔

"میں نے تو ہمیشہ دور ہی سے اُن دونوں کو دیکھا تھا۔!" عمران بولا۔ "مس لوسی بہتر طور پر بتا سکیں گی۔!"

"میری توجہ صرف ظفر پر مرکوز رہی تھی۔!" لوسی نے کہا۔

"خود یہ کیا کہتا ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"مرزا بشارت اللہ بیگ....!"

"سوال تو یہ ہے کہ یہ پکڑا کیسے گیا....؟"

"میرے ایک آدمی نے پکڑا ہے۔!"

"اگر یہ جیمسن ہوتا تو اتنی اذیت برداشت نہ کر سکتا۔ اپنے جیمسن ہونے کا اعتراف کر لیتا۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے لیکن اب اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔!"

"پھر اس کا کیا کریں گے جناب....؟"

"مار کر کہیں دفن کر دیں گے۔!"

"میرے خیال سے یہ مناسب نہ ہوگا۔!"

"کیوں....؟"

"خواہ مخواہ کسی بے گناہ کو مارنے سے کیا فائدہ....!"

"میں نے تم سے مشورہ طلب نہیں کیا....!" مارک غرایا۔

"بہت بہتر جناب.... معافی چاہتا ہوں.... اب اجازت دیجئے۔!"

"اب تم دونوں کو یہیں رہنا ہوگا اور تم ہی اسے قتل کر کے دفن کرو گے۔!"

"جیسی باس کی مرضی....!"

"نہیں....!" لوسی دیوانوں کے سے انداز میں عمران کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی چیخی۔ "تم ایسی کوئی غیر انسانی حرکت نہیں کرو گے۔!"

مارک ایولن ایک زوردار قہقہہ لگا کر بولا۔ "میرے دوست فلپ کو مار ڈالنا خالص انسانی فعل تھا۔!"

"میں نے ظفر پر فائر کیا تھا....!"

"ظفر مرتا تب بھی وہ فعل غیر انسانی ہی ہوتا۔!" مارک ایولن غرایا۔

لوسی تھوک نگل کر رہ گئی۔

"بیکار کی بحث....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ پولیس تمہاری تلاش میں ہے۔!"

لوسی کچھ نہ بولی.... اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور پورے جسم میں تھرتھری پڑ گئی تھی۔

مارک ایولن کچھ سوچ رہا تھا.... چھوٹی چھوٹی آنکھیں بھنچی ہوئی تھیں اور پیشانی پر سلوٹیں

پڑ گئی تھی۔ دفعتاً اس نے کہا "ٹھہرو....! اگر یہ جیمسن ہے تو اس کے فرشتوں کو بھی اعتراف کرنا پڑے گا۔!"

وہ انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا.... لوسی عمران سے لگی کھڑی کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح کانپ رہی تھی۔

"ڈرو نہیں....!" عمران ہنس کر بولا۔

"تم کیا واقعی اس کو قتل کر دو گے....؟"

"میرے موڈ پر منحصر ہے تم اس چکر میں نہ پڑو....!"

"خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکال لے چلو....!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مارک واپس آ گیا.... اس کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس دشواری کا حل اس کے ہاتھ آ گیا ہو۔

"ہمارے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں....!" اُس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بہت پہلے میں اس سے سب کچھ معلوم کر لیتا لیکن کنفیشنر کے کاربن سلنڈرز ضائع ہو گئے تھے اب وہ فراہم کر لئے گئے ہیں.... تم ابھی دیکھو گے....!"

عمران کچھ نہ بولا.... وہ جیمسن کی طرف دیکھنے لگا تھا اُس نے اسے پہچان لیا تھا جیمسن کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا وہاں لایا جس پر فلم پروجیکٹر قسم کی کوئی چیز رکھی ہوئی تھی۔ اس کا پلگ سوئچ بورڈ کے ایک ساکٹ میں لگا دیا گیا۔

اب مارک ٹرالی کے قریب کھڑا تھا۔ دفعتاً پروجیکٹر نما مشین سے نکلنے والی روشنی جیمسن کے چہرے پر پڑی اور اس نے اس طرح چونک کر آنکھیں کھول دیں جیسے اب تک محض غنودگی کی حالت میں رہا ہو۔ مارک نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے دوسرے بٹن پر انگلی رکھ دی جیمسن کے چہرے پر پڑنے والی روشنی کئی گنا زیادہ تیز ہو گئی۔ جیمسن چیخنے لگا۔

"اپنا نام بتاؤ....!" مارک دہاڑا۔

"جمن....!" وہ چیخا۔

"تم ظفر الملک کے ساتھی ہو....؟"

"ہاں میں اُن کا ملازم ہوں....!" جواب ایک طویل چیخ کی صورت میں ملا۔

"وہ اس وقت کہاں ہے....؟"

"مفلیٹیز کے کمرہ نمبر سات میں....؟"

"عمران کہاں ہے....؟"

"میں نہیں جانتا....!"

"تم نے اپنا حلیہ کیوں بدل لیا ہے....؟"

"پولیس اور ڈاکٹر النگھم کے آدمی ہماری تلاش میں تھے۔!"

"اب ظفر کا کیا حلیہ ہے....؟"

"ڈاڑھی مونچھوں اور بڑے بالوں میں....!"

مارک نے مشین کا سوئچ آف کر دیا.... روشنی غائب ہوتے ہی جیمسن کی گردن پھر ڈھلک گئی.... وہ پہلے ہی کی طرح بیہوش تھا۔

"تم نے دیکھا....؟" مارک عمران کی طرف مڑ کر بولا۔

ٹرالی واپس لے جائی جا رہی تھی.... مارک نے اس آدمی سے کہا۔ "انہیں بھیج دو جو اُسے کھولیں گے۔!"

لوسی خوف زدہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب وہ بھی بیہوش ہو کر گر پڑے گی۔

"میرے ساتھ آؤ....!" مارک نے اُن سے کہا اور آگے بڑھ گیا دونوں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ انہیں ایک کمرے میں لایا۔

"تو پھر مجھے کس وقت اس کا خاتمہ کرنا ہے جناب....؟" عمران نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ....!" مارک نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔

"اب ظفر کو بھی ہاتھ آ جانے دو....!" مارک آہستہ سے بولا۔ "اُسے تلاش کرنے کی ذمہ داری اب تم دونوں پر ڈالتا ہوں.... فی الحال میرے پاس ذہین آدمیوں کی کمی ہے.... میرا خیال

ہے کہ عمران بھی جزیرے میں موجود ہے۔!"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے....؟" عمران نے سوال کیا۔

اس پر مارک نے اُسے اپنی جیب غائب ہو جانے کی کہانی سناتے ہوئے کہا۔ "اس کے ساتھ کوئی عورت بھی تھی۔!"

ٹھیک اسی وقت دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور دروازے کے قریب ہی رک گئے۔

"دیکھو....!" مارک نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "یہی دونوں تو نہیں تھے....؟"

"نہیں جناب....!" ایک نے جواب دیا "لیکن اس آدمی کو میں نے فلیٹیز میں دیکھا تھا۔!"

"اور اسے....؟" مارک نے لوسی کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ اس کے ساتھ نہیں تھی۔!"

"باتھ روم میں تھی.... مسٹر ایولن....!" عمران بول پڑا۔ "غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔!"

"بس جاؤ....!" مارک ہاتھ ہلا کر بولا اور وہ دونوں چلے گئے۔

اُن کے جاتے ہی عمران بھی اٹھا تھا اور دروازہ بولٹ کرتا ہوا بولا۔ "پھر کوئی آجائے گا اور ہم گفتگو نہ کر سکیں گے۔!"

"کیسی گفتگو....؟" مارک اٹھتا ہوا غرایا۔

"اس کے مستقبل کے بارے میں....!" عمران نے لوسی کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب....؟"

"اس نے خواہ مخواہ اپنی اچھی بھلی زندگی برباد کی ہے۔!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"مسٹر فلپ نے دوسروں کو بڑی بڑی رقمیں دی تھیں اور اس بیچاری سے محض دوستی میں کام نکالا تھا۔!"

"ہوں.... تو تم مجھ سے رقم وصول کرنا چاہتے ہو....! مجھ سے مارک ایولن سے۔!" مارک کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"صرف یہی نہیں بلکہ مجھے ڈاکٹر النکھم کا پتہ بھی چاہئے۔!"

"تم ڈاکٹر النکھم کو کیا جانو....؟"

"مسٹر فلپ....!"

"بکواس.... فلپ تم کالے سوروں پر اس حد تک اعتماد نہیں کر سکتا۔!"

"جتنی گالیاں دل چاہے دے لو لیکن لوسی کو کم از کم پچاس ہزار تمہیں دینے ہی پڑیں گے۔!"

دفعتاً مارک ایولن نے ریوالور نکال لیا اور عمران سے بولا۔ "دروازے کا بولٹ گراؤ اور ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے باہر نکل چلو....!"

"کیوں مذاق کر رہے ہو....!" عمران ہنس پڑا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" مارک دہاڑا۔

"حلق میں خراش آجائے گی پیارے.... اس طرح نہ چیخو....! ویسے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے.... کسی قسم کی بھی آواز باہر نہ جائے گی... تم فائر کر کے دیکھ لو۔!"

"یہ کیا کر رہے ہو.... تت.... تم....؟" لوسی روہانسی آواز میں چیخی۔

"تمہارے لئے مسٹر مارک ایولن سے پچاس ہزار ضرور وصول کروں گا۔!"

"مجھے کچھ نہ چاہئے....!" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔ "مجھے جانے دو....!"

مارک غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا.... اس نے عمران پر فائر جھونک مارا۔ لوسی پھر چیخی.... عمران اچھل کر دور جا گرا تھا۔

مارک نے قہقہہ لگایا جس پر خوشی سے زیادہ جھلاہٹ کا عنصر غالب تھا۔!

"مم.... مجھے جانے دو....!"

"تم اب مجھے اس سازش کے بارے میں بتاؤ گی.... فلپ کا خون میں نے معاف کر دیا تھا۔!"

لوسی نے عمران کی طرف دیکھا.... جو فرش پر بے حس و حرکت اوندھا پڑا تھا۔

"ادھر مت دیکھو.... وہ جہنم رسید ہو چکا ہے۔!"

"مم.... میں کچھ نہیں جانتی کہ اس نے ایسا کیوں کیا....؟"

"اس کو تم نے فلپ کے ساتھ دیکھا تھا....؟"

"ہاں.... آں.... میں نے دیکھا تھا ورنہ اس پر اعتماد کیسے کر لیتی....!"

"اس نے پچاس ہزار کی بات کیوں کی تھی....؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"پروفیسر لنکھم کے بارے میں کیا جانتی ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے۔!"

"اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو اب اس عمارت سے نکلنے کا تصور بھی نہ کرنا چلو.... باہر چلو....!" مارک نے کہا اس بار اس کا لہجہ نرم تھا۔

"مجھے تنہا چھوڑ دو گے....!" دفعتاً پشت سے عمران کی آواز آئی.... پھر جتنی دیر میں مارک اس کی طرف مڑتا عمران نے اس پر چھلانگ لگادی۔ لوسی بوکھلا کر دیوار سے جا لگی۔

مارک توقع سے کہیں زیادہ ثابت ہوا.... اُس نے عمران کو پرے جھٹک دیا تھا.... ایک بار پھر اس کا ریوالور نکل آیا.... صرف نکل نہیں آیا بلکہ پے در پے پانچ گولیاں بھی اگل دیں۔

عمران بڑے اطمینان سے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتا رہا.... گولیاں دیوار پر لگ لگ کر اچٹ رہی تھیں.... ایک اچٹی ہوئی گولی مارک کی پیشانی پر بھی لگی مگر اس میں اتنی قوت باقی تھی کہ وہ پیشانی کی کھال پھاڑ دیتی۔

جھلاہٹ میں اُس نے خالی ریوالور عمران پر پھینک مارا لیکن وہ بھی دیوار ہی سے ٹکرا کر فرش پر گرا تھا۔ اس بار مارک نے عمران پر چھلانگ لگائی تھی اور اوندھے منہ فرش پر آیا تھا۔ دیوار سے اچٹ کر لگنے والی گولی پہلے ہی اس کا چہرہ لہولہان کر چکی تھی۔

عمران اب اس کی پشت پر سوار نظر آیا.... گردن میں قینچی ڈال دی تھی.... اور بار بار اس کا سر فرش پر مار رہا تھا۔ مارک کسی زخمی بھینسے کی طرح ڈکراتا رہا۔

"بولو.... دیتے ہو.... پچاس ہزار یا نہیں..!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

"مجھے.... چھوڑو.... میرا خون ضائع ہو رہا ہے....!" مارک بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

عمران اُسے چھوڑ کر اٹھ گیا.... مارک نے خود سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا.... عمران نے اُسے سہارا دے کر اٹھایا اور ایک صوفے پر ڈال دیا۔ مارک بُری طرح ہانپ رہا تھا.... پیشانی سے بہنے والا خون ابھی تک نہیں تھما تھا۔

عمران اس پر جھک کر رومال سے خون خشک کر کے زخم کی نوعیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا۔ لوسی بھی پاس آکھڑی ہوئی تھی.... لیکن اُس کی توجہ کا مرکز مارک کی بجائے عمران

فا۔ ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو....!

"زخم معمولی ہے....!" عمران بڑے ہمدردانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ "ٹھہرو میں پل بھر میں ون بند کئے دیتا ہوں.... چند چٹکلے ہر وقت جیب میں ڈالے رہتا ہوں کیونکہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کا ندشہ بھی تو ہر دم لگا رہتا ہے۔!"

اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹکیہ نکالی اور اُسے چٹکیوں میں دبا کر ہر طرف سے کھنچائی رنے لگا۔ وہ ربڑ کی طرح کھینچ کر اپنا قطر بڑھا رہی تھی روپے کے برابر گولائی میں لا کر عمران نے سے مارک کے زخم پر چپکا دیا اور کسی دردمند باپ کی طرح اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "بس اب ون بند سمجھو....!"

"تم آخر ہو کون....؟" مارک نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ڈھمپ....! اب بھی تمہارا ہی ملازم ہوں.... یہ تو میں نے صرف نمونہ دکھایا تھا کہ اگر الکوں سے اختلاف رائے ہو جائے تو کس طرح پیش آتا ہوں۔!"

"بہت زیادہ لاف و گزاف نہ کرو....!" مارک اٹھ بیٹھا اور چند لمحے عمران کو گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ "ن میری کمزوری ہے اس کے لئے زندگی بھر میں اپنی ماں کو بُرا بھلا کہتا رہوں گا۔ بچپن میں میرے جسم سے خون نکلتے دیکھ کر اس بُری طرح بدحواس ہو کر چیخنے لگتی تھی جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو.... میں شریر تھا آئے دن چوٹیں کھاتا رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے ہسٹریائی دورے میرے اعصاب پر بھی اثر انداز ہوتے رہے.... اور اب یہ عالم ہے کہ....!" وہ خاموش ہو کر پھر عمران کو گھورنے لگا۔

"ہوں.... اوں.... میں سمجھ گیا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اگر اب بھی تمہیں احساس ہو جائے کہ تمہارے جسم کے کسی حصے سے خون نکل رہا ہے تو تمہارے اعصاب معطل ہو کر رہ جائیں گے۔!"

"ہاں.... یہی بات ہے.... اور میں اپنی اس کمزوری سے نفرت کرتا ہوں.... شدید نفرت! اگر گولی اچٹ کر میری پیشانی پر نہ لگی ہوتی تو تمہیں پیس ڈالتا تم جیسے چار بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔!"

عمران ہنس کر بولا۔ "اور میرا یہ عالم ہے کہ کبھی غصہ نہیں آتا لیکن اگر آجائے تو گویا

بھی مجھ سے کترا کر نکل جاتی ہیں۔!"

"تم کوئی خبیث روح ہو....!"

"معاملے کی بات کرو.... باس....!"

"باس....!" مارک طنزیہ لہجے میں بولا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ اب بھی تمہارے فریب میں آجاؤں گا۔"

"اس میں فریب کی کیا بات ہے باس....؟"

"تم نے ڈاکٹر النگھم کا نام کیوں لیا تھا....!"

"نام نہیں لیا تھا بلکہ اس کا پتہ پوچھ رہا تھا۔!"

"کیوں....؟"

"پچاس ہزار اس سے اپنے لئے وصول کروں گا۔ اس نے مجھے خواہ مخواہ بہت پریشان کیا ہے۔!"

"تم کون ہو....؟" مارک نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "چپ چاپ بیٹھے رہو.... ورنہ کسی دوسری جگہ سے خون نکل پڑے گا اور تمہاری آنجہانی والدہ محترمہ کو سلواتیں سننی پڑیں گی۔!"

"تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے۔!"

"تمہیں ختم کئے بغیر کمرے سے باہر نہیں نکلوں گا۔ مطمئن رہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہاں کے کمرے کس انداز میں ساؤنڈ پروف کئے گئے ہیں۔ توپ بھی چل جائے تو باہر آواز نہیں جائے گی۔!"

مارک کچھ نہ بولا۔ لوسی عمران کے شانے پر لگی کھڑی سسک رہی تھی۔

"نکل چلو.... یہاں سے نکل چلو.... اگر اسے باہر نکلنے کا موقع مل گیا تو پھر ناممکن ہوگا۔!"

"تم خاموشی سے ادھر بیٹھو....!" عمران اُسے الگ ہٹاتا ہوا بولا۔

"مجھے پچاس ہزار نہ چاہئے۔!"

"اب تو میری زبان سے نکل گیا ہے.... ہو کر رہے گا.... جاؤ ادھر بیٹھو....!"

"مم.... میرے پاس کیش نہیں ہے....!" مارک غرایا۔

"تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔!"

"کیا بکواس ہے....؟" مارک اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کی لات

اس کے پیٹ پر پڑی اور وہ صوفے سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔

"خدا کے لئے نکلو یہاں سے....!" لوسی پھر منمنائی لیکن عمران اُس کی طرف توجہ دیئے بغیر مارک پر ٹوٹ پڑا اور دوبارہ اٹھنے کا موقع دیئے بغیر اپنی ٹائی سے اُس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ مارک برابر دہاڑے جا رہا تھا اور عمران کی طرف سے یہ دھمکی بھی بار بار دہرائی جاتی رہی تھی کہ کسی دوسری جگہ ضرب لگا کر خون نکال دے گا۔

ہاتھ باندھ چکنے کے بعد تار کے ٹکڑوں سے پیر بھی باندھے جو وہیں ایک الماری میں پڑے مل گئے تھے پھر دفعتاً عمران نے اس کی دونوں کنپٹیاں دبانی شروع کیں اور مارک چیختے چیختے خاموش ہو گیا.... اس کے بعد عمران نے لوسی کے قریب آکر کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو.... میں ابھی آیا۔!"

"اگر کوئی آ گیا تو کیا ہوگا۔!"

"کوئی بھی نہیں آ سکتا.... باہر سوئچ بورڈ پر سرخ رنگ کا ایک بلب روشن کردوں گا جس کا مطلب یہ ہوگا کہ مارک کمرے میں موجود ہے اور طلب کئے جانے پر ہی کوئی دوسرا شخص کمرے میں داخل ہو سکے گا۔"

"تم یہ سب کیا جانو....؟"

"یہاں پہلے بھی میرا قیام رہا ہے.... آخر مسٹر مارک ایولن میرے باس بھی تو ہیں۔!" وہ بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"مم.... میں تمہیں اتنا بڑا فتنہ نہیں سمجھتی تھی۔!"

"بس باتیں.... ختم.... میں جا رہا ہوں.... وہ تدبیر کر دی ہے کہ آدھے گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکے گا.... چپ چاپ بیٹھی رہنا.... ہاتھ پیر باندھ دیئے ہیں.... ہوش میں آنے کے بعد بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔!"

لوسی نے طویل سانس لے کر سر کو مصالحتی جنبش دی اور عمران نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ سوئچ بورڈ پر سرخ بلب پہلے ہی سے روشن تھا۔

اب اُسے جیمسن اور اُس مشین کی تلاش تھی جو اُس پر آزمائی گئی تھی۔

جیمسن ایک کمرے میں بیٹھا مل گیا.... اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور چہرہ

ویران ویران تھا۔ ایک مسلح آدمی کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔

عمران نے اس سے کہا کہ وہ جیمسن کو مارک کے پاس لے جائے گا۔ عمران کو وہ پہلے ہی مارک کے ساتھ دیکھ چکا تھا لہٰذا اس نے جیمسن کو اس کے حوالے کر دیا۔

"کنفیشنز بھی چاہئے..... میں ہی لے جاؤں گا۔!"

"ناگر انچارج ہے.....!"

"تم جا کر اس سے کہو..... یہاں پہنچا دے۔!"

مسلح آدمی انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے ساتھ واپس آیا جو کچھ دیر پہلے جیمسن کے لئے مشین لایا تھا..... مشین ساتھ تھی۔ عمران نے ٹرالی سنبھالی اور جیمسن کو آگے آگے چلنے کا حکم دیا۔

کمرے کے سامنے پہنچ کر مڑا..... راہداری سنسان پڑی تھی..... کوئی اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔ جیمسن سمیت کمرے میں داخل ہوا..... مارک بدستور بیہوش تھا..... جیمسن نے اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنے جیمسن ہونے کا اعتراف کر لیا تھا۔!" عمران نے اُس سے پوچھا۔

جیمسن کھانس کر بولا۔ "جناب عالی کتنی بار بتاؤں کہ میں مرزا بشارت اللہ بیگ ہوں۔!"

"تم یہ بھی بتا چکے ہو کہ ظفرالملک فلیٹیز میں مقیم ہے۔!"

"نن..... نہیں.....!" جیمسن بوکھلا کر بولا۔

عمران اسے لوسی سے دور لے جا کر آہستہ سے بولا۔ "یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ تمہیں یاد ہے کہ نہیں۔!"

"تت..... تم کون ہو.....؟"

"بقراط.....!" عمران نے آواز بدلے بغیر کہا اور جیمسن متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑ کر اچھل پڑا۔ اور پھر اس نے پاگلوں کے سے انداز میں ٹوئسٹ ناچنا شروع کر دیا تھا۔

"جان سے مار دوں گا..... ہوش میں آجا.....!" عمران اس کی گردن پکڑ کر بولا۔

"یس سر..... یس سر..... جی نہیں مجھے قطعی یاد نہیں کہ میں نے اعتراف کیا ہو۔!"

"ٹھیک ہے..... اب آؤ..... مسٹر مارک کو فرش سے اٹھانے میں میری مدد کرو۔!"

دونوں نے اُسے صوفے پر بٹھا دیا اور پھر عمران ٹرالی پر رکھی ہوئی مشین کو اس کے سامنے لا کر اندازہ کرنے لگا کہ روشنی کا دائرہ چہرے ہی پر پڑے گا یا نہیں..... پلگ کا تار خاصا بڑا تھا اس لئے اس جگہ سے بہ آسانی سوئچ بورڈ تک پہنچ گیا۔ مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ اسی وقت ذہن نشین کر چکا تھا جب وہ جیمسن پر آزمائی گئی تھی۔

پہلا بٹن دبتے ہی جو روشنی خارج ہوئی تھی اس نے مارک ایولن کی آنکھیں کھول دی تھیں۔

دوسرا بٹن دبا تو اس نے چیخنا شروع کر دیا۔

"تمہاری پارٹی کا سربراہ کون ہے.....؟" عمران نے بلند آواز میں سوال کیا۔

"ڈاکٹر النگھم.....!"

"وہ کہاں روپوش ہے.....؟"

"میں نہیں جانتا.....!"

"نیلا ہاتھ کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے.....؟"

"فی الحال کوئی مخصوص جگہ نہیں ہے۔!"

"کنٹرول کا دائرہ عمل کیا ہے.....؟"

"ایک فرلانگ.....!"

"کنٹرولنگ سسٹم بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے.....؟"

"ہاں..... بہت آسانی سے۔!"

"اس وقت وہ کہاں ہے.....؟"

"میں نہیں جانتا.....!"

"وہ کس کے چارج میں ہے.....؟"

"ڈاکٹر النگھم کے.....!"

"ایٹمی بجلی گھر میں تمہاری پارٹی کے کتنے آدمی موجود ہیں.....؟"

"تین.....!"

عمران نے جیب سے ڈائری اور پنسل نکالی اور ان تینوں کے نام اور پتے نوٹ کرنے کے لئے

تیار ہو گیا۔

پھر مارک ایولن بولتا رہا تھا اور پنسل تیزی سے ڈائری کے صفحے پر چلتی رہی تھی۔!

"تمہاری مقامی تنظیم میں کل کتنے بڑے آدمی شامل ہیں....؟"

"اٹھارہ....!"

"ان کے نام اور پتے بتاؤ.... نمبر.... ایک....!"

اس کے بعد صرف مارک ہی کی آواز کمرے میں گونجتی رہی تھی اور عمران لکھتا رہا تھا۔

آٹھ ہی آدمیوں کے نام اور پتے لکھے جا سکے تھے کہ مارک کی زبان کی جنبش بے معنی ہو کر رہ گئی۔ عمران نے فوری طور پر مشین کا سوئچ آف کر دیا اور مارک کے چہرے پر پڑنے والی تیز روشنی غائب ہو گئی۔

مارک کسی زخمی جانور کی طرح چیخے جا رہا تھا.... وہ صرف چیخیں تھیں۔ الفاظ نہیں تھے پھر بتدریج آواز نحیف ہوتی چلی گئی اور بالآخر وہ پھر سے بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

"سب کچھ چوپٹ ہو گیا۔!" عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"اتنی دیر تک مسلسل اس کے چہرے پر روشنی نہ ڈالنی چاہئے تھی۔!"

"اب یہ سب کچھ ختم بھی کردو.... ورنہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔!" لوسی نے باقاعدہ طور پر روتے ہوئے کہا۔

عمران نے ڈائری جیب میں رکھی اور لوسی سے بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ اب میں اس سے تمہارے لئے مبلغ پچاس ہزار وصول نہ کر سکوں گا۔!"

"خدا کے لئے یہاں سے نکلو....!"

"ہاں.... ہاں.... یقیناً....!"

مارک ایولن کے ملازمین عمران پر اُس کی خصوصی عنایات دیکھ چکے تھے اور انہیں علم تھا کہ وہ لوسی سمیت کس کمرے میں موجود ہے۔ باہر سوئچ بورڈ پر سرخ بلب کا مطلب یہ تھا کہ ملازمین خلل اندازی سے باز رہیں۔

عمران نے لوسی کے ہاتھ بھی پشت پر باندھے اور ان دونوں کو کمرے سے نکال کر راہداری

میں کھڑا کر دیا۔

اس سے پہلے وہ بیہوش مارک ایولن کے ہاتھ پیر کھول چکا تھا اور اُسے اس طرح صوفے پر لٹا دیا تھا جیسے خود ہی لیٹ کر سو گیا ہو۔

مارک کے ملازمین دیکھتے ہی رہ گئے تھے اور وہ ان دونوں کو ساتھ لئے باہر نکلا چلا آیا تھا۔

وہ گاڑی باہر موجود تھی.... جو عمران کو مارک نے اس کے استعمال کے لئے دی تھی.... دونوں کو پچھلی سیٹ پر بٹھا کر عمران نے اسٹیئرنگ سنبھالا۔

کچھ دیر بعد وہ پکسیز میں تھے... عمران نے ظفر کو تلاش کر کے جیمسن کو اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "بس اب چلتے پھرتے نظر آؤ... یہاں تمہاری موجودگی ضروری نہیں ہے۔!"

"مم.... مگر جائیں کہاں....؟ شہر میں کیپٹن فیاض....!" ظفر جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا "سب ٹھیک ہو جائے گا میری واپسی تک سائیکو مینشن میں قیام کرنا.... باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔!"

"لیکن اتنی رات گئے جائیں گے کیسے....؟"

"اچھا تو پھر ہوٹل کے کمرے ہی سے باہر نہ نکلنا۔!"

ظفر جیمسن کو اپنے ساتھ لیتا چلا گیا۔ عمران اپنے کمرے میں واپس آیا۔ لوسی اس کی منتظر تھی۔

"اب کیا ہو گا ڈھمپ...؟" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی... "تم پتا نہیں کیا کرتے پھر رہے ہو۔!"

"کچھ بھی نہیں ہوا.... لنکھم ہی کا پتہ نہ معلوم ہو سکا....!"

"تم نے کچھ اور لوگوں کے نام اور پتے بھی تو لکھے تھے۔!"

"گیارہ آدمیوں کے.... کل اٹھارہ ہیں جن میں لنکھم اور مارک بھی شامل ہیں۔! مارک ضائع ہو گیا.... لنکھم کا پتا نہیں.... لہٰذا لنکھم سمیت چھ آدمی پھر بھی باقی رہیں گے۔!"

"مم.... مارک.... ضائع کیوں ہو گیا....؟"

"بس غلطی ہو گئی.... اس روشنی کا استعمال اگر مسلسل اور طویل ہو جائے تو آدمی ہمیشہ کے لئے ذہنی توازن ہی کھو بیٹھتا ہے.... بہر حال تھوڑی دیر بعد اس کی تصدیق کر لوں گا۔!"

"اب مارک کے آدمی ہماری تلاش اور شدت سے شروع کر دیں گے۔!" لوسی نے کہا۔

"فکر نہ کرو....!"

"اور دوسری طرف پولیس ہے....!" لوسی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"پولیس کے فرشتوں کو علم نہیں کہ تم فلپ کے ساتھ تھیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں نے ہوائی چھوڑ دی تھی....! محض اس لئے کہ چپ چاپ میری اسکیموں کو عملی جامہ پہناتی رہو.... اول درجے کا بدمعاش ہوں....!"

"نہیں تم بدمعاش نہیں ہو.... ہرگز نہیں....!"

"دیکھو نا.... تمہیں دھوکے میں رکھا....!"

"مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کیونکہ تمہیں بدمعاشوں کی تلاش تھی۔!"

"شکریہ....! میں نہیں سمجھتا تھا کہ بات اتنی جلدی تمہاری سمجھ میں آجائے گی۔ بہرحال تمہیں صرف اتنے ہی دنوں تک چھپا رہنا پڑے گا جب تک النگھم اپنے پورے گروہ سمیت ہاتھ نہیں آجاتا.... اس کے بعد تم قطعی آزاد ہو گی.... کوئی تمہاری طرف آنکھ بھی نہ اٹھا سکے گا۔!"

"میں تمہاری شکر گذار ہوں.... سوچتی ہوں کہ عمران خود کیا چیز ہوگا جب کہ اس کے معمولی کارکن ایسے ہیں۔!"

"سوچتی رہو....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ اب وہ مارک ایولن کی خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن صبح تک اُس کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا دوسرے دن آٹھ بجے تک پورے جزیرے میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مارک دفعتاً پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے ملازم کو جان سے مار دینے کی کوشش کی تھی لیکن بالآخر اُسے قابو میں کر کے بند کر دیا گیا ہے۔ بتانے والے نے عمران کو بتایا کہ وہ بس چیختا رہتا ہے زبان سے الفاظ ادا نہیں کر پاتا۔

دوپہر تک وہ شہر پہنچ گئے اور ان گیارہ آدمیوں کی نگرانی شروع کر دی جن کی فہرست مارک کے اعتراف کے مطابق تیار کی گئی تھی۔ عمران نہیں چاہتا تھا کہ النگھم پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں گرفتار کیا جائے.... ویسے مارک کے پاگل ہو جانے کے بعد ان کے خلاف کوئی واضح ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مارک ہی ان کے جرائم کا شاہد تھا۔

سائیکو مینشن میں پہنچنے کے بعد عمران اپنی اصلی شکل میں نظر آنے لگا تھا۔

لوسی بار بار اُسے حیرت سے دیکھتی۔ اول درجے کا احمق اور بے ضرر آدمی معلوم ہوتا تھا۔

"تمہاری اصلی شکل دیکھ کر سب کچھ خواب معلوم ہوتا ہے۔!" لوسی نے اس سے کہا۔

"مجھے تو اپنی شکل ہی خواب معلوم ہوتی ہے۔!"

اس کے بعد وہ لوسی کے پاس نہیں ٹھہرا تھا۔

جولیانا فٹنر واٹر تاک ہی میں تھی کہ وہ ٹلے تو لوسی سے مل بیٹھے۔

"تم سب لوگ بہت اچھے ہو.... میں بے حد شکر گذار ہوں....!" لوسی نے اس سے کہا۔

"لیکن میں نے ابھی تک اس شخص کو نہیں دیکھا جس کی وجہ سے ان حالات کا شکار ہوئی۔!"

"او ہو.... ابھی کون تھا تمہارے پاس....!"

"وہ تو ڈھمپ تھا....!"

"اور پھر عمران کس جانور کو کہتے ہیں....؟"

"نہیں....!" لوسی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

جولیا ہنس پڑی.... پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ "وہ اسی طرح لوگوں کو بیوقوف بنا کر کام نکالتا ہے۔!"

"لیکن وہ بُرا آدمی تو نہیں....!" لوسی جھنجھلا کر بولی۔

"آدمی ہو تو بُرا بھی ہو سکتا ہے.... میں تو اس کو سرے سے آدمی ہی نہیں سمجھتی۔!"

"اس سے زیادہ گریٹ آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"بہت بدحواس معلوم ہوتی ہو۔!"

"شکریہ....!" لوسی بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔!"

"اب آرام کہاں تمہارے مقدر میں....!" جولیا نے کہا اور ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

لوسی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔!

دوسری طرف عمران نے صفدر اور نعمانی کو دوبارہ جزیرہ موبار روانہ کر دیا۔ مقصد یہ تھا کہ مارک ایولن پر نظر رکھی جائے.... اب یہ دیکھنا تھا کہ ایسی حالت میں اس کی خبر گیری کون کرتا ہے۔ فی الحال ڈاکٹر النگھم تک پہنچنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں تھی اس کے روشنی میں آجانے والے ساتھیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ ویسے مارک کے اعتراف کے بعد یہ بات

واضح ہو گئی تھی کہ الثھم فی الحال کسی پر بھی اعتماد نہیں کر رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کم از کم مارک ایولن اس کے ٹھکانے سے ضرور واقف ہوتا۔

شہر پہنچ کر عمران کو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ پچھلی رات "دستِ قضا" نے مسز گوہن کے ایک ساتھی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب ڈاکٹر داور تک پہنچنا بھی بے حد ضروری تھا۔ وہاں پہنچا تو ڈاکٹر داور تک رسائی ناممکن ہو گئی کیونکہ حکومت کے بعض ذمہ دار اس وقت ڈاکٹر کے پاس موجود تھے۔ عمران اسی میک اپ میں تھا جس میں پچھلی دوبار ڈاکٹر داور سے مل چکا تھا۔ انتظار گاہ میں قریباً دو گھنٹے بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد ڈاکٹر داور سے ملاقات ہو سکی۔ وہ عمران کو دیکھ کر تلخ لہجے میں بولے "تم نے جس حربے کا ذکر کیا تھا اب تک نہیں پہنچا....؟"

"میں نے کسی دوسرے سے بھجوانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔!" عمران بولا۔ "وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے اگر یہاں کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے ضائع ہو جانے سے آپ کا کوئی نقصان نہ ہو تو میں اس کا مظاہرہ خود ہی کروں گا۔"

ڈاکٹر داور اسے عمارت کے اس حصے میں لائے جہاں بڑی مشینوں کے کچھ بیکار فولادی ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ "یہ سب ضائع کر دینے کے لئے ہے۔!" ڈاکٹر داور نے کہا۔

عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا چمک دار پستول نکالا اور ایک ڈھانچے کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا.... بادلوں کی سی ہلکی سی گرج پیدا ہوئی اور ڈھانچہ نظروں سے غائب ہو گیا۔

"یہ کیا ہے....؟" ڈاکٹر داور سراپا حیرت بن گئے تھے۔

"گڈ کونڈکٹر آف ہیٹ قسم کی اشیاء کو اسی طرح ضائع کرتا ہے.... البتہ لکڑی یا دوسری نان کونڈکٹر چیزیں صرف دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائیں گی۔ بس آپ کو اتنا انتظام کرنا پڑے گا کہ اس کا ٹریگر دب جائے۔!"

ڈاکٹر داور عمران کو اس طرح دیکھے جا رہے تھے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو۔

عمران سیریز نمبر 63

ایش ٹرے ہاؤز

(تیسرا حصہ)

پیشرس

بزدل سورما سے شروع ہونے والی کہانی ایش ٹرے ہاؤز تک پہنچی ہے۔ اس میں لنگھم کا انجام ملاحظہ فرمایئے۔ فی الحال میں نے اس جزیرے کو تباہی سے بچالیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سستے کاغذ کی فراہمی شروع ہوتے ہی اس جزیرے کے شایان شان تباہی کا سامان کروں گا۔

فی الحال ایش ٹرے ہاؤز کے بعد کرنل فریدی اور کیپٹن حمید سے ملئے گا۔

ایک صاحب نے "ایش ٹرے ہاؤز" پر اعتراض کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اردو کے ناول کا انگریزی نام نہیں جچا۔ لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اردو میں ریلوے اسٹیشن کو کیا کہوں۔ مرزا غالب زندہ ہوتے تو راشن کارڈ کو کیا کہتے۔ معترض صاحب نے سینما ہال کا اردو ترجمہ کیا فرمایا ہے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ انگریز سے اتنا تعصب نہ برتئے کہ اسی بیچارے نے جدید ترین علوم ہم تک پہنچائے ہیں۔ اردو کو پروان چڑھانے میں اس کا بھی حصہ ہے۔

اب آیئے "دھماکہ" کی طرف۔ اس سلسلے میں بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اس فلم کی کہانی کے خاص کردار ظفر الملک اور جیمسن ہیں۔ یہ کردار دراصل میں نے فلم ہی کے لئے تخلیق کئے تھے۔ لیکن پروڈیوسر سے بعض اصولی اختلافات کی بناء پر فلم نہیں بن سکی تھی۔ پھر میں نے انہیں عمران کے حوالے کردیا۔

بہرحال یہ ایک تجرباتی قدم ہے۔ ان دونوں کرداروں کے لئے نئے چہرے منتخب کئے گئے ہیں۔ میری تو یہی کوشش ہوگی کہ میرے پڑھنے والوں کو مایوسی نہ ہو۔

فلم ساز مولانا ہپی کے بارے میں بھی کئی پڑھنے والوں نے استفسار کیا ہے۔ میری دانست میں یہ حضرت نہ تو "مولانا" ہیں اور نہ "ہپی"-- ہپی ازم ناکارہ پن کا دوسرا نام ہے۔ یہ کام کے آدمی ہیں اور محض ڈاڑھی رکھ لینے سے کوئی "مولانا" نہیں ہوجاتا۔

ویسے اگر کوئی "مولانا" فلم بنانے چلیں تو چاروں طرف سے "تھو تھو" ہونے لگے گی۔ لہٰذا یہ "مولانا" کے ساتھ "ہپی" کا اضافہ کرکے مونچھوں پر تاؤ دیتے پھرتے ہیں۔ کوئی کچھ کہنے سننے والا نہیں۔

جیمسن کے رول کے لئے میں نے انہی کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اس رول کو بہتر طور پر انجام دے سکیں گے۔

اس دوران میں کچھ پڑھنے والوں نے لکھا ہے کہ ظفر الملک اور جیمسن کو ہپی کیوں بنا رکھا ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ایکسٹو مصلحتاً انہیں اسی بہروپ میں رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ اُن غیر ملکی ہپیوں کی نگرانی کرسکیں جو ہمارے ملک میں دوسرے ممالک کے ایجنٹوں کا رول ادا کررہے ہیں۔ یہ دونوں ذہنی طور پر ہپی نہیں ہیں۔!

ابن صفی

۱۲/ مارچ ۱۹۷۲ء



ڈاکٹر داور کا شمار ملک کے بڑے سائنس دانوں میں ہوتا تھا۔ بنیادی طور پر وہ حکومت کے دست نگر نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا ذاتی سرمایہ ملک میں سائنس کی ترقی و ترویج پر صرف کر دیا تھا.... اور ان کی خدمات ہی کی بناء پر حکومت کو اُن کی طرف خصوصی توجہ دینی پڑی تھی اور اب تو وہ صدر مملکت کے سائنسی مشیر بھی تھے۔ ان کی نگرانی میں فوجی نوعیت کی ایجادات پر کام ہوتا تھا۔ بے شمار آلات حرب ان کی نظر سے گذرے تھے لیکن یہ ننھا منا تباہ کن حربہ جو عمران کی وساطت سے ان تک پہنچا تھا ان کے لئے بھی ایسا ہی تھا جیسے کسی سائنس فکشن لکھنے والے کے ہوائی قلعے کی پیداوار ہو۔

"مجھے بتاؤ یہ کیا ہے....!" ڈاکٹر داور نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"الکٹروگس....!"

"نام بھی میرے لئے نیا ہے....!"

"زیرولینڈ والے اسے الکٹروگس ہی کہتے ہیں۔!"

"اوہ.... لیکن تم نے ایسی چیز کو اب تک اپنی ہی ذات تک کیوں محدود رکھا۔!"

"ڈاکٹر صاحب....! میں نے ابھی تک اسے استعمال نہیں کیا۔!"

"تمہیں چاہئے تھا کہ تم اسے ملٹری اکیڈیمی آف آرمز ریسرچ کے حوالے کر دیتے۔!"

"اگر یہ حربہ کبھی ہمارے خلاف استعمال کیا گیا ہوتا تو ضرور یہی کرتا.... یقین کیجئے اگر آپ نے اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی تو یہ ضائع ہو جائے گا۔!"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو....؟"

"زیرولینڈ کی ایک بڑی شخصیت کئی بار متنبہ کر چکی ہے کہ اگر اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی تو نہ صرف خود ضائع ہو جائے گا بلکہ آس پاس بھی بڑی تباہی پھیلائے گا۔!"

ڈاکٹر داور کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں اس بیان پر یقین نہیں آیا۔ عمران مسکرا کر اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔ "آپ سوچ رہے ہوں گے کہ زیرولینڈ والوں نے ایسی کوئی چیز میرے قبضے میں رہنے ہی کیوں دی۔!"

"قدرتی بات ہے....!"

"وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ میرے پیچھے پڑے تو خود ضائع ہو جائیں گے۔!"

"بہرحال اب یہ دوبارہ تمہاری تحویل میں نہیں دیا جائے گا۔!"

"میں اپنے مکے پر زیادہ اعتماد کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب اور فاؤنٹین پن سے ریوالور کا کام لینے کا عادی ہوں، لیکن موجودہ مہم کے دوران میں یہ میری ہی تحویل میں رہے گا۔ اسے صرف درخواست سمجھئے۔!"

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے....!"

"الجھن کی ضرورت نہیں میں اول درجے کا بیوقوف ہوں.... زندگی کو خطرہ لاحق ہو تب بھی گھونسے ہی سے کام لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر احمق نہ ہوتا تو اب تک ایسے کئی سینما ہال تباہ کر چکا ہوتا جن کا فرنیچر مجھے پسند نہیں ہے۔!"

ڈاکٹر داور کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس کا گلا انہوں نے فوری طور پر گھونٹ دیا۔ پھر بولے۔ "تمہاری مہم کے پیش نظر اس حربے کا سائز اندازاً کتنا ہونا چاہئے۔!"

"آپ نے وہ فلم دیکھی تھی.... کیا نام تھا۔!"

"میں فلم نہیں دیکھتا....!" ڈاکٹر داور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر جیمز بانڈ بریف کیس میں آجائے تو مجھے آسانی رہے گی۔ کنٹرول سسٹم سمیت....!"

"کوشش کی جائے گی....!"

اس کے بعد ڈاکٹر داور نے عمران کو رخصت کر دیا۔

شہر پہنچ کر اُس نے ایک جگہ سے فیاض کو فون کیا۔

"تم مجھے کیوں زچ کر رہے ہو....؟" دوسری طرف سے فیاض کی آواز آئی۔

"اس لئے کہ محض تمہاری وجہ سے کئی دن سے آئینہ نہیں دیکھ سکا بڑے واہیات میک اپ میں ہوں۔!"

"حالات بہت خراب ہوگئے ہیں.... سیدھے میرے پاس چلے آؤ....!"

"پکڑ کر بند تو نہیں کردو گے....!"

"مذاق ختم کرو.... فوراً پہنچو....!" فیاض کے لہجے میں لجاجت تھی۔

عمران نے ریڈی میڈ میک اپ اتار کر جیب میں رکھا اور فیاض کے آفس کی طرف روانہ ہوگیا۔ میک اپ کا کھڑاگ اسی لئے کیا تھا کہ پولیس کی طرف سے بھی خدشہ تھا۔ النکھم کی طرف سے زیادہ تشویش نہیں تھی کیونکہ اب تو وہ خود ہی چھپا چھپا پھر رہا تھا۔

فیاض سے ملاقات ہوئی.... کرسی سے اٹھ کر اس نے عمران کا استقبال کیا تھا۔ چہرے پر مردنی سی چھائی تھی۔

"فکر نہ کرو..!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "دو چار دن میں تمہارے ستارے ٹھیک ہو جائیں گے۔!"

"تمہاری وجہ سے مجھے....!"

"اچھی بات ہے! بند کردو مجھے اور خوش و خرم نظر آؤ۔!"

"یہ بات نہیں...!اگر تم مجھ سے بعض باتیں پوشیدہ نہ رکھتے تو حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔!"

"اس سے زیادہ خراب ہوتے اور میرے پاس ان گیارہ آدمیوں کی لسٹ نہ ہوتی جن سے تم اب پوچھ گچھ کرسکتے ہو۔!"

"کیسی لسٹ.... کہاں ہے.... لاؤ نکالو....!" فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔

"لیکن تم ان پر ہاتھ نہ ڈال سکو گے.... ان سے کسی طرح بھی اعتراف نہ کرا سکو گے کہ وہ النکھم سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔!"

"غیر ملکی ماہرین....؟"

"ہوں.... ٹھیک سمجھے۔!"

"لسٹ مجھے دو.... میں دیکھوں گا کہ کیا کرسکتا ہوں۔!"

"دے دوں گا.... لیکن اس کی قیمت....!" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔!"

"بکو.... کیا چاہتے ہو....؟" فیاض کو غصہ آگیا۔

"جیل سے ریناولیمز کا فرار....!"

"تم پاگل ہوگئے ہو....!"

"تمہیں دیر سے اطلاع ملی.... بہت پہلے کی بات ہے۔!"

"میں بہت پریشان ہوں.... سنجیدگی سے بات کرو....!"

"میں اس وقت بالکل سنجیدہ ہوں کیپٹن فیاض.... ڈاکٹر النکھم اور اس کے پُراسرار ہاتھ کی کہانی تمام ہوچکی ہے.... ریناولیمز کے فرار کا الزام بہ آسانی النکھم کے سر تھوپا جاسکے گا۔!"

"تم کرنا کیا چاہتے ہو....؟"

"یہ رہی لسٹ....!" عمران نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا۔ چند لمحے فیاض کو گھورتا رہا پھر اٹھتا ہوا بولا "خدا حافظ.... تلاش کرتے رہو....النکھم کو اور "دستِ قضا" تمہارے آدمیوں کو ٹھکانے لگاتا رہے۔!"

"جب تک میں نہ چاہوں تم یہاں سے باہر نہیں جاسکتے۔!" فیاض نے سرد لہجے میں کہا۔

"شکریہ....!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "جان بچی.... پتا نہیں کب اور کہاں اس نیلے ہاتھ سے ملاقات ہو جائے....!"

فیاض کسی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا پھر کچھ نہ بولا۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

دفعتاً فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ چلو۔!"

دونوں باہر نکلے.... عمران نے قطعی طور پر خاموشی اختیار کرلی تھی۔

"میری گاڑی میں چلو.... اپنی گاڑی چھوڑ دو....!" فیاض نے پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

عمران خاموشی سے اُس کے برابر بیٹھ گیا تھا.... کار نے دو ڈھائی فرلانگ کی مسافت بھی

طے کر لی لیکن عمران کے رویے میں فرق نہ آیا۔ آخر فیاض ہی نے بولنے میں پہل کی۔

"تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا ہے۔!"

"شامتہ العنبر لگا کر نکلا تھا گھر سے۔!"

"میں تمہیں اس سنتری کے ساتھی کے پاس لے جا رہا ہوں جو اس نیلے ہاتھ کا شکار ہوا ہے۔!"

"وہ کہاں ہے....؟"

"ہسپتال میں.... اس کے اعصاب پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔!"

"یہ ہوئی کام کی بات.... خیر اسے تو ہم دیکھ ہی لیں گے مسز گوہن کی پارٹی کے اس آدمی پر کیا گذری تھی۔!"

"میتھوز....! وہ رات کا کھانا کھا رہا تھا میز پر باہر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ اس کی بیوی اور دو بچے تھے۔ اچانک وہ ہاتھ کھڑکی سے داخل ہوا اور میتھوز کا کام تمام کر گیا۔"

"دونوں حملوں میں کوئی مماثلت؟"

"مماثلت سے کیا مراد ہے۔!"

"خنجر کہاں کہاں لگا تھا۔!"

"ٹھیک دل کے مقام پر پسلی کی ہڈیاں توڑ کر۔!"

"ریسیور کے امکانات کا جائزہ لیا تھا....؟"

"مجھے ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی۔!"

"نیلا ہاتھ ریسیور ساتھ لے جاتا تھا۔ دراصل اُس کی گرفت ریسیور ہی حاصل کرنے کے لئے ہوتی تھی۔ اتنی سخت گرفت کہ گردنیں ٹوٹ جاتی تھیں۔ لیکن یہ خنجر والا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔ لاسلکی سے کنٹرول کئے جانے والے آلات ریسیور کے بغیر اس طرح کار آمد نہیں ہوتے کہ کسی مخصوص آدمی پر انہیں آزمایا جاسکے.... چہ جائیکہ ٹھیک دل کا نشانہ.... ویسے تیز نظر کی بات اور ہے.... کہ یہ روحانی معاملات میں شمار کیا جاتا ہے۔!"

"میں تمہیں اسی لئے ساتھ لایا ہوں کہ تم اس سے سوالات کر کے شائد کوئی کام کی بات معلوم کر سکو....!"

"کیا وہ ہوش کی باتیں کر رہا ہے۔!"

"ذہن ماؤف تو نہیں ہوا.... صرف خوف زدہ ہے....!" فیاض نے جواب دیا۔

لیکن فیاض کا یہ خیال غلط نکلا کہ سنتری سے کسی قسم کی گفتگو ہو سکے گی۔

اُسے بہت تیز بخار تھا اور اس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ کو ہذیان کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔

"اب بتاؤ....!" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"میتھوز کے گھر والوں سے اگر کچھ پوچھنا چاہو تو۔!"

"اگر تم گردن ہی کٹوانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیوں.... اس میں کیا دشواری ہے....؟"

"لنکھم .... سمجھتا ہے کہ میں ایک بہت بڑا بلیک میلر ہوں اور میری ہی وجہ سے اُسے شکست ہوئی ہے لہٰذا ہر قیمت پر مجھے راستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے۔!"

"واقعی تم بہت خوف زدہ معلوم ہوتے ہو....!" فیاض ہنس پڑا۔

"ہنسنے کا یہ اسٹائل میرے لئے بالکل نیا ہے۔ کیا آج کل خواتین میں زیادہ اٹھنا بیٹھنا ہے۔!"

"وقت ضائع نہ کرو.... میرا خیال ہے کہ میتھوز....!"

"فیاض....! کیا تم اس کے متعلقین سے اس قسم کی پوچھ گچھ نہیں کر چکے جس سے ریسیور کے امکانات پر روشنی پڑ سکتی۔!"

"یقیناً کر چکا ہوں۔!"

"پھر.... نتیجہ....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"بس تو پھر چپ چاپ واپس چلو.... اگر جیل سے ریناولیز کے فرار میں میری مدد کر سکتے ہو تو....!"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....!" فیاض نے جھنجھلا کر بات کاٹ دی۔

عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی.... دفتر پہنچ کر فیاض نے ایک بار پھر عمران کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے اگلوا لینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"اچھی بات ہے....!" اس نے بالآخر طویل سانس لے کر کہا۔ "ظفر الملک اور جیمسن اس

مقدمے میں مطلوب ہیں۔ اُن کے بغیر ریناولیز کو عدالت میں پیش نہیں کیا جا سکے گا۔!"

"تلاش کرتے رہو....!" عمران خشک لہجے میں کہتا ہوا کرسی سے اٹھ گیا۔

واپسی پر وہ بڑی حقارت سے مسکرایا تھا.... کیونکہ فیاض کے محکمے کی ایک گاڑی اس کا تعاقب کرتی نظر آئی تھی۔ تعاقب کرنے والے نے اسے گھر تک پہنچایا.... اور عمران گھر پہنچ کر بہت پچھتایا کیونکہ گھر مقفل تھا۔ نہ سلیمان کا دور دور تک پتا تھا اور نہ جوزف کا۔

اس سے پہلے کبھی عمران نے اپنا فلیٹ مقفل نہیں دیکھا تھا.... صرف ایک ہی کنجی تھی اور وہ سلیمان کی تحویل میں رہتی تھی۔ واپسی کے لئے مڑ ہی رہا تھا کہ بائیں جانب والے فلیٹ سے ایک پڑوسی برآمد ہوا اور عمران پر نظر پڑتے ہی اس طرح ٹھٹک گیا جیسے کوئی انہونی ہوئی ہو۔

"تت.... تو.... آپ زندہ ہیں....!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "بڑی خوشی ہوئی.... اللہ کا شکر ہے۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھا.... بھائی صاحب....!" عمران نے بیچارگی سے کہا۔

"کچھ دیر پہلے کسی نے اطلاع دی تھی کہ آپ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ لاش سول ہسپتال میں ہے.... وہ دونوں بیچارے روتے پیٹتے بھاگے گئے ہیں۔"

"آپ نے روتے دیکھا تھا....؟" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں....!" جواب ملا....!

"خوش قسمت ہیں آپ....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میری یہ آرزو آج تک پوری نہ ہو سکی کہ انہیں روتا دیکھتا۔!"

پڑوسی نے دانت نکال دیئے اور پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔ "حبشی کی حالت غیر تھی دیواروں سے سر ٹکرا رہا تھا۔!"

"الحمدللہ.... اور سلیمان....!"

"وہ صرف رو رہا تھا....!"

"بہت چالاک ہے.... اچھا.... خدا حافظ....!" عمران ہاتھ ہلاتا ہوا زینوں کی طرف بڑھ گیا۔



کسی نے مردہ خانے تک جوزف اور سلیمان کی رہنمائی کی تھی.... وہ دھڑکتے ہوئے دلوں

کے ساتھ اندر پہنچے تھے اور اچانک انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے سر چکرا گئے ہوں.... یہیں سے یاداشت کا سلسلہ منقطع ہوا تھا اور اب ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مردہ خانہ کسی سجے سجائے کمرے میں کیونکر تبدیل ہوا اور وہ خود کہاں کے ایسے طالع ور ہیں کہ آرام دہ گدیلوں پر استراحت کا موقع نصیب ہو سکے۔

دونوں اٹھے اور مسہریوں پر اس طرح آلتھی پالتھی مار کر بیٹھ گئے.... جیسے خود کو یقین دلانا چاہتے ہوں کہ وہ عالم خواب میں نہیں ہیں۔

"ہم کہاں ہیں....؟" دفعتاً سلیمان جوزف کو گھورتا ہوا بڑبڑایا۔

"شائد ہم بھی....!" جوزف نے جملہ پورا کئے بغیر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ابے مت بکواس کر.... مرگئے ہوتے تو سیدھے جہنم میں جاتے کہ ان مسہریوں پر آرام فرما رہے ہوتے۔!" سلیمان بگڑ کر بولا۔

"پھر یہاں کیسے پہنچے.... یہ تو مردہ خانہ نہیں۔!"

"ہو گا کچھ....!" سلیمان نرم نرم تکئے کو دبوچتا ہوا بولا۔ "مجھے تو ایسا جان پڑتا ہے کہ اب پکی پکائی ملے گی تو ہی دیکھ ذرا یہ ٹھاٹ.... پتا نہیں کس رئیس سے پالا پڑا ہے۔!"

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ کسی سازش کا شکار ہوئے ہیں تو پھر عمران بخیریت ہی ہو گا۔ خود انہیں اسی بہانے جال میں پھانسا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ عمران سے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتے ہوں۔

"ڈیکھو.... سالا....! ہمارا بات سنو...." دفعتاً وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "باس کے بارے میں ٹم کیا جانٹا....؟"

"باس کے بارے میں باس کا باپ بھی کچھ نہیں جانتا.... میں کیا جانوں گا۔!"

"ٹم جانٹا وہ ابھی کڈھر ہے۔!"

"بالکل نہیں....!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" جوزف نے سر ہلا کر کہا اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔

سلیمان انگڑائی لے کر پھر لیٹ گیا اور اسپرنگ دار گدے پر بچوں کی طرح اچھلنے لگا۔

"اس میں خوشی کا کیا بات ہے....؟" جوزف غرایا۔

"ہمارا باس زندہ ہے.....! پتا نہیں کب اس کے پلے پڑ جائیں لہٰذا ہمیں اسی وقت جی بھر کے عیش کر لینا چاہئے۔!"

"چپ سالا.... گدار.....!"

"اس میں غداری کی کیا بات ہے کالئے..... خدا اُسے سلامت رکھے اور ہم اسی طرح عیش کرتے رہیں۔!"

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ جوزف نے اس کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور دیکھ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔

"اٹھو اور میرے ساتھ چلو.....!" آنے والا غرایا۔

"مم.... مگر .... کیوں بھائی صاحب.... یہ کیا ہے۔!" سلیمان بوکھلا کر بولا۔ "ہم تو سول ہسپتال کے مردہ خانے میں داخل ہوئے تھے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو..... ورنہ گولی مار دی جائے گی۔!"

ٹھیک اسی وقت دوسرا آدمی کمرے میں داخل ہوا اور پہلے آدمی پر برس پڑا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا.... اپنوں پر ریوالور تانے کھڑے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ عمران صاحب کے ملازمین ہیں۔!"

"اوہ....!" پہلے آدمی کا ہاتھ جھک گیا اور وہ ریوالور کو ہولسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔ "بتائے بغیر کیسے معلوم ہوتا.... میں تو سمجھا تھا کہ.....!"

"خیر.... خیر.... تم باہر جاؤ.....!"

"ریوالور والا چلا گیا اور دوسرے آدمی نے ہنس کر اُن سے کہا "تمہیں باس نے اسی طرح بلوایا ہے۔!"

سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھا۔

"ہو سکتا ہے... ہو سکتا ہے!" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "باس کو سمجھ لینا بہت مشکل کام ہے۔!"

"میں اس لئے آیا تھا کہ تم لوگوں کو دوپہر کے کھانے پر لے جاؤں۔!"

"ضرور.... ضرور.....!" سلیمان اٹھتا ہوا بولا۔

"باس کہاں ہیں....؟" جوزف نے سوال کیا۔

"یہ بتانا مشکل ہے لیکن شام تک تم دونوں کے لئے خصوصی ہدایات ضرور موصول ہوں گی۔!"

"ہم مردہ خانے سے یہاں تک کیسے پہنچے تھے....؟" سلیمان نے پوچھا۔

"یہاں شائد ہی کوئی جانتا ہو! بہر حال جب ہم نے تمہیں ریسیو کیا ہے تو تم دونوں بیہوش تھے اور باس کی ٹیلی فون کال پہلے ہی آچکی تھی کہ تم اس حال میں پہنچو گے۔!"

"خیر.... خیر.... چلئے صاحب.....!" سلیمان نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "دیر نہ کیجئے میری زندگی میں ایسے موقعے بہت کم آئے ہیں جب اپنے ہاتھ کا پکایا نہ کھانا پڑا ہو۔!"

"کیوں بکواس کرتا.....!" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

پھر وہ آدمی انہیں ڈائننگ روم میں لایا تھا۔ میز پر کئی طرح کے کھانے چنے نظر آئے۔

"مم.... میرے لئے.....!" سلیمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بیٹھ جاؤ.....!" جوزف غرایا.... "باس ٹم کو بولتا زیادہ باٹ نہیں کرنا مانگتا۔!"

"باس اس طرح کھلائے گا تو ضرور ٹرٹراؤں گا۔!" سلیمان نے کہا اور بیٹھ کر قابیں اپنے آگے سرکانے لگا۔



سول ہسپتال تک تو سلیمان اور جوزف کا سراغ مل سکا تھا۔ لیکن مردہ خانے میں ان دونوں پر کیا گذری تھی۔ اس کا جواب کوئی نہ دے سکا۔ مردہ خانے میں ان کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ البتہ اس بھاگ دوڑ میں تعاقب کرنے والی دوسری گاڑی ضرور نظر آگئی تھی وہ فیاض کے ماتحت کی گاڑی کے پیچھے تھی۔

کچھ دور چل کر لگژری کارنر کے فٹ پاتھ سے گاڑی لگا دی.... کیپٹن فیاض کے ماتحت کی گاڑی پیچھے رکی اور پچھلی سفید کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ لیکن تھوڑی ہی دور جا کر وہ بھی رک گئی۔

عمران نے ڈرائیو کرنے والے کو بھی اس بار اچھی طرح دیکھا۔ یہ کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔

عمران اپنی گاڑی سے اتر کر لگژری میں داخل ہوا.... یہاں کئی میزیں خالی تھیں۔

عمران ایک جگہ جم گیا..... رخ صدر دروازے کی طرف تھا۔ سب سے پہلے فیاض کا ماتحت ہال میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے وہ سفید فام غیر ملکی دکھائی دیا۔

فیاض کے ماتحت نے تو دروازے کے قریب ہی والی میز سنبھال لی.... لیکن غیر ملکی عمران

کی طرف بڑھتا چلا آیا اور اس کے عقب سے گذرتے ہوئے اس طرح لڑکھڑایا کہ سنبھلنے کے ل
عمران کا سہارا لینا پڑا۔

"مجھے افسوس ہے جناب...!" وہ سنبھالا لے کر بولا۔ "میرے گھٹنوں میں شدید درد ہے۔"

"کوئی بات نہیں....!" عمران نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ "میرے لائق کوئی خدمت؟"

"بہت بہت شکریہ....!" وہ کراہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران ہولے ہولے اپنا سر کھجا رہا تھا.... قریب ہی کی ایک میز تک پہنچ کر غیر ملکی نے ا
طرح کرسی کھسکائی جیسے اب کھڑے رہنے کی تاب نہ ہو....! دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور چ
شائد تکلیف کی شدت سے اُتر گیا تھا۔

اس نے سر کے اشارے سے ویٹر کو بلایا اور اُس سے کچھ کہنے لگا۔ لیکن ویٹر کے انداز سے ا
لگتا تھا جیسے بات پلے نہ پڑ رہی ہو۔

عمران اٹھ کر ان کے قریب پہنچا... غیر ملکی ویٹر سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے سہارا دے کر میر
گاڑی تک پہنچادو.... میری حالت بگڑ رہی ہے۔!"

عمران نے ویٹر کو بتایا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

پھر جب ویٹر اُسے سہارا دے کر باہر لے جا رہا تھا عمران نے فیاض کے ماتحت کو آنکھ ماری
گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

عمران تیزی سے اس کے قریب پہنچا اور جھک کر آہستہ سے بولا۔ "شرمانے سے کام نہیں
چلے گا۔ اس سفید فام غیر ملکی کا تعاقب کرو.... اور اس کے بارے میں معلومات فراہم کر ے
کیپٹن فیاض کو اطلاع دو۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟" اس کے تیور بدل گئے۔

"میں ایسا کہاں کا پری چہرہ ہوں کہ تم میرا تعاقب کرتے پھرو....!" عمران نے کہا۔

"میں نہیں جانتا آپ کون ہیں....؟" اُس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو اب میرے پیچھے نہ آنا.... کیونکہ میں ذرا باتھ روم تک جا رہا ہوں۔!"

باتھ روم میں پہنچ کر اُس نے اپنا کوٹ اتارا تھا اور بغور اُس کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ واپسی پر کو
اس کے ہاتھوں میں نظر آیا اور فیاض کے ماتحت کا کہیں پتہ نہ تھا عمران نے مسکرا کر سر کو خفیف آ

بخش دی اور پھر اپنی جگہ پر جا بیٹھا.... کافی پینے میں پندرہ بیس منٹ صرف ہوئے تھے اور پھر وہ
ہر نکلا تھا۔

کوٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالتے ہوئے اُس نے گردوپیش کا جائزہ لیا۔ فیاض کے ماتحت کی
ڑی اب وہاں نہیں تھی۔

**اس نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے یوٹرن لینے کے لئے لمبی دوڑ لگائی۔ اس طرح ایک بار پھر
ندازہ کرسکا کہ تعاقب بہرحال جاری ہے۔ نیلے رنگ کی ایک اسپورٹ کار پیچھے تھی۔**

**شک رفع کرنے کے لئے اُس نے اپنی گاڑی کو مختلف گلیوں میں چکر دیئے۔ اسپورٹ کار
ستور پیچھا کرتی رہی۔**

شام کے پانچ بجے تھے۔ اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے قریب گاڑی روکی اور بلیک
زیرو سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ طلب کی۔ رپورٹ امید افزا نہیں تھی کیونکہ اس وقت تک
سلیمان اور جوزف کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ فلیٹ بدستور مقفل تھا۔ عمران نے اُسے کچھ مزید
ہدایات دے کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

باہر اسپورٹ کار دوسری طرف کے فٹ پاتھ سے لگی کھڑی تھی۔

عمران اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سوچ رہا تھا کہ فی الحال فیاض ہی کی کوٹھی میں پناہ لینی چاہئے
اور پھر اب وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس کے لئے یہی ضروری تھا کہ وہ فیاض کے قریب رہتا۔

انجن اسٹارٹ کر کے اس نے تیز رفتاری سے گاڑی آگے بڑھائی۔ عقب نما آئینے میں
اسپورٹ کار صاف نظر آ رہی تھی.... اُس نے کیپٹن فیاض کی کوٹھی تک تعاقب جاری رکھا۔

فیاض موجود تھا عمران کو دیکھ کر اُس نے بُرا سا منہ بنایا ہی تھا کہ وہ لہک کر بولا۔ "رات کا کھانا
تمہارے ہی ساتھ کھاؤں گا۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ دفعتاً عمران نے چونک کر کہا "ٹھہرو.... میں ابھی آیا۔!"

کوٹ گاڑی میں رہ گیا تھا.... اُسے بائیں ہاتھ کی کلائی میں اٹھائے فیاض کے ڈرائنگ روم
میں واپس آیا۔

"برخوردار جتوئی کو میں نے دھندے سے لگا دیا ہے۔!" اس نے فیاض کو پرمسرت لہجے میں
اطلاع دی۔

"کیا مطلب....؟" فیاض چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"وہ ایک سفید فام غیر ملکی کا تعاقب کر رہا ہے....!" عمران ہنس کر بولا۔ "رپورٹ ہی دے گا مجھے نہیں.... اس لئے مطمئن رہو۔!"

"کیا تم نے اس سے گفتگو کی تھی....؟" فیاض نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"تم منع کر دیتے تو ہرگز نہ کرتا.... آئندہ اگر کسی کو میرے پیچھے لگانا تو سختی سے مجھے بھی کر دینا.... کہ میں اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کروں۔!"

"بعض اوقات حد سے بڑھ جاتے ہو۔!" فیاض کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"غصے میں بڑے خوبصورت لگتے ہو۔!"

فیاض پھر کچھ کہنے والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور چہرہ غضب ناکی کے آثار پیدا کئے ہوئے دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سنتا رہا پھر دہاڑا۔ "اچھے خاصے گدھے ہو.... تمہیں اس آدمی کا تعاقب کرنا چاہئے تھا شٹ اپ....!"

ریسیور کریڈل پر پٹختا ہوا عمران کی طرف مڑا۔

"خیریت....؟" عمران نے بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری دخل اندازی کے بعد وہ گھر بیٹھ رہا تھا۔!"

"نرے رنگروٹ ہی ہیں کیا آج کل تمہارے پاس....!"

"وہ سفید فام غیر ملکی کون تھا....؟"

"میں نہیں جانتا.... اگر اس وقت میرا کوئی آدمی موجود ہوتا تو میں انسپکٹر جتوئی کی توجہ بھی نہ دیتا۔!"

"تمہارا آدمی....؟"

"جب میں سر سلطان کے لئے کوئی کام کرتا ہوں تو مجھے کچھ مددگار بھی ملتے ہیں۔! تم بتا سکتے ہو کہ سلیمان اور جوزف کہاں غائب ہو گئے۔!"

"میں کیا جانوں....!" فیاض اُسے گھورتا ہوا بولا۔

عمران نے اُسے ان کی کہانی سنائی۔

"میں کچھ نہیں جانتا.... کیا تم سمجھتے ہو....!"

"نن.... نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "رات کے کھانے میں کیا کیا ہے۔!"

"پتا نہیں....!" فیاض نے بیزاری سے کہا۔

"شاہی ٹکڑے ضرور بنوا لینا ورنہ جگہ جگہ کہتا پھروں گا کہ پولیس والوں کے دستر خوان پر آج کل چوہے لوٹ رہے ہیں۔!"

"فضول باتیں مت کرو.... میں بہت پریشان ہوں۔!"

"یہ دردِ سر خود ہی مول لیا ہے تم نے....!"

"پھر میں کیا کروں....!"

"ریناولیز کو میرے حوالے کر دو۔!"

"سنو.... اگر یہ سر سلطان کے محکمے کا کیس ہے تو پھر ہمیں کیوں الجھائے رکھا گیا ہے؟" فیاض نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا جواب تو سر سلطان ہی دے سکیں گے.... ویسے ایک بات نوٹ کر لو اگر تم نے رینا ولیز کے مصنوعی فرار کا انتظام نہ کیا تو لنگھم کے آدمی اسے کسی نہ کسی طرح جیل سے نکال لے جائیں گے۔!"

"میں فضول باتوں پر کان نہیں دھرتا۔ رات کا کھانا کھاؤ اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"یعنی فٹ پاتھ پر بستر لگاؤں.... فلیٹ مقفل ہے.... دوسری کنجی کبھی تھی ہی نہیں کہ میرے پاس ہوتی.... لہٰذا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ کھانا کھا کر ہواخوری کو چلیں اور واپسی پر۔!"

"شب باشی کا انتظام نہیں کر سکوں گا۔!" فیاض نے بات کاٹ دی۔

"خیر.... خیر.... لیکن کھانے کے بعد ہواخوری بے حد ضروری ہے۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔

اس کے بعد وہ معذرت کر کے اندر چلا گیا تھا اور عمران صوفے پر لیٹ کر چھت سے چپکے ہوئے مچھروں کا شمار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اٹھا اور فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے لیکن سلیمان اور جوزف سے متعلق کوئی امید افزا خبر نہ مل سکی۔

ساڑھے سات بجے فیاض کے ایک ملازم نے کھانا میز پر لگ جانے کی اطلاع دی.... عمران

نے کوٹ اٹھایا اور پھر کچھ سوچ کر اُسے صوفے کی پشت پر ڈال دیا۔

اس کے بعد وہ ملازم کے ساتھ ڈائننگ روم میں آیا تھا۔ میز پر فیاض تنہا نظر آیا۔ بیوی نہیں تھی۔ عمران نے فیاض کی صورت دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی اور مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"بہت افسوس ہوا سپر فیاض....!"

"کیا مطلب....؟" فیاض کا لہجہ تیکھا تھا۔

"شائد ابھی جھڑپ ہوئی ہے۔!"

"جی نہیں.... وہ پرہیزی کھانا کھا رہی ہیں۔!"

"کب سے....؟" عمران نے بے حد خوش ہو کر پوچھا۔

"بکواس مت کرو.... چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔!"

"کچھ تو شرم کرو.... آخر کب تک....!"

"گھونسہ ماروں گا.... ورنہ چپ چاپ کھانا کھاؤ!" فیاض نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

عمران پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ دو تین منٹ بعد اچانک شور سنائی دیا۔ گھر کے اندر ہی کا شور تھا۔ دونوں اٹھ گئے۔

ٹھیک اُسی وقت ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا اور دروازے کے قریب ہی لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"کیا ہوا.... کیا بات ہے....!" فیاض نے بوکھلا کر پوچھا۔

"خ....خ....!" ملازم اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ہکلایا.... "خنجر والا ہاتھ....!"

"کہاں....؟"

"ڈرائینگ روم میں....!"

وہ دونوں جھپٹتے ہوئے ڈرائینگ روم میں پہنچے.... لیکن یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ البتہ فیاض کے گھر کے افراد بدحواسی میں چیخے جا رہے تھے۔

"کیوں شور مچا رکھا ہے....!" فیاض دہاڑا۔

وہ دفعتاً خاموش ہو گئے اور وہی ملازم جس نے خنجر والے ہاتھ کی اطلاع دی تھی آگے بڑھ کر بولا "میں برآمدے میں تھا وہ کھڑکی سے اندر داخل ہوا اور یہاں چکر لگا کر پھر کھڑکی کے راستے نکل گیا۔

"چکر لگا کر واپس چلا گیا....؟" عمران نے سوال کیا۔

"جی ہاں....!"

"ناممکن....!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟" فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

عمران کی نظر اپنے کوٹ پر جمی ہوئی تھی جسے وہ صوفے کی پشت گاہ پر ڈال گیا تھا لیکن اب وہ سیٹ پر پڑا دکھائی دیا۔ اس نے فیاض کو اشارہ کیا کہ بقیہ لوگوں کو کمرے سے رخصت کر دے۔

ان کے چلے جانے پر وہ صوفے کی طرف بڑھا.... اپنا کوٹ اٹھا کر تہہ کھولی اور فیاض سے پوچھا۔ "کیا یہ کوٹ بہت اچھا سلا ہوا ہے....؟"

"غیر ضروری باتیں نہ کرو....!"

"اس نالائق نے نہ صرف کوٹ بلکہ تمہارے صوفے کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ دیکھو۔!" اس نے صوفے کی پشت گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"وہ اب میرے پیچھے پڑ گیا ہے.... میں نہ سہی میرا کوٹ ہی سہی.... اور میرے کوٹ کی وجہ سے تمہارا صوفہ بھی تباہ ہوا۔!" عمران نے کوٹ پہنتے ہوئے کہا۔ "اب دیکھو پشت پر جس جگہ خنجر کی کاٹ موجود ہے.... وہ دل کی سیدھ میں نہیں ہے۔!"

فیاض نے جھک کر دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر بڑبڑایا "خدا کی پناہ....!"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تمہارے کوٹ میں کیا تھا..!"

"شائد ریسیور....!"

"اور تمہیں اس کا علم تھا....؟"

"یقیناً تھا.... لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ مردود چین سے کھانا بھی نہ کھانے دے گا.... سوچا تھا کھانے کے بعد ہوا خوری کو چلیں گے لیکن اب کیا فائدہ۔!"

"کہیں باہر یہ شعبدہ دکھاتے.... کیوں....؟" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"بالکل....! اور پھر تم تعاقب کرتے اس ہاتھ کا....!"

"ریسیور تم تک کیسے پہنچا تھا....؟"

عمران نے سفید فام اجنبی کے لڑکھڑا کر اپنے اوپر گرنے کا واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ "اسی لئے میں نے چاہا تھا کہ تمہارا آدمی اس کا تعاقب کرے.... نہیں مانا تو میں نے اس سے کہا اچھی بات ہے.... اب میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں تم مجھ پر نظر نہیں رکھ سکو گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"باتھ روم.... اور وہاں میں نے کوٹ اتار کر دیکھا تو یہاں اس جگہ اسٹکنگ پلاسٹک ٹیپ کا ننھا سا ٹکڑا چپکا ہوا تھا.... اور دیکھو ٹھیک اسی جگہ خنجر بھی پیوست ہوا ہے۔!"

"ٹیپ کہاں ہے....؟"

"فیاض صاحب.... اگر وہ ضائع نہ ہوا ہوگا تو آپ کے صوفے کی پشت گاہ کے اندر ہی ملے گا۔ مگر نہیں میرا خیال ہے کہ خنجر کی ضرب کے ساتھ ہی وہ بھی ضائع ہو گیا ہوگا۔!"

وہ بڑی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر شب بسری کا مسئلہ پیش آیا تھا فیاض اس پر تیار نہیں تھا کہ عمران کو اپنے گھر سونے دے۔

لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنی بات نہ منوا سکتا.... گھوڑے بیچ کر سویا.... لیکن پھر شائد دو بجے تھے کہ دوبارہ جگا دیا گیا.... فیاض کا خون خوار چہرہ نظروں کے سامنے تھے۔!

"خیریت....؟"

"اٹھو.... اب تمہیں معلوم ہوگا۔!"

"کوئی خوف ناک خواب دیکھا ہے۔!"

"چپ چاپ اٹھ جاؤ.... ورنہ....!"

عمران اٹھ گیا.... کوئی خاص ہی بات ہو گی.... ورنہ فیاض سوتے سے نہ جگاتا۔

"میرے ساتھ چلو....!" فیاض نے سخت لہجے میں کہا اس کا موڈ بہت زیادہ خراب معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے گھڑی دیکھی.... دو بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔

ایک بار پھر اس نے فیاض کے چہرے پر نظر ڈالی جو پتھر کی طرح بے حس معلوم ہو رہا تھا۔

"اچھی بات ہے.... چلو کہاں چلتے ہو....!"

باہر فیاض کے محکمے کی آرمڈ کار نظر آئی.... جس پر دو مسلح آدمی پہلے سے موجود تھے۔!

وہ پچھلی نشست پر بیٹھے۔ ایک مسلح آدمی ان کے ساتھ بیٹھا اور دوسرا اگلی سیٹ پر چلا گیا۔

قریب ہی تیسرے آدمی کی موجودگی نے عمران کو خاموش رہنے پر مجبور کر دیا تھا.... یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ جانا کہاں ہے۔!

پندرہ منٹ بعد گاڑی ایک تاریک سڑک پر رکی.... اور فیاض نے عمران سے نیچے اترنے کو کہا۔ قریب ہی سے کچھ اور لوگوں کے بولنے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔

فیاض عمران کا ہاتھ پکڑے انہی آوازوں کی طرف لے جا رہا تھا۔ اور پھر قریب پہنچ کر فیاض کے ساتھیوں میں سے کسی نے ٹارچ روشن کی تو عمران بھونچکارہ گیا۔ سامنے والی جیپ میں سلیمان اور جوزف بیٹھے نظر آئے۔ یہ جیپ مسلح اور باوردی کانسٹیبلوں کے نرغے میں تھی۔

"اوہ.... تو مل گئے.... یہ مردود....!" عمران چہک کر بولا۔ "ویسے اُسے یقین تھا کہ یہ وقوعہ کسی خوش گوار نوعیت کا حامل نہ ہوگا۔

"جی ہاں مل گئے.... اور تمہیں اس کی جواب دہی کرنی ہے۔!" فیاض نے زہریلے لہجے میں کہا اور اُسے اس بھیڑ سے الگ لے جا کر کہا۔ "انہوں نے ریناولیمز کے فرار میں مدد دی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" عمران چونک پڑا۔

"یہ اُن لوگوں کے ساتھ تھے جو بالآخر ریناولیمز کو جیل سے نکال لے گئے۔!"

"اوہو... صاف ظاہر ہے.... میں نے تمہیں ان کے غائب ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔!"

"اور پھر میرے گھر پر خنجر والے ہاتھ کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا۔!" فیاض نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ نظریہ تمہیں کس نتیجے پر پہنچائے گا۔!"

"کسی بڑی رقم کے عوض تم انگھم کے ہاتھوں بک گئے ہو۔!"

"سبحان اللہ.... یہ شعر کتنی دیر میں ہوا ہے....!"

"چرب زبانی کسی کام نہ آسکے گی۔!"

"خیر.... خیر.... میں ان سے پوچھوں تو.... آخر چکر کیا ہے۔!"

"قطعی نہیں....!"

"آخر کیوں....؟" عمران کا لہجہ بھی دفعتاً بگڑ گیا۔

"وہ اس وقت تمہاری ہدایت کے مطابق کام کرنے نکلے تھے۔!"

"اور میں سر شام ہی سے تمہارے ساتھ رہا ہوں۔!"

"کسی اور کے ذریعے اُن تک تمہاری ہدایات پہنچی تھیں.... یہ مت بھولو کہ تم رینا کے فرار پر مصر رہے ہو۔!"

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم نے اسے میرے حوالے نہ کر دیا تو لنگھم نکال لے جائے گا۔!"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم لنگھم ہی کے لئے کام نہیں کر رہے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" کہہ کر عمران نے اُسے دھکا دیا۔

اتنی دیر میں وہ اس جگہ کے محل وقوع کا اندازہ لگا چکا تھا۔ وہ اس وقت سنٹرل جیل کی پشت پر تھے۔ فیاض کو دھکا دے کر اُس نے لمبی چھلانگ لگائی اور اندھیرے میں دوڑتا چلا گیا۔ یہ علاقہ سینکڑوں بار کا دیکھا ہوا تھا اس لئے وہ اندھیرے میں بھی سمتوں کا تعین کر سکتا تھا۔ جتنی دیر میں فیاض کے آدمی سنبھلتے کہیں کا کہیں جا پہنچا۔

میدان کے اختتام پر چھوٹے چھوٹے مکانوں والی ایک بستی دور تک پھیلتی چلی گئی تھی جس کی گلیوں میں کسی کو تلاش کرنے کے لئے پوری بٹالین بھی ناکافی ہوتی۔ بستی میں داخل ہوتے ہی اُس نے ریڈی میڈ میک اپ ناک پر جمایا تھا اور شریف آدمیوں کی طرح پر وقار انداز میں نپے تلے قدم اٹھانے لگا تھا۔

بہر حال وہ چار بجے سے پہلے سائیکو مینشن نہیں پہنچ سکا تھا۔ یہاں ایک بڑی اچھی خبر اس کی منتظر تھی۔ بلیک زیرو نے بحیثیت ایکس ٹو کچھ پیغامات اس کے لئے ریکارڈ کرائے تھے۔

۱ "عمران....! جوزف اور سلیمان ایک جیپ میں دیکھے گئے ہیں جیپ کا تعاقب جاری ہے۔"

۲ "عمران....! جیپ کے آگے دو گاڑیاں اور بھی ہیں اور جیپ کا ڈرائیور انہیں اشارے کرتا جا رہا تھا۔ تینوں گاڑیاں سنٹرل جیل کے قریب سے گذریں۔ جیل کے پھاٹک پر خاصی بھیڑ ہے.... کسی قسم کا ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔"

۳ "عمران....! تینوں گاڑیاں جیل کی پشت پر رکی ہیں۔!"

۴ "عمران....! دو گاڑیاں نکل گئیں.... جیپ پکڑی گئی جس میں جوزف اور سلیمان تھے۔ جیپ کا ڈرائیور بھی غائب ہو گیا.... دونوں گاڑیوں کا تعاقب جاری ہے۔!"

فی الحال ان کے علاوہ اور کوئی پیغام نہیں تھا.... عمران نے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل

کئے اور اُسے اطلاع دی کہ اب وہ سائیکو مینشن پہنچ چکا ہے۔

"جوزف اور سلیمان گرفتار کر لئے گئے ہیں اور ان پر الزام ہے کہ انہوں نے رینا ولیمز کے فرار میں مدد دی ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اُن دونوں گاڑیوں کے پیچھے کون ہے....؟"

"صفدر اور صدیقی.... الگ الگ موٹر سائیکلوں پر.... چوہان جیپ کے سلسلے میں جیل کے قریب ہی رک گیا تھا۔"

"گڈ.... کام سلیقے سے ہو رہا ہے۔!"

"شکریہ جناب.... صفدر اور صدیقی کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔"

"میں فون ہی پر موجود ہوں....!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کی دانست میں سلیمان اور جوزف اسی لئے الجھائے گئے تھے کہ پولیس کو غلط راستے پر ڈالا جا سکے۔ لنگھم اور اس کے ساتھی عمران کو ایک بلیک میلر کی حیثیت سے جانتے تھے۔ ایسا بلیک میلر جو پولیس اور مجرموں دونوں کو بلیک میل کر سکتا تھا۔ لیکن پھر خود اُس پر کیوں حملہ کرایا گیا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی.... عمران نے ریسیور اٹھا لیا.... دوسری طرف بلیک زیرو ہی تھا۔

"دونوں گاڑیاں ڈائمنڈ بیچ پہنچی ہیں.... سب لوگ ہٹ نمبر تین سو گیارہ میں اتر گئے ہیں۔ آپ کی تلاش شروع ہو چکی ہے.... پورے شہر میں پولیس گاڑیاں دوڑتی پھر رہی ہیں۔!"

"اچھی خبر ہے....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "ہٹ نمبر تین سو گیارہ کی نگرانی جاری رہنی چاہئے.... معلوم کرو کہ اُن لوگوں میں لنگھم بھی موجود ہے یا نہیں فی الحال سارے آدمیوں کو وہیں لگا دو.... اس ہٹ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک فرد پر نظر رکھی جائے۔"

"بہت بہتر جناب....!"

"ویٹس آل....!"

"دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ عمران نے ریسیور رکھ کر پھر اٹھایا اور سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے۔ اُن سے رابطہ قائم ہو جانے پر حالیہ واقعات سے متعلق مختصر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سلیمان اور جوزف کو جیل میں کوئی تکلیف نہ ہونی چاہئے.... فی الحال میں خود ان کی رہائی نہیں چاہتا۔!"

"کیوں....؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ظاہر ہے.... یہ چکر محض اسی لئے چلایا گیا ہے کہ پولیس قریب کے آدمی کے پیچھے پڑ جائے لہٰذا اس وقت سارے شہر میں میری تلاش جاری ہے۔!"

"اچھی بات ہے....! میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں....!"

"شکریہ....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔



ڈاکٹر النکھم اُس عمارت میں تنہا نہیں تھا۔ ایک آدمی اور بھی تھا جس سے ابھی تک اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ پچھلی رات یہاں پہنچا تھا۔ اُسے یہاں تک پہنچانے والے نے شب بسری کے لئے کمرے میں ضروری انتظامات کر دیئے تھے اور النکھم کے ایماء پر اس سے کہہ دیا تھا کہ ڈاکٹر النکھم صبح سے پہلے نہیں مل سکے گا۔ یہ ایک پستہ قد اور بھاری جبڑوں والا آدمی تھا۔ النکھم جیسے لمبے تڑنگے آدمی کے سامنے بونا ہی لگتا تھا۔ لیکن جسمانی قوت اس کی بے حد جاندار آنکھوں سے پوری طرح نمایاں تھی۔

ناشتہ النکھم نے خود ہی تیار کیا تھا اور اُسے اس کے کمرے سے ڈائننگ روم میں بلا لایا تھا۔

میز پر دونوں آمنے سامنے بیٹھے۔

"ڈاکٹر النکھم....!" اس نے ناشتہ شروع کرنے سے قبل ہی کہا۔ "میرا نام نکولس ہے اور میں آٹھ بڑوں کا سفیر ہوں۔!"

"اچھا... تو تم نویں بڑے آدمی سے کیا کہنا چاہتے ہو!" ڈاکٹر النکھم نے ترش لہجے میں پوچھا۔

نکولس استہزائیہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "میں کسی نویں بڑے سے واقف نہیں ہوں۔!"

"اب واقف ہو جاؤ....!" النکھم اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"خیر تم جو کچھ بھی ہو... مجھے پیغام پہنچانا ہے اور پیغام ہے تمہاری فوری واپسی.... فی الحال.... یہاں کی تنظیم توڑی جا رہی ہے۔!"

"وجہ....؟" النکھم اُسے گھورتا ہوا غرایا۔

"میں وجہ نہیں جانتا.... تمہیں فوری طور پر اپنے جزیرے میں واپس جانا ہے۔!"

"جب تک مجھے وجہ نہ معلوم ہو.... میں نہیں جا سکتا۔!"

"لفظ 'نہیں' کا نام ہے تنظیم سے بغاوت۔!" نکولس اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا۔

"فی الحال ناشتہ کرو.... باتیں بعد میں ہوں گی!" ڈاکٹر النکھم ایک سنڈوچ اٹھاتا ہوا بولا۔

اس پر نکولس نے اتنی سختی سے دانت بھینچے تھے کہ جبڑوں کے عضلات ابھر آئے تھے۔ اس نے قہر آلود لہجے میں کہا۔ "شکریہ.... میں ناشتہ کر چکا ہوں.... میرے ساتھ سامان تھا۔!"

النکھم مزید کچھ کہے بغیر خاموشی سے کھاتا رہا۔ اب وہ نکولس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

کھانا ختم کر کے اُس نے کافی کا جگ لبریز کیا اور پائپ سلگانے لگا۔

"کیا اب گفتگو ہو سکے گی....؟" نکولس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"گفتگو ختم ہو چکی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مجھے وجہ معلوم ہونی چاہئے۔!"

"اچھا تو سنو.... تم نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے؟ تمہیں ہدایت ملی تھی کہ مخالف تنظیم کے سربراہ اعلیٰ کا پتہ لگاؤ لیکن تم نے نچلی سطح کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔!"

"ان میں دہشت پھیلائے بغیر اس مقصد کا حصول ناممکن تھا۔!"

"اچھی بات ہے.... کافی دہشت پھیلا چکے ہو.... اب بتاؤ سربراہ کون ہے۔!"

"ایک شخص کی دخل اندازیوں کی بناء پر کامیاب نہ ہو سکا.... جب تک اُسے ختم نہیں کر دیتا یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔!"

"تم شائد.... عمران کی بات کر رہے ہو....!" نکولس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ہاں.... ہاں....!" النکھم چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"تم عمران کے بارے میں کیا جانتے ہو۔!"

"ایک گھٹیا سا بلیک میلر ہے لیکن میرے آخری حملے کی تاب نہ لا سکے گا۔ اس وقت پولیس اُسے سارے شہر میں تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ میں نے پولیس کو باور کروا دیا ہے کہ عمران میرے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے.... اسی لئے آٹھ بڑوں کا فیصلہ ہے کہ فوری

طور پر یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔!"

"میرا آٹھ بڑوں سے کوئی تعلق نہیں ہے.... تم جا سکتے ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے تو باقاعدہ طور پر استعفے دو.... اور لاسلکی حربہ مجھے واپس کر دو....!"

"یہ ناممکن ہے....!"

"اچھی بات ہے....!" نکولس اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... ہم ایک دوسرے کے دشمن تو نہیں ہیں۔!"

"نہیں شکریہ.... میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا.... اب نہیں رک سکتا....!"

"اچھی بات ہے.... لیکن جانے سے پہلے ایک چیز دیکھ لو....!"

"کیا ہے....؟"

"میرے ساتھ آؤ..!" لنگھم بھی اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تم پر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ فی الحال یہاں میری موجودگی کتنی ضروری ہے۔!"

وہ اُسے ایک راہ داری میں لایا جہاں دونوں جانب متعدد کمرے تھے ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "تم خود دیکھ سکتے ہو۔!"

وہ پیچھے ہٹ آیا اور نکولس نے جیسے ہی دروازے میں قدم رکھا.... لنگھم نے اس کی کمر پر ایک زور دار لات رسید کی وہ منہ کے بل کمرے میں گرا اور قبل اس کے کہ دوبارہ اٹھتا لنگھم دروازہ بند کر کے مقفل کر چکا تھا۔

ساتھ ہی اُس نے ایک زور دار قہقہہ لگا کر کہا۔ "میں تمہیں ساتھ ہی لے چلوں گا فکر نہ کرنا۔!"

نکولس اندر سے دہاڑا۔ "تم پچھتاؤ گے.... تنظیم سے غداری کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔"

لنگھم قہقہے لگاتا ہوا وہاں سے ہٹ آیا۔

دوسرے کمرے میں آکر اُس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور اُس سے فوراً وہاں پہنچنے کو کہا۔ پھر شائد تین منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔

لنگھم نے خود ہی صدر دروازہ کھولا.... آنے والا بھی اسی کی طرح سفید فام تھا۔

"کیا خبر ہے....؟" لنگھم نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"پولیس عمران کی تلاش میں ہے۔ شہر سے نکاسی کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔!"

"تم نے دیکھا کہ....!" ڈاکٹر لنگھم حقارت سے ہنس کر بولا۔ "اگر میں یہ کام جیفرے کی بجائے کسی مقامی آدمی سے لیتا تو عمران شبہے میں پڑ کر اپنا کوٹ ہرگز نہ اتارتا۔ سب کچھ میری توقعات کے مطابق ہوا ہے۔ جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا۔!"

"نہیں....!"

"ریناولیمز کے فرار سے زیادہ پولیس کیلئے عمران اہم ہو گیا ہے۔ موقع واردات پر عمران کے ملازمین کا پکڑا جانا اس کے لئے اس امر کی دلیل بن گیا ہے کہ عمران معمولی معاوضے پر ہمارے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"لیکن.... پھر عمران پر لاسلکی حملہ کیوں کرایا تھا۔!"

"میں جانتا ہوں کہ عمران شبہے میں مبتلا ہو کر کوٹ اتارے گا اور اُسے ریسیور کا سراغ مل جائے گا۔ ظاہر ہے اس کے بعد کوٹ پہننے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... بہر حال عمران بچ گیا.... اس سے کیپٹن فیاض کے اس شبہے کو اور تقویت ملی کہ وہ مجھ سے ملا ہوا ہے اور جب اسے اطلاع ملی کہ ریناولیمز جیل سے فرار ہو گئی اور عمران کے دونوں ملازم بھی اس کے مددگاروں میں سے تھے تو اُسے یقین ہو گیا کہ لاسلکی حملے کا ڈرامہ اس کے گھر پر اس لئے اسٹیج کیا گیا کہ ریناولیمز کی طرف سے اس کی توجہ ہٹی رہے۔!"

"لیکن.... آخر وہ جیل سے کس طرح فرار ہو سکی۔!"

"نہایت آسانی سے.... لاسلکی حربے نے بڑی دیر تک جیل پر پرواز کر کے خاصا خوف و ہراس پھیلایا تھا.... پہرے دار چاروں طرف بھاگتے پھر رہے تھے۔ اس انتشار کے عالم میں وہ وہاں سے نکال لائی گئی۔!"

"اب کیا پروگرام ہے....!"

"میں نے اسی لئے تمہیں بلایا ہے کہ آئندہ کے لئے کوئی پروگرام مرتب کیا جا سکے۔!"

"اس سے پہلے میں مارک ایولن کے متعلق جاننا چاہوں گا کہ اچانک ذہنی توازن کیسے کھو بیٹھا؟"

"اس کا ذمہ دار بھی عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اطلاعات کے مطابق عمران نے فلپ کے باڈی گارڈ کا روپ دھار کر اس نے مارک ایولن سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے یقین ہے اس کے لئے کنفیشنر استعمال کیا گیا تھا اور تم جانتے ہو کہ اگر کنفیشنر کا

استعمال معینہ وقت سے زیادہ طویل ہو جائے تو معمول ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔!"

"تب تو یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے مارک ایولن کے سارے ممبروں کے متعلق معلومات حاصل کرلی ہوں۔!"

"تمہیں فکر مند نہ ہونا چاہئے... تم مارک کو جانتے ہو لیکن وہ تم سے واقف نہیں تھا۔ بہتوں کو تم بھی نہیں جانتے! میں نے فی الحال ہر اُس شخص سے رابطہ ختم کردیا ہے جسے مارک جانتا تھا۔!"

"واقعی تم گریٹ ہو ڈاکٹر لیکن یہ ضرور جاننا چاہوں گا کہ اچانک ہم ہنگامہ آرائی پر کیوں آمادہ ہوگئے۔!"

"بالکل ذاتی معاملہ ہے۔!"

"ذاتی معاملہ....؟" اُس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... ریناولیز کی طرف سے پولیس کی توجہ ہٹانے کے لئے میں نے لاسلکی حربے استعمال شروع کیا تھا۔"

"کیا وہ اتنی ہی اہم ہے....؟"

"بکواس مت کرو.... تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔!"

"ڈاکٹر النگھم تنظیم کو ذاتیات سے کیا سروکار۔!"

النگھم نے سختی سے ہونٹ بھینچے اور اُسے گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ "نکولس کو پچھلی رات تم یہاں پہنچا گئے تھے؟"

"ہاں میں ہی لایا تھا....!"

"اُس سے کیا باتیں ہوئی تھیں....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"ہوں.... تو تمہیں اس پر اعتراض ہے کہ میں نے ذاتی اغراض کے لئے ہنگامہ برپا کیا۔!"

"ہر سچے صیہونی کو ہونا چاہئے۔"

"میں تنظیم سے الگ بھی کوئی چیز ہوں....!"

"بے مغز گویموں[1] کی بات نہ کرو... النگھم! تنظیم سے الگ ہم کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

---

۱ (صیہونی غیر صیہونیوں کو گویم کہتے ہیں۔ گویم یعنی کمترین ذہنی حیثیت کے لوگ۔)

"شٹ اپ.... میں تمہارا ماسٹر ہوں.... مجھے پڑھانے کی کوشش نہ کرو.... ریناولیز بذات خود ایک بہت بڑی تنظیم ہے۔ اس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔!"

"کیا ہم ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار نہیں ہیں۔!"

"بہت جلد ہم یہاں سے چلے جائیں گے.... تم فکر نہ کرو....!"

"وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا.... پھر بولا۔ "خیر.... اس وقت طلبی کا مقصد....!"

"جیفرے عمران کو پہچانتا ہے.... اتنا باصلاحیت ہے کہ میک اپ میں بھی اسے پہچان لے گا۔ تم اُسے ساتھ لے کر عمران کی تلاش جاری رکھو.... پولیس کو میں نے اُس کے پیچھے لگایا ہے لیکن پولیس کے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی اُسے ختم کردینا چاہتا ہوں....! اور سنو.... مجھ سے بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔! میں جو کچھ بھی کررہا ہوں اس کا تنظیم کے مفاد سے گہرا تعلق ہے۔ یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔!"

وہ چلا گیا۔



تین دن سے ڈائمنڈ بیچ کے ہٹ نمبر تین سو گیارہ کی نگرانی ہو رہی تھی۔ عمران نے بھی اس کے مکینوں کو دیکھا لیکن ان میں النگھم نہیں تھا اور وہ لوگ ابھی تک ڈائمنڈ بیچ سے باہر نہیں نکلے تھے۔ ریناولیز سمیت تعداد میں چار تھے۔ تین مرد کبھی کبھی ہٹ کے باہر ہی دیکھے جاتے تھے البتہ ریناولیز کسی وقت کھڑکی کے قریب بھی نہ دیکھی گئی۔ یہ تینوں مرد دیسی تھے۔ ایک سے عمران بھی واقف تھا۔ یہ تھا شہر کا مشہور اسمگلر شہباز۔ لیکن ابھی تک قانون کی گرفت میں نہ آسکنے کی بناء پر شہر کے "اشراف" میں شمار کیا جاتا تھا۔

اور سرکاری نوعیت کی ضیافتوں کے لئے مہمانوں کی فہرست میں بھی مستقل طور پر پایا جاتا تھا۔ عمران کسی وقت بھی انہیں ریناولیز سمیت حراست میں لے سکتا تھا۔ لیکن اس طرح بنیادی مقصد فوت ہو جاتا.... وہ تو انہیں النگھم تک پہنچنے کا وسیلہ بنانا چاہتا تھا۔

بہر حال ان کی نگرانی جاری رہی۔ دوسری طرف جوزف اور سلیمان نے پولیس کو من وعن وہی کچھ بتایا تھا جو ان پر گذری تھی۔ جیل کی پشت پر اس جیپ میں پائے جانے کے متعلق انہوں نے بتایا کہ وہ عمران کے طلب کرنے پر وہاں پہنچے تھے۔ ظاہر ہے کہ پھر ان پر کون کان دھرتا کہ

اس دوران میں انہوں نے ایک بار بھی عمران کی شکل نہیں دیکھی تھی اور بعض اجنبیوں کے تو
سے اس کے پیغامات ان تک پہنچتے رہے تھے۔ بہر حال وہی ہوا جو ایسے حالات میں ہوا کرتا ہے
عمران کی گرفتاری کے احکامات باضابطہ طور پر جاری کردیئے گئے تھے۔ اور اب وہ ایک معم
لنگڑے کے میک اپ میں شہر کی سڑکیں ناپتا پھر رہا تھا۔

ڈاکٹر داور سے بھی یہ بات چھپی نہ رہ سکی تھی کہ اب عمران کی کیا پوزیشن ہے لیکن پچھلے تجربات کی بناء پر وہ جانتے تھے کہ مقامی پولیس اس کے خلاف غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کی عاد ہو چکی ہے۔ لہٰذا اُسے اُن سے لنگھم کے لاسلکی حربے کا توڑ حاصل کرلینے میں کوئی دشواری ہوئی۔ یہ اپنے کنٹرول سسٹم سمیت جیمز بانڈ بریف کیس میں محفوظ تھا۔

طریق استعمال ذہن نشین کرلینے کے بعد وہ اُن کی تجربہ گاہ سے رخصت ہو گیا۔

سلیمان اور جوزف کے متعلق اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ جیل میں بھی عیش کر رہے ہیں اس لئے پوری دلجمعی سے لنگھم کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اسے یقین تھا کہ ڈائمنڈ بیچ کے ہن نمبر تین سو گیارہ ہی کے توسط سے لنگھم کا سراغ مل سکے گا۔ اس لئے اب اس نے یہی مناسب سمجھا کہ زیادہ تر ڈائمنڈ بیچ ہی میں رہ کر نگرانی کرنے والوں سے رابطہ قائم رکھے۔

اس وقت وہ بریف کیس ہاتھ میں لئے لنگڑاتا ہوا بیچ ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔

دوپہر کے کھانے کے وقت یہاں شاذونادر ہی کوئی میز خالی نظر آتی تھی۔ لیکن اس وقت اُسے بہر حال بیچ ہوٹل میں داخل ہونا ہی تھا کیونکہ وہ دو سفید فام غیر ملکیوں کا تعاقب کرتا ہ یہاں تک پہنچا تھا۔ ان میں سے ایک تو وہی تھا جس نے تین دن پہلے اس کے کوٹ میں لاسلک حربے کا ریسیور چپکایا تھا اور دوسری شکل اجنبی تھی۔

عجیب اتفاق تھا کہ نہ ان دونوں کو کوئی خالی میز مل سکی اور نہ عمران کو....!

انہوں نے لنچ بکس خریدے اور ہوٹل سے باہر نکل کر ساحل کی طرف چل پڑے۔ عمرا نے بھی ان کی تقلید کی۔

ساحل پر چھتریوں کے نیچے بے شمار لوگ نظر آرہے تھے۔ وہ دونوں بھی ایک جگہ جا بیٹھے۔

عمران اُن سے اتنا دور نہیں تھا کہ اُن کی گفتگو نہ سن سکتا۔ البتہ اُس کی پشت اُن کی طرف تھی۔ اس وقت اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ "کچھ پتا نہیں نکولس کیوں آیا تھا اور کہاں غائب

ہو گیا۔!"

"ریناولیمز کہاں ہے....؟" دوسرے نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا.... لیکن یہ عورت ہی ہماری دشواری کا باعث بنی ہے۔!"

"عورت تو ساری دنیا کی دشواری کا باعث ہے.... پیدا ہوتے ہی اس نے مرد کو جہنم کا مستحق بنادیا تھا۔!"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے....! لنگھم نے یہ سارا ہنگامہ محض اس لئے برپا کیا تھا کہ پولیس کی توجہ ریناولیمز کی طرف سے ہٹا سکے، ورنہ لاسلکی حربہ اس لئے نہیں تھا کہ ذرا ذرا سی بات کے لئے استعمال کیا جائے۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ لنگھم نے بڑوں کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے۔!"

"سنو! میرا خیال ہے کہ نکولس اس کے لئے کوئی بُرا پیغام لایا تھا اور آج کی گفتگو کے بعد سے میں اس کے علاوہ اور کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ لنگھم تنظیم سے باغی ہو گیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ میں نواں بڑا ہوں مجھے آٹھوں کی کوئی پرواہ نہیں۔!"

"یہ سن لینے کے باوجود تم اس کے لئے کام کر رہے ہو.... اور مجھے بھی گھسیٹتے پھر رہے ہو۔!"

"مجبوری ہے.... وہ ہمارا سربراہ بنایا گیا ہے۔!"

"آٹھ بڑوں نے اُسے ہمارا سربراہ بنایا تھا.... اگر وہ اُن کی بڑائی کا منکر ہے تو ہم میں سے کوئی بھی اُسے ٹھوکر مار سکتا ہے۔!"

"بات سوچنے کی ہے۔!"

کچھ دیر وہ خاموش رہے.... پھر ایک بولا۔ "اب میں تصدیق کئے بغیر اس کے لئے کوئی کام نہیں کروں گا۔ میں عمران کی تلاش میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔!"

"اس نے کہا تھا کہ تم عمران کو میک اپ میں بھی پہچان لو گے۔!"

"ہاں....! یہ میری اسپیشلٹی ہے.... میں لوگوں کو ان کی چال سے پہچان لیتا ہوں۔ لاکھ میک اپ ہو لیکن کوئی بھی اپنے چلنے کے انداز پر قابو نہیں پاسکتا۔!"

عمران اس اتفاق پر دل ہی دل میں ہنسا کہ وہ ایک لنگڑے کے میک اپ میں ہے۔! اتفاق ہی کہنا

چاہئے ورنہ اُسے کیا معلوم تھا کہ کوئی ایسا آدمی اس کی تلاش میں ہے جو چلنے کے انداز سے لوگوں کو پہچان سکتا ہے۔ لنگڑے پن میں چلنے کے اصل انداز کے انکشاف کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

"لیکن تم النکھم کے عتاب سے کیسے بچو گے اگر تم نے اس کے احکامات کی تعمیل نہ کی۔!"

"جاؤ اس سے کہہ دینا.... اگر وہ آٹھ بڑوں کا پابند نہیں ہے تو میں بھی اسے کچھ نہیں سمجھتا.... میرے منہ آیا تو مارا جائے گا اور تم بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے بڑوں سے براہ راست احکامات حاصل کرو.... انہیں اس کی بدنیتی سے آگاہ کر دو۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں النکھم شائد پاگل ہو گیا ہے۔ لیکن فی الحال ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!"

"کچھ بھی نہیں.... وہ خود ہی چوہوں کی طرح چھپا بیٹھا ہے۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔!"

"اچھی بات ہے میں فی الحال جا کر اس سے کہہ دیتا ہوں کہ تم بیمار ہو گئے ہو.... عمران کی تلاش میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے اور پھر اس دوران میں ہم بڑوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔!"

عمران نے مڑ کر دیکھا.... آخری جملہ اجنبی کی زبان سے نکلا تھا اور جس کا مطلب یہی تھا کہ یہاں سے دونوں کی راہیں الگ الگ ہو جائیں گی.... عمران دوسرے آدمی کا تعاقب کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں آگے پیچھے شہر کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ عمران پرانے موڈل کی شیورلٹ میں تھا اور سفید فام اجنبی چھوٹی فیاٹ میں۔

شہر پہنچ کر اجنبی نے اپنی گاڑی موڈل ٹاؤن کی ایک بڑی عمارت کے سامنے روکی تھی.... کمپاؤنڈ کا پھاٹک بند تھا۔ گاڑی سے اتر کر اُس نے پھاٹک کو دھکا دے کر کھولا اور پیدل ہی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے سڑک کے دوسرے کنارے پر گاڑی روکی اور اُسے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھتا رہا۔ دس منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ وہ پھر دکھائی دیا.... دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف آ رہا تھا۔

بدحواسی کے عالم میں اپنی گاڑی کا دروازہ کھول ہی رہا تھا کہ عمران لنگڑے پن کی اداکاری ترک کر کے تیزی سے اس کے پاس پہنچا۔

"کیا بات ہے....؟" اُس نے پروقار لہجے میں پوچھا۔ "کیا وہ اندر موجود نہیں ہے۔!"

"تم.... تم.... کون ہو....؟" اجنبی ایک قدم پیچھے ہٹتا ہوا ہکلایا۔

"آٹھ بڑے غافل تو نہیں ہیں....!" عمران کا جواب تھا۔

"اوہ.... اوہ.... اندر نکولس قریب المرگ ہے.... اور وہ غائب ہو گیا۔!"

"اور کون ہے اندر....؟"

"کوئی بھی نہیں! پوری عمارت خالی ہے....!"

"نکولس کو کیا ہوا....؟"

"اس کے سینے پر دو گولیاں لگی ہیں۔!"

"چلو....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر عمارت کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ بائیں ہاتھ میں بریف کیس اب بھی موجود تھا۔

وہ عمارت کے اندر پہنچے اور اجنبی نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

وہاں ایک لاش پڑی تھی جس کے سینے سے خون بہہ بہہ کر فرش پر چاروں طرف پھیل گیا تھا!

"یہ تو مر چکا ہے....!" عمران نے اجنبی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں.... لل.... لیکن....! یہ بتا کر مرا ہے کہ النکھم اپنے جزیرے میں جائے گا۔!"

عمران نے اُسے تیز نظروں سے گھورا لیکن کچھ بولا نہیں۔ فوری طور پر نہیں پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کا جزیرہ کیا بلا ہے۔

"تو یہ نکولس ہے....؟" اس نے اجنبی سے سوال کیا۔

"ہاں.... پچھلی رات میں نے ہی النکھم تک پہنچایا تھا۔!"

"کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ النکھم کہاں ہے....؟"

اجنبی چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"اس طرح نہ دیکھو.... میں میڈاگاسکر سے آیا ہوں.... ضروری نہیں کہ میں نکولس کے بارے میں بھی کچھ جانتا ہوں۔!"

"لیکن تم ہم میں سے تو نہیں معلوم ہوتے۔!"

"دختری ہوں.... آٹھ بڑے مجھ سے ذاتی طور پر واقف ہیں.... بس اب چپ چاپ یہاں سے نکل چلو.... ورنہ مقامی پولیس....!"

"چلو.... میرا نام مارکوس ہے....!"

"میرے کئی نام ہیں....!" عمران بولا۔ "لیکن مجھے تم لیوکاس کہہ سکتے ہو۔!"

گاڑی کے قریب پہنچ کر مارکوس نے اس سے پوچھا "تم کہاں مقیم ہو....؟"

"یہ بتانا تنظیم کے اس شعبے کے مفاد میں نہ ہوگا جس سے میرا تعلق ہے لیکن میں تم سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!"

"میری قیام گاہ پر چلو....!" مارکوس بولا۔

آگے پیچھے دونوں گاڑیاں روانہ ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ شہری آبادی سے نکل کر قومی شاہراہ پر ہولئے۔ مارکوس ایک زرعی فارم کا ٹھیکیدار ثابت ہوا۔ کھیتوں کے وسط میں چھوٹی سی عمارت کے قریب گاڑیاں رکی تھیں۔

"تمہارے ساتھ کتنے لوگ ہیں یہاں....؟" عمران نے مارکوس سے پوچھا۔

"بس میں اور میری سیکریٹری۔!"

"تم سب عورتوں کے خبط میں مبتلا ہو....!" عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

مارکوس نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ اندر آئے۔ برآمدے میں ایک عورت دکھائی دی تھی۔ غالباً وہی اس کی سیکریٹری تھی۔ صحت مند اور قبول صورت تھی۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہوگی۔ وہ اُن کے ساتھ کمرے میں نہیں آئی تھی۔

"ہاں....! کیا باتیں کرنا چاہتے ہو...." مارکوس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

"کیا آج کسی وقت النگھم سے تمہارا اختلاف رائے ہوا تھا۔!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... آج صبح....!"

"کس مسئلے پر گفتگو ہوئی تھی....!"

"مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ تنظیم کے خلاف باغیانہ خیالات رکھتا ہے اس پر میں الجھ گیا تھا۔!"

"باغیانہ خیالات کی وضاحت کرو....!"

"میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ اتنا ہنگامہ کیوں برپا کیا جبکہ تنظیم حکمت عملی اور پرامن ذرائع سے مقصد براری پر یقین رکھتی ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ اس کا نجی معاملہ ہے۔ ریٹا ولیمز کی طرف سے پولیس کی توجہ ہٹائے رکھنے کے لئے اس نے لاسلکی حربے کا استعمال کیا تھا۔"

"لیکن میری معلومات کے مطابق وہ پہلے سے لاسلکی حربے کو مسز گوہن کے بندروں پر آزماتا رہا ہے۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا.... جیفرے اس کا دست راست ہے۔ اسے علم ہوگا لیکن اب وہ تنظیم کی حمایت میں اس سے بددل ہوگیا ہے۔!"

"صبح جب اُسے ملے تھے تو تم نے یہی کوٹ پہن رکھا تھا۔!"

"کیوں....؟" مارکوس بے ساختہ چونک پڑا۔

"میری بات کا جواب دو....!"

"ہاں.... لیکن کیوں....؟"

"اچھی طرح یاد کر کے بتاؤ کیا گفتگو کے دوران میں اس نے تمہارے جسم کے کسی حصے کو ہاتھ لگایا تھا....!"

"نہیں.... تم آخر یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو....!"

"جس شخص کے ساتھ تم بیچ ہوٹل میں تھے وہ کون ہے....؟"

"اوہ.... تو تم.... ہمارا پیچھا کرتے رہے تھے.... وہ جیفرے تھا۔!"

"اس سے کس طرح مل بیٹھے تھے....؟"

"النگھم نے کہا تھا کہ اس سے ملوں....!"

"اس سے یقیناً تمہاری اتنی بے تکلفی ہوسکتی ہے کہ وہ تمہارے جسم پر ہاتھ مار مار کر قہقہے لگائے۔!" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور مارکوس جھنجھلا کر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم آخر مجھے کیوں زچ کر رہے ہو۔!"

"جیفرے.... النگھم ہی کا آدمی ہے....! تنظیم کا وفادار نہیں.... النگھم نے تمہیں اس کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ تمہاری موت کا سامان کر دے۔!"

"یعنی.... کہ.... یعنی کہ....!"

"تمہارے کوٹ پر ٹھیک دل کے مقام پر لاسلکی حربے کا ریسیور موجود ہے۔!"

"نہیں....!" مارکوس اس طرح اچھل پڑا جیسے دل ہی کے مقام پر گولی لگی ہو....!

پھر اُس نے اپنا کوٹ اتار پھینکا تھا ٹھیک اسی وقت اس کی سیکریٹری کمرے میں داخل ہوئی۔

"ڈاکٹر کی کال تھی.... پوچھا تھا تم گھر پر ہو یا نہیں....؟" اس نے اطلاع دی۔

"تم نے کیا کہا....؟"

"مم.... میں نے.... کہہ دیا کوئی اجنبی ساتھ ہے....!" اُس نے کہا اور فرش پر پڑے ہوئے کوٹ کو گھورنے لگی۔!

"ہوں.... اچھا.... جاؤ....!"

سیکریٹری چلی گئی۔

"ڈاکٹر سے مراد غالباً النگھم ہے۔!"

"ہاں.... النگھم.... لیکن وہ نہیں جانتی کہ اس کا نام النگھم ہے۔!"

"کیا تم دن میں کئی بار لباس تبدیل کرنے کے عادی نہیں ہو۔!"

"صرف قمیض تبدیل کرتا ہوں.... ایک ہی سوٹ کئی دن استعمال میں رہتا ہے۔!"

"گڈ.... اچھا تو اس کوٹ کو سامنے صوفے پر ڈال دو.... اور دوسرا کوٹ پہن لو....!"

"تت.... تم ہی.... اٹھا کر ڈال دو....!" مارکوس ہکلایا۔

"تم نے کبھی اس کا ریسیور دیکھا ہے....؟"

"نہیں....!"

"میں دکھاتا ہوں....!" عمران نے کوٹ اٹھا کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھو! یہ اسٹکنگ پلاسٹک ٹیپ کا ننھا سا ٹکڑا.... اسی میں ریسیور پوشیدہ ہے۔! ذرا ٹھہرو.... میرا خیال ہے کہ ابھی اس کی ایک کال اور آئے گی۔!"

اُس نے کوٹ صوفے کی پشت گاہ پر ڈال دیا اور پھر بولا۔ "سیکریٹری سے کہہ دو.... اگر کوئی کال آئے تو ہولڈ آن کر کے تمہیں اطلاع دے۔!"

مارکوس چلا گیا.... تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بولا۔ "میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی تھی.... النگھم ہی تھا.... اس نے کہا کہ عمران نے اپنے آدمیوں سمیت اس کی قیام گاہ پر حملہ کیا تھا.... نکولس مارا گیا اور اب وہ خود کسی اور جگہ مقیم ہے۔ مجھ سے کہا ہے کہ میں تیار رہوں جیفرے پہنچ رہا ہے.... جو مجھے اُس کی موجودہ قیام گاہ تک پہنچا دے گا۔!"

"ٹھیک.... اگر تم کوٹ اتار بھی چکے ہو گے تو کہیں جاتے وقت عادتاً یہی کوٹ پہنو گے؟"

عمران نے پوچھا۔

"ہاں....!"

"اچھی بات ہے.... تو اب لاسلکی حربے کے منتظر رہو....!"

"نن.... نہیں....!" مارکوس خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"میرا خیال ہے کہ جیفرے ہی اُسے آپریٹ کرتا ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

"ابھی دیکھ لو گے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اپنی سیکریٹری کو کچھ دیر کے لئے یہاں سے ہٹا دو!"

"کک.... کیوں....؟"

"اگر وہ النگھم کو نہیں جانتی تو ان معاملات سے اسے لاعلم رکھنا ہی بہتر ہو گا۔! ہاں.... النگھم نے تم سے اس اجنبی کے بارے میں تو نہیں پوچھا جس کا ذکر تمہاری سیکریٹری نے اس سے کر دیا تھا۔!"

"پوچھا تھا.... میں نے کہہ دیا ایک مقامی زمیندار تھا بزنس کے سلسلے میں آیا تھا۔ چلا گیا۔!"

"سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"مجھے بتاؤ.... تم کیا کرو گے.... اگر لاسلکی حربہ مجھ پر استعمال کیا گیا۔!"

"بتا دوں گا.... پہلے تم اپنی سیکریٹری کو کہیں چلتا کرو....!"

وہ پھر کمرے سے چلا گیا اور عمران نے جلد ہی گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی.... مارکوس نے واپسی میں دیر نہیں لگائی تھی۔ لیکن اس کا چہرہ زرد تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سارے جسم کا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔

"بیٹھ جاؤ....!" عمران نے اس سے کہا۔ "ڈرو نہیں.... اگر وہ آیا بھی تو سیدھا تمہارے کوٹ کی طرف جائے گا اور جب اسے چھید کر واپس پلٹنے لگے گا تو میں اسے تباہ کر دوں گا۔!"

"تت.... تم.... تباہ کر دو گے....؟"

"ہاں.... آٹھ بڑوں کے حکم کے مطابق.... اور پھر النگھم کو پکڑ کر لے جاؤں گا۔!"

صوفہ دروازے کے سامنے پڑا تھا۔ دفعتاً اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔

دستِ قضا کمرے میں داخل ہو کر سامنے پڑے ہوئے کوٹ میں پیوست ہو چکا تھا۔

عمران کا بریف کیس کھلا اور اس سے ایک سیاہ رنگ کا ڈبہ نکل کر دستِ قضا کے مقابل فضا

میں بلند ہو گیا۔

پھر مارکوس کی سمجھ میں نہ آسکا کہ کس طرح انگھم کے لاسلکی حربے کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

ڈبہ پھر بریف کیس میں واپس چلا گیا.... عمران نے اسے بند کرتے ہوئے مارکوس سے کہا۔ "ایک حکم کی تعمیل ہو گئی.... ابھی دوسرا باقی ہے۔ اچھا اب تم جیفرے یا اور کسی کے منتظر رہو۔! میں برابر والے کمرے میں جا رہا ہوں۔ لاسلکی حربے کی واپسی میں دیر لگے گی تو آپریٹر کا یہاں پہنچنا لازمی ہو جائے گا۔!"

عمران بریف کیس سنبھالتا ہوا برابر کے کمرے میں چلا گیا۔

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ قدموں کی چاپ سنائی دی اور کسی کی زبان سے "ارے" نکلا۔

پھر عمران نے مارکوس کی آواز سنی جو آنے والے پر برس پڑا تھا۔

"یہ دیکھو....! اگر یہ کوٹ میرے جسم پر ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہہ رہے ہو....!" دوسری آواز۔

"لاسلکی حربہ....!"

"کہاں ہے....؟" بے ساختہ پوچھا گیا۔

اس کے جواب میں مارکوس نے قہقہہ لگایا تھا۔

"کیا بات ہے....؟ صاف صاف کہو....!"

"اُسے آٹھ بڑوں نے تباہ کرادیا۔!"

"بکواس مت کرو....!"

اتنے میں عمران وہاں پہنچ چکا تھا.... کسی تیسرے کی موجودگی نے جیفرے کو بوکھلا دیا۔

"یہ کک.... کون ہے....؟"

"مسٹر لیوکاس.... آٹھ بڑوں کے ایجنٹ.... مڈاگاسکر سے آئے ہیں۔!"

جیفرے نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا تھا۔

"بتاؤ.... لاسلکی حربہ کہاں ہے....؟" وہ ریوالور کو جنبش دے کر دہاڑا۔ "بتاؤ ورنہ تم دونوں کو ختم کردوں گا۔!"

"تم انگھم کے لئے تنظیم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہو....! میں تمہیں ضرور سزا

دوں گا۔!" عمران ایک قدم آگے بڑھتا ہوا بولا۔

"میں فائر کردوں گا۔!"

"ضرور کردو....!" وہ پھر آگے بڑھا۔

اور سچ مچ جیفرے نے فائر جھونک مارا۔ عمران نے قلابازی کھائی اور اس طرح گرا کہ پھر نہ اٹھا۔

"ٹھہرو....! تم کہاں چلے....؟" جیفرے نے مارکوس کو للکارا۔

مارکوس جو دوسرے کمرے کی طرف بڑھا تھا رک گیا اور مڑ کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے جیفرے نے جھپٹ کر بائیں ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑا اور جھٹکا دیتا ہوا دہاڑا۔ "لاسلکی حربہ کہاں ہے....؟"

"لل.... لیوکاس نے تباہ....!"

وہ جملہ پورا نہیں کرپایا تھا کہ جیفرے اچھل کر دور جا پڑا.... اور اب اس کا ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

عمران ریوالور مارکوس کو دیتا ہوا جیفرے کی طرف بڑھا۔ وہ دوبارہ اٹھ رہا تھا۔ لیکن عمران کی ٹھوکر پیشانی پر پڑی اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!" مارکوس آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "مار نہ ڈالنا.... یہی ہمیں بتائے گا کہ ڈاکٹر کہاں ہے۔!"

عمران نے جیفرے کا گریبان پکڑ کر اٹھایا اور سیدھا کھڑا کردیا۔ اس کے چہرے پر خون کی لکیریں تھیں.... ٹھوکر سے پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔

"مم.... میں.... نہیں جانتا.... ڈاکٹر کہاں ہے؟" وہ آستین سے چہرہ صاف کرتا ہوا بولا۔

"زندہ دفن کردوں گا....!" عمران نے کہتے ہوئے اس کے پیٹ پر گھونسہ مارا اور وہ پیٹ پکڑے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

پانچ چھ منٹ تک دوبارہ گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہو سکا تھا۔

اس کے بعد اس نے اعتراف کیا کہ انگھم نے مارکوس کو اس کے پاس اسی لئے بھیجا تھا کہ اس کے کوٹ سے لاسلکی حربے کا ریسیور لگا دیا جائے۔

"حربے کا کنٹرولنگ آپریٹس کہاں ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"میری گاڑی میں....!" جیفرے نے جواب دیا۔

"گاڑی کہاں ہے....؟"

"باہر....!"

"اب النکھم کے بارے میں بتاؤ....!"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے....اس نے مجھے فون پر ہدایات دی تھیں۔!"

"کیا تم جانتے ہو کہ نکولس کہاں ہے....؟" مارکوس نے پوچھا۔

"النکھم نے فون پر بتایا تھا کہ وہ عمران کے ہاتھوں مارا گیا اور اب وہ موجودہ رہائش گاہ کو چھوڑ کر کہیں اور مقیم ہے۔!"

"لاسلکی حربہ ہمیشہ تمہاری ہی تحویل میں رہا ہے۔!" عمران نے سوال کیا۔

"ہاں....اور اب وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔!"

"کیوں....؟"

"وہ اس کے ضائع ہو جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر میں ہی تمہیں مار ڈالوں گا۔!" عمران مغموم لہجے میں بولا۔ "اس نالائق کے ہاتھوں کیوں مرو....!"

دفعتاً باہر سے کسی گاڑی کی آواز آئی اور مارکوس دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران جیفرے کو گھورے جا رہا تھا۔ مارکوس باہر نکل گیا تو اُس نے آہستہ سے کہا۔ "بہتری اسی میں ہے کہ النکھم کا پتہ بتا دو....!"

"وہ اتنا احمق نہیں ہے کہ آسانی سے ہاتھ آجائے.... کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتا.. ہو سکتا ہے اُس نے خود ہی نکولس کو قتل کر دیا ہو۔!"

"اچھی بات ہے اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھ سے تعاون کرو....ورنہ جس طرح اُس نے مارکوس کا خاتمہ کر دینا چاہا تھا اسی طرح تمہیں بھی اپنے خلاف ایک شہادت تصور کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرے گا۔"

"میں سمجھتا ہوں....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ یہاں سے فرار ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن لاسلکی حربہ تمہاری

تحویل میں نہیں چھوڑ جائے گا۔ اس کے حصول کے لئے تم سے ضرور رابطہ قائم کرے گا۔!"

"یہ بھی درست ہے....!"

"اس لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ میں ہر وقت تمہارے قریب رہوں....!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں....!"

اتنے میں مارکوس واپس آگیا۔

"کون تھا....؟" عمران نے پوچھا۔

"سیکریٹری تھی....! میں نے اُسے پھر ایک جگہ بھیج دیا ہے....وہ دو گھنٹے سے پہلے واپس نہ آسکے گی۔!"

"ٹھیک ہے....! اچھا اب تم جیفرے کی مدد کرو تاکہ وہ اپنا حلیہ درست کر سکے میں اُس کے ساتھ جاؤں گا اور تم اپنے فارم ہی تک محدود رہنا۔ فون پر کوئی کال آئے تو گھنٹی بجنے دینا.... ریسیور نہ اٹھانا۔"

جیفرے کی مرہم پٹی ہو جانے کے بعد مارکوس نے کافی تیار کی اور تینوں بیٹھ کر کافی پینے لگے۔ کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری تھا۔

عمران نے سب سے پہلے لاسلکی حربے کے کنٹرولنگ آپریٹس پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد جیفرے اپنی گاڑی میں روانہ ہوا تھا اور عمران کی گاڑی اس کے پیچھے تھی۔! جیفرے اُسے اپنے بنگلے پر لایا۔ اس کا قیام شہر ہی کی ایک جدید ترین عمارات والی بستی میں تھا۔



ڈائمنڈ بیچ کے ہٹ نمبر تین سو گیارہ سے ایک مرد اور ایک برقعہ پوش عورت برآمد ہوئی۔ اتنی زیادہ پردہ نشین معلوم ہوتی تھی کہ نقاب میں بھی کہیں کوئی ایسی جھری نہیں تھی جس سے چہرے کی رنگت ہی کا اندازہ ہو سکتا۔ ہاتھوں میں سفید دستانے تھے اور پیروں میں ایسے جوتے جن سے پیروں کی رنگت بھی نہ ظاہر ہو سکے۔ مرد شلوار اور شیروانی میں تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دیہی رئیس اپنی بے حد پردہ والی بیوی کو شہر دکھانے لایا ہو۔

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور ٹیکسی چل پڑی۔ صفدر اپنی گاڑی میں اُس کا تعاقب کر رہا تھا۔ جیبی ٹرانس میٹر پر اُس نے ایکس ٹو کو اس تعاقب کی اطلاع دی۔

ٹیکسی اس ڈاک کے قریب پہنچ کر رکی جہاں سے ساحلی تفریح گاہوں کے لئے اسٹیمر چھو کرتے تھے۔

صفدر نے انہیں ایک اسٹیمر پر سوار ہوتے دیکھا۔ ان اسٹیمروں ہی پر بکنگ آفس ہوا کرتے تھے جن سے مسافروں کو فوری طور پر ٹکٹ مل جاتے تھے۔

صفدر نے پھر جیبی ٹرانس میٹر پر ایکس ٹو کو اطلاع دی۔

"وہ ڈائمنڈ بیچ کے ڈاک سے "الفخر" نامی اسٹیمر پر سوار ہوئے ہیں۔ میں اپنی گاڑی ڈاک کے قریب چھوڑ کر اسٹیمر پر جارہا ہوں۔ گاڑی کی کنجی ڈرائیونگ سیٹ کے نیچے چھوڑے جارہا ہوں.... اُوور.... اینڈ آل....!"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "تم نے وہیں ٹھہر کر عقل مندی کا ثبوت دیا ہے۔ عورت ساتھی غیر اہم تھا۔ ڈائمنڈ بیچ کے ہٹ نمبر تین سو گیارہ میں اب کوئی نہیں ہے۔ مقفل کر دیا گیا ہے۔ بقیہ لوگ بھی تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں۔ اُوور اینڈ آل....!"

صفدر نے اطمینان کا سانس لیا!



عمران جیفرے کو گھورے جارہا تھا۔ وہ اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی.... عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر النگھم کی کال ہو تو کہہ دینا مارکوس کا کام تمام کر دیا۔!"

جیفرے کے چہرے سے ناگواری مترشح تھی۔ اس نے اٹھ کر کال ریسیو کی۔

"ہاں.... ڈاکٹر....!" وہ کہہ رہا تھا۔ "کوئی دشواری پیش نہیں آئی.... اچھا.... اچھا.. بہت اچھا.... لیکن اس میں.... کم از کم تین گھنٹے صرف ہوں گے.... ایک ضروری کام میں ا گیا ہوں.... اچھا.... اچھا....!"

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"کس کام میں تین گھنٹے لگیں گے....؟" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس تک لاسلکی حربہ پہنچانے میں....!"

"کہاں پہنچانا ہے....؟"

جیفرے کے چہرے سے بدحواسی مترشح تھی۔ وہ چند لمحے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔!"

"بیٹھ جاؤ....!" عمران نے ہاتھ ہلا کر نرم لہجے میں کہا۔

جیفرے بیٹھ گیا اس کے پیر کانپ رہے تھے.... کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "ویسے بھی مجھے مرنا ہی ہے کیونکہ اب لاسلکی حربہ کہاں سے فراہم کروں گا۔!"

"تم مجھے بتاؤ کہ لاسلکی حربہ کہاں پہنچانا ہے۔!"

"فیدر پوائنٹ کے ہٹ نمبر ستائیس میں....!"

"فرض کرو تم یہیں اپنے گھر میں بیٹھے رہو۔ اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو.... تو کیا ہوگا۔!"

"اب تو جو کچھ میں نے سوچا ہے وہی ہوگا۔!" جیفرے اٹھتا ہوا بولا۔ چہرے پر پائی جانے والی سراسیمگی کافور ہو چکی تھی۔ اس کی بجائے آنکھوں میں کسی اٹل ارادے کی جھلکیاں تھیں۔ عمران بغور اُس کا جائزہ لیتا رہا۔

دفعتاً جیفرے بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ مارکوس کے قتل کا مرتکب نہ ہوسکا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کون ہو.... یہ میری خصوصیت ہے کہ لوگوں کو ان کی چال کے انداز سے پہچان لیتا ہوں۔!"

"ہوسکتا ہے....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "میں بہر حال آٹھ بڑوں کا ایجنٹ ہوں۔!"

"اگر تم نہ ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں اپنی تنظیم سے متنفر ہو چکا ہوں۔!"

"تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ.... میں یہاں آٹھ بڑوں کا مستقل ایجنٹ ہوں۔!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔!"

"اچھی بات ہے.... ابھی ثابت کئے دیتا ہوں.... مارکوس نے یونہی خواہ مخواہ مجھ سے تعاون نہیں کیا تھا۔!"

عمران نے لاسلکی حربے کا کنٹرولنگ آپریٹس سامنے والی میز پر رکھ دیا اور اپنا بریف کیس کھول کر اپنے حربے کے کنٹرولنگ آپریٹس کا سوئچ آن کیا۔

بریف کیس سے سیاہ رنگ کا وہ ڈبہ برآمد ہوا جس میں الکٹرو گس پوشیدہ تھا۔ ڈبہ لاسلکی حربے کے کنٹرولنگ آپریٹس کی سطح تک بلند ہوا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پرخچے اڑ گئے۔

جیفرے بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

سیاہ ڈبہ اتنی دیر میں عمران کے بریف کیس میں واپس پہنچ چکا تھا۔ وہ اس کا ڈھکنا بند کرتا ہوا بولا۔ ”دیکھا تم نے....؟“

”تت.... تم نے.... اُسے بھی تباہ کر دیا....!“

”مجھے یہی حکم ملا تھا کہ اسے مکمل طور پر تباہ کر دو....!“

”اور.... یہ....!“ جیفرے نے عمران کے بریف کیس کی طرف اشارہ کیا۔

”یہ آٹھ بڑوں کی امانت ہے.... ورنہ یہاں کون ہے جو اس قسم کی کوئی چیز ایجاد کر سکے۔!“

”مم.... مجھے یقین آ گیا.... شائد اسی لئے النکھم تمہیں ختم کر دینا چاہتا ہے۔ اگر اُسے علم ہو جائے کہ کنٹرولنگ آپریٹس بھی تباہ کر دیا گیا تو وہ پاگل ہو جائے گا۔ اب وہ ہاتھ بھی بیکار ہو گیا جو گلا گھونٹ دیتا تھا لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم آٹھ بڑوں کے ایجنٹ کیسے بن گئے جب کہ تنظیم تمہارے ملک کے مفاد میں کام نہیں کر رہی۔!“

”ایسی تو کوئی بات نہیں....!“

”تم کیا سمجھتے ہو....؟“

”ان کا جھگڑا یہاں کی ایک عیسائی جماعت سے ہے۔!“

”قطعی نہیں....! النکھم محض ایک عورت کے لئے ان لوگوں سے جھگڑ بیٹھا ہے۔ ریناولیز جس ملٹری اتاشی کی پرسنل اسسٹنٹ تھی۔ اس سے النکھم کا جھگڑا ہوا تھا.... اور جھگڑے کا باعث ریناولیز ہی تھی۔ صرف میں اور مارکوس اس راز سے واقف ہیں۔ دوسروں کو النکھم نے یہی باور کرایا ہے کہ وہ آٹھ بڑوں کے حکم سے ان لوگوں کا خاتمہ کر رہا ہے۔ ہم دونوں کو النکھم کے تحت کام کرنے والے دوسرے ممبر نہیں جانتے۔!“

”لیکن نکولس کو مارکوس ہی نے النکھم تک پہنچایا تھا۔!“ عمران بولا۔

”نکولس اسرائیل سے آیا تھا اور مارکوس سے اس کی ذاتی واقفیت تھی۔ بہر حال النکھم راستے سے ہٹ گیا تھا۔!“

”ہمارے ملک کو کس طرح نقصان پہنچایا جا رہا تھا۔!“

”ایک پڑوسی ملک کے لئے جاسوسی جو تمہارے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی تیاریاں کر رہا

ہے۔!“

”اُوہو....!“ عمران کی آنکھوں سے فکر مندی مترشح ہو رہی تھی۔

”اب کیا خیال ہے....؟“

”سوچنا پڑے گا۔!“

”مجھے سچ مچ صیہونی ہتھ کنڈوں سے نفرت ہو گئی ہے۔ مجھ جیسے بہت سے یہودی پُر امن بقائے باہمی پر ایمان رکھتے ہیں۔! دنیا میں صیہونی بالادستی کے خواب نہیں دیکھتے اور پھر تمہارے ملک میں اتنے دن گذارنے کے بعد مجھے اسلامی اخلاقی قدروں سے بے حد لگاؤ ہو گیا ہے۔!“

”اس کے باوجود بھی تم مارکوس کو ختم کر دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔!“

”ہرگز نہیں....! میں صرف اُسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ النکھم اس کی زندگی کا خواہاں ہے۔ زبانی سمجھانے پر بات ذہن نشین نہ ہوتی۔ میں نے اس کے کوٹ میں ایسا ریسیور لگایا تھا جو لاسلکی حربے کو اس کے جسم سے ایک بالشت کے فاصلے پر روک دیتا۔ پھر میں اندر آ کر اُسے بتاتا کہ یہ حملہ حقیقتاً اُسے ختم ہی کر دینے کے لئے تھا۔!“

”پھر تم فوراً ہی کیوں اندر نہیں آئے تھے۔!“

”میں الجھن میں پڑ گیا تھا۔ لاسلکی حربے کے تباہ ہوتے ہی کنٹرولنگ آپریٹس میں بالکل نئی تبدیلیاں پیدا ہوئی تھیں۔!“

”خیر.... تو اب کیا ارادہ ہے....؟“

”پہلے تم اعتراف کرو کہ آٹھ بڑوں کے ایجنٹ نہیں ہو.... اس کے بعد ہی کوئی بات ہو سکے گی۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں پھر گہرے تفکر کے آثار نظر آنے لگے تھے.... کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”تم کوئی بات کرو یا نہ کرو.... اس سے کیا فرق پڑتا ہے لاسلکی حربہ میں تباہ کر چکا۔ اب النکھم سے بھی نپٹ لوں گا.... وہ سمجھتا ہے کہ میں اُس سے مرعوب ہو گیا ہوں۔ خیر دیکھوں گا.... اچھا.... اچھا.... میں چلا۔!“

”اس نے اٹھ کر اپنا بریف کیس سنبھالا تھا۔

”ٹھہرو.... اب مجھے تنہا نہ چھوڑو....!“

"پھر کیا کروں.... تمہارے لئے.... جب تک النگھم کا تصفیہ نہیں کر لیتا میں یقیناً آٹھ بڑوں کا ایجنٹ ہوں۔ اس کے بعد دیکھوں گا کہ تنظیم میرے ملک کے خلاف کیا کر رہی ہے۔!"

"سنو....! لنگھم کے دوسرے ماتحت مجھے اور مارکوس کو نہیں جانتے.... ہو سکتا ہے کچھ ایسے بھی ہوں جنہیں ہم نہ جانتے ہوں۔!"

"ہاں.... آں.... اس کا امکان ہے۔!"

"میری دانست میں وہ ہمیشہ سے تنظیم کی بجائے اپنے ذاتی مفاد کا زیادہ خیال رکھتا رہا ہے۔!"

"تو پھر.... میں....!"

"میری پوری بات سنو.... اگر تین گھنٹے کے اندر لاسلکی حربہ اس تک نہ پہنچا تو شائد میں ختم کر دیا جاؤں.... اس لئے اب میں تمہارے ہی ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں.... لیکن کیوں نہ ہم ویسا ہی ایک ہینڈ بیگ بازار سے خرید لیں جس میں لاسلکی حربہ اپنے کنٹرولنگ آپریٹس سمیت رکھا جاتا تھا۔!"

"اس سے کیا ہوگا....؟"

"تم وہی لے کر فیدر پوائنٹ چلو.... باقی سب کچھ میں دیکھ لوں گا۔!"

"اچھی بات ہے....!" جیفرے نے طویل سانس لی۔



صفدر اپنے ساتھیوں کا منتظر ہی تھا کہ ایک بار پھر ہٹ نمبر ستائیس کا دروازہ کھلا۔ باہر اندھیرا پھیل چکا تھا۔ اس لئے وہ ہٹ سے برآمد ہونے والوں کی شکلیں نہ دیکھ سکا۔ لیکن دو افراد اسے نظر آئے تھے جو قریب ہی کھڑی ہوئی ایک گاڑی پر بیٹھے تھے اور گاڑی مغرب کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ صفدر بے بسی سے ہاتھ ملتا رہ گیا.... کچھ دور دوڑا بھی تھا۔ آس پاس کہیں کوئی دوسری گاڑی نہیں دکھائی دی تھی۔

پتا نہیں اب ہٹ نمبر ستائیس بالکل خالی تھا یا ابھی کچھ اور لوگ اس میں موجود تھے۔ قصور اس کے ساتھیوں کا بھی نہیں تھا۔ وہ اتنی جلدی فیدر پوائنٹ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اندھیرے میں وہ اس چٹان کو گھورتا رہا جو کسی پرندے کے پر کی طرح پانی میں جھکی ہوئی تھی۔ اسی چٹان کی وجہ سے یہ ساحل تفریح گاہ فیدر پوائنٹ کہلاتی تھی۔

صفدر پھر ہٹ کے قریب واپس آ گیا۔ اس کی کوئی کھڑکی روشن نہیں تھی اور اب تو وہاں اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ برآمدے کی کوئی شے بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ پھر ایسے میں کیا پتا چل سکتا کہ اب ہٹ میں کوئی موجود ہے یا وہ بالکل ویران ہو چکا ہے۔!

تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی وہیں آ کر رکی۔ صفدر یہ سمجھ کر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ شائد اس کے ساتھی آ گئے ہیں۔ دو آدمی گاڑی سے اتر کر برآمدے کی تاریکی میں گم ہو گئے۔ صفدر دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ اس نے دروازے پر دستک کی آواز سنی۔

"کون....؟" کسی نے اندر سے پوچھا۔

"جیفرے....!" غالباً جواب میں کہا گیا۔

اس کے بعد ہی کھڑکیوں میں مدھم سی روشنی نظر آئی تھی۔ کھڑکیوں پر موٹے پردے پڑے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔



جیفرے کے پیچھے عمران تھا.... دونوں ہٹ نمبر ستائیس میں داخل ہوئے۔ دروازہ بند کر کے تیسرا آدمی ان کی طرف مڑا۔ لیکن یہ النگھم نہیں تھا۔ عمران جیفرے سے متعلق بھی اندازہ نہ کر سکا کہ اُن دونوں کے درمیان شناسائی رہی ہو۔

یہ آدمی بھی غیر ملکی تھا۔

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ تم تنہا آؤ گے....!" اُس نے جیفرے سے کہا۔

"میرا ایک مقامی دوست ہے ابھی ابھی یہاں ملاقات ہو گئی.... ساتھ ہو لیا۔!"

"اسے کچھ دیر کے لئے باہر بھیج دو....!"

"اور تم یہاں میرے دوست کو مار ڈالو.... کیوں....؟" عمران بول پڑا۔

"کیا مطلب....؟ یہ کیا کہہ رہا ہے۔!" اس آدمی نے جیفرے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

دفعتاً عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ بیٹھا۔ پھر اس نے اس کی جیب سے سائیلنسر لگا ہوا پستول برآمد کر لینے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

جیفرے نے اُس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ عمران نے اُسے کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "لنگھم تنظیم سے غداری کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔!"

"تت.... تم کون ہو....؟" اجنبی نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"تم اسے پہچانتے ہو....؟" عمران نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر جیفرے سے پوچھا۔

"نہیں....!"

"تمہارا اندازہ درست تھا....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "ہینڈ بیگ وصول کر کے یہ تمہیں گولی مار دیتا۔"

اجنبی کرسی پر پڑا ہانپ رہا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے....؟" جیفرے اُسے گھورتا ہوا دہاڑا۔

لیکن اجنبی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر جیفرے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اجنبی سے بولا۔ "تم سے ہینڈ بیگ وصول کر کے وہ تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑتا.... خوش قسمت ہو کہ میں اس وقت یہاں موجود ہوں۔!"

"تت.... تم.... کون ہو....؟"

"آٹھ بڑوں کا نمائندہ.... النگھم کو غداری کی سزا دینے کے لئے متعین کیا گیا ہوں۔!"

"کیسی سزا.... کس لئے....؟"

"وہ تنظیم سے غداری کا مرتکب ہوا ہے....!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... مجھ سے تو یہ کہا گیا ہے کہ اس شخص سے ایک ہینڈ بیگ وصول کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دوں.... اس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نے تنظیم سے غداری کی ہے۔!"

جیفرے النگھم کو گالیاں دینے لگا۔

"النگھم کہاں ہے....؟" عمران نے اجنبی سے سوال کیا۔

اجنبی نے سختی سے ہونٹ بند کر لئے.... عمران نے جیب سے چاقو نکال کر کھولا۔ کرکراہٹ کی آواز کمرے کے سناٹے میں گونجی۔

"میں تمہارے جسم سے اس وقت تک گوشت کاٹتا رہوں گا جب تک کہ تم النگھم کا پتہ نہ بتادو....!" عمران نے بے حد سرد لہجے مین کہا۔

"نن.... نہیں....!"

"بتاؤ....!" عمران دہاڑ کر اس کی طرف جھپٹا۔

"ٹھہرو....!"

عمران اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"وہ اس وقت نووال نامی کار گو جہاز پر موجود ہے۔ مجھے ٹھیک ساڑھے نو بجے اس تک یہ ہینڈ بیگ پہنچانا ہے۔!"

عمران نے گھڑی دیکھی.... ساڑھے آٹھ تھے۔

"نووال کہاں ہے....؟"

"کھلے سمندر میں.... ایک تیز رفتار لانچ مجھے نووال تک پہنچائے گی۔!"

"لانچ اس وقت کہاں ہے....؟"

"اسی ڈاک پر.... سی ہاک نام ہے....!"

"کیا تم بھی النگھم کے ساتھ سفر کرو گے؟"

"ہاں میں اس کے ساتھ جاؤں گا۔!"

"اس کے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں....؟"

"اس کی سیکریٹری اور میرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔!"

"اگر مقررہ وقت پر سی ہاک نامی لانچ تک نہ پہنچ سکو تو کیا ہوگا۔!"

"وہ روانہ ہو جائے گی اور نووال کے قریب پہنچ کر یہ اطلاع دے گی کہ میں مقررہ وقت تک نہیں پہنچ سکا۔!"

"اس کے بعد کیا ہوگا....؟"

"میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔!"

دفعتاً جیفرے آگے بڑھا اور عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اُسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے الگ چلنے کا اشارہ کیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے.... مجھے یقین نہیں ہے کہ سی ہاک نامی کوئی کشتی ڈاک پر موجود ہو۔!"

"فکر نہ کرو.... دیکھیں گے....!" عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر ہٹ سے باہر چلا گیا تھا۔

اجنبی جیفرے کو خون خوار نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"کیوں....؟" دفعتاً اس نے کہا۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو....؟"

"جو ہمارا دل چاہے گا۔!"

اجنبی نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تم اب بھی نہیں بچ سکو گے.... موت تمہارا مقدر ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر بچہ نہیں ہے تم دیکھ لینا....!"



عمران کو علم تھا کہ اس کے ماتحتوں میں صفدر یقینی طور پر کہیں آس پاس ہی موجود ہو گا کیونکہ اس نے فیدر پوائنٹ پہنچنے تک بلیک زیرو سے رابطہ قائم رکھا تھا اور اُسے پل پل کی خبریں ملتی رہی تھیں۔ باہر نکل کر اس نے اپنے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی اور ایک سایہ بڑی تیزی سے اس کے قریب آ پہنچا۔ یہ صفدر ہی تھا جو ہٹ کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

"ہٹ کے اندر دو آدمی موجود ہیں.... اگر اندر سے کوئی نکلنے کی کوشش کرے تو اُسے باز رکھنا۔!" عمران نے کہا۔ "اگر باہر سے کوئی اندر جانے کی کوشش کرے تو اُسے پکڑ لینا.... میں ذرا دیر کے لئے یہاں سے ہٹ رہا ہوں۔ دوسرے بھی پہنچ گئے یا نہیں؟"

"سب آ گئے ہیں.... پچھلی طرف کی کھڑکیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔!"

"ٹھیک ہے.... انہیں بھی اس سے آگاہ کر دو....!"

صفدر کو ہدایات دے کر وہ ڈاک کی طرف آیا۔ یہاں سی ہاک نام کی کوئی کشتی موجود نہیں تھی۔ پھر اس نے نووال نامی مال بردار جہاز کے متعلق چھان بین شروع کی۔ لیکن پچھلے ماہ سے اس نام کا کوئی جہاز بندرگاہ میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ یہی اطلاع ملی تھی کہ مستقبل قریب میں اس نام کا کوئی جہاز بندرگاہ میں داخل ہونے والا ہے۔

اسی دوران میں اس نے کسٹمز کی گشتی کشتیوں کے توسط سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ سو میل کے اندر کھلے سمندر میں کوئی جہاز موجود نہیں ہے۔!

ساڑھے نو بجنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے جب ہٹ نمبر ستائیس کے قریب پہنچا اور یہاں ان لوگوں نے ایک لڑکی کو پکڑ رکھا تھا۔

"اس نے ہٹ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تھی!" صفدر نے عمران کو بتایا۔ دوسری طرف سے چوہان اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈال رہا تھا۔ یہ لڑکی بھی سفید فام تھی۔

"اس کے ہینڈ بیگ سے سائیلنسر لگا ہوا پستول برآمد ہوا ہے۔!" صفدر نے اطلاع دی۔

عمران نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا ہٹ کے اندر لایا جیفرے جو ایک کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

عمران نے جھپٹ کر براؤن رنگ کا سوٹ کیس اٹھایا جس میں لاسلکی حربے اور کنٹرولنگ سسٹم کے وزن کے برابر پتھر بھرے ہوئے تھے اپنا بریف کیس اس نے پہلے ہی صفدر کی تحویل میں چھوڑا تھا۔

وہ لڑکی کو ڈائمنڈ بیچ ہی کے ایک ہٹ میں لایا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ ہٹ میں قدم رکھتے ہی لڑکی عمران پر ٹوٹ پڑی۔ اگر عمران ذرا سا چوکتا تو وہ شور بھی مچانا شروع کر دیتی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس کی کنپٹیوں پر مخصوص نوعیت کا دباؤ ڈالا تھا اور وہ بیجان سی ہو کر فرش پر گر پڑی تھی۔

اس کے بعد اس نے مختلف جگہوں پر رکھی ہوئی تین موم بتیاں روشن کیں اور لڑکی کے ہوش میں آنے کا منتظر رہا۔ اس میں تین منٹ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے تھے۔

لڑکی نے آنکھیں کھولیں اور جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

"اب اگر کوئی احمقانہ حرکت کی تو تمہیں اسی طرح گولی مار دی جائے گی جس طرح تم اُسے قتل کرنے والی تھیں۔!"

"مم.... میں.... قتل....!" وہ ہکلائی۔

"ہاں.... سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ....!"

لڑکی نے چپ چاپ تعمیل کی۔!

"تم اُسے گولی مار کر یہ سوٹ کیس اپنے ساتھ ساحل پر لے جاتیں اور وہاں میں تمہیں گولی مار کر یہ سوٹ کیس اس تک پہنچا دیتا۔ یقین کرو.... میں اس سلسلے کا آخری آدمی ہوں۔!"

"ن.... نہیں....!"

"یقین کرو.... رینا ولیمز اُسے مل گئی ہے.... اب اُسے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔!"

"رر.... رینا ولیمز.... کو تو وہ.... بلیک میلر.... کہیں نکال لے گیا ہے پولیس اس کی

تلاش میں ہے۔!"

عمران نے قہقہہ لگایا اور بولا۔"رینا ولیمز اسی کے ساتھ ہے اور اب وہ اسی سمت اپنے جزیرے کی طرف فرار ہو رہا ہے۔ یقین کرو لڑکی اس وقت میں نے تین زندگیاں بچائی ہیں۔ اچھا یہی بتاؤ کہ اس سوٹ کیس میں کیا ہے۔!"

"میں نہیں جانتی....!"

"میں تمہیں دکھاتا ہوں !" عمران نے کہا اور سوٹ کیس کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"ارے.... یہ تو.... پتھر کے ٹکڑے ہیں۔!" لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کچھ لوگوں سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑانے کا ایک حیرت انگیز طریقہ....!"

اس نے لڑکی کے چہرے پر بہت زیادہ سراسیمگی کے آثار دیکھے۔

"اس نے رینا ولیمز کے لئے اب تک کئی قتل کئے ہیں۔!"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگی۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد آگے بڑھا اور اس کا شانہ تھپک کر پر شفقت لہجے میں بولا۔"پرواہ مت کرو.... میں اسے دکھاؤں گا کہ تنظیم کے وفادار کیسے ہوتے ہیں۔!"

وہ سر اٹھا کر چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر بولی۔"ہاں یہ حقیقت ہے کہ وہ تنظیم سے باغی ہو چکا ہے اور اب اپنے جزیرے میں پناہ لے گا جہاں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن یہ رینا ولیمز۔!"

"آج شام تک رینا اُسی ہٹ نمبر ستائیس میں اس کے ساتھ تھی.... وہ اسے مقامی عورتوں کی طرح برقعے میں یہاں سے لے گیا تھا۔!"

"برقعے میں....!" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں.... ہاں....!"

وہ مٹھیاں بھینچ کر دانت پیستی ہوئی بولی۔"میں دیکھوں گی.... دونوں کو....!"

"بیٹھ جاؤ.... اب اُس کے خلاف ہم دو ہو گئے ہیں۔!"

"میں نے اُس فشنگ ٹرالر پر ایک برقعہ پوش عورت دیکھی تھی۔!"

"کس فشنگ ٹرالر پر....؟"

"یہاں سے چار فرلانگ کے فاصلے پر.... کراؤن نامی ٹرالر.... مجھے یہ ہینڈ بیگ اُسی ٹرالر پر پہنچانا تھا۔ پھر کل میں اور ڈاکٹر یہاں سے جزیرے کے لئے روانہ ہو جاتے۔!"

"کیا وہ اسی ٹرالر پر موجود ہے۔!"

"ہاں جب میں آئی ہوں تو وہ ٹرالر پر موجود تھا.... برقعہ پوش عورت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ رینا ولیمز ہو گی.... میں اُسے کوئی مقامی عورت سمجھی تھی۔ ٹرالر ہی کے عملے کے کسی آدمی کی عورت....!"

"اچھی بات ہے....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔"تم یہ سوٹ کیس اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو....!"

"کہاں چلوں....!"

"اسی ٹرالر تک... خوف زدہ ہونے کی اب کوئی وجہ نہیں...! میں تمہارے ساتھ ہوں۔!"

"رینا ولیمز سے پہلے وہ صرف میرا تھا....!"

"یہ بھی خوش فہمی ہے تمہاری جب وہ صرف تمہارا تھا اس وقت بھی مختلف مقامات پر کئی دوسری عورتیں بھی یہی دعویٰ رکھتی تھیں۔!"

"تم اس کے بارے میں یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو۔ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!"

"میں تنظیم میں دس چہروں والا کہلاتا ہوں.... آٹھ بڑے مجھے جانتے ہیں یا لنگھم۔!"

"دس چہروں والے سے کیا مراد ہے....؟"

"دس طرح کے بہروپ....! ابھی کچھ نظر آ رہا ہوں.... تھوڑی دیر بعد کچھ نظر آؤں گا۔ ویسے میں لنگھم سے زیادہ خوبصورت ہوں۔!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!" لڑکی نے جھنجھلا کر کہا۔"چلو میں جلد از جلد اس قصے کو ختم کرنا چاہتی ہوں....!"

وہ دونوں باہر نکلے تھے....! ہٹ نمبر ستائیس کے قریب سے گذرتے ہوئے عمران نے صفدر کو ہدایت دی کہ وہ خود وہیں موجود رہے اور دونوں قیدیوں کو سائیکو مینشن کی حوالات میں منتقل کرا دے۔!

پھر وہ لڑکی سمیت ساحل کے اس حصے کی طرف چل پڑا تھا جہاں مبینہ ٹرالر لنگر انداز تھا۔

لڑکی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی اس لئے عمران کو بھی اپنی دانست میں رینگنا پڑ رہا تھا۔

کسی نہ کسی طرح وہ اس جگہ پہنچے جہاں کی نشان دہی لڑکی نے کی تھی۔ لیکن آس پاس کوئی ٹرالر نہ دکھائی دیا۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔

دفعتاً لڑکی نے عمران کا بازو پکڑ کر کہا۔ "تم کہاں سے آئے ہو....؟"

"بہت دیر میں تم نے یہ سوال کیا....!" عمران ہنس کر بولا۔ "میں شہر میں تھا اس نے فون پر مجھے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکی ہٹ نمبر ستائیس سے برآمد ہوگی.... اس کے ہاتھ میں براؤن رنگ کا سوٹ کیس ہوگا.... اسے ٹھکانے لگا کر سوٹ کیس حاصل کر لینا جسے میں کل کسی وقت منگوالوں گا.... لیکن میں معینہ وقت سے پہلے ہی یہاں پہنچ کر اس کی اصل اسکیم سے واقف ہوگیا۔ اس طرح میں تین زندگیاں بچا سکا۔!"

پھر وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عمران نے اس کا شانہ دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا وہ قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

"دیکھو....!" اُس نے آہستہ سے کہا۔ "میں یہیں تمہارے قریب موجود ہوں.... کوئی آرہا ہے۔!" وہ بڑی پھرتی سے اُس کے پیچھے لیٹ گیا۔

قدموں کی چاپ تھوڑے فاصلے پر تھم گئی اور کسی نے آہستہ سے کہا "گلوریا! کیا تم ہو؟"

"ہاں.... میں ہوں.... تم کون ہو....!" عمران نے لڑکی کی آواز سنی۔

"میں تمہیں لینے آیا ہوں.... کیا سوٹ کیس تمہارے پاس موجود ہے۔!"

"ہاں.... لیکن تم کون ہو....؟"

عمران نے اس سائے کو لڑکی کے قریب آتے دیکھا لیکن اُن کے درمیان کا فاصلہ مزید کم ہونے سے پہلے عمران نے اس پر چھلانگ لگائی۔ حملہ غیر متوقع تھا.... اس لئے وہ منہ سے آواز بھی نہ نکال سکا پھر جب وہ اُسے چھوڑ کر ہٹا تو اس کا شکار بیہوش ہو چکا تھا۔

"یہ.... کک.... کیا ہو رہا ہے....؟" لڑکی ہکلائی۔

"اب دیکھو.... یہ کون ہے....!" عمران نے پنسل ٹارچ کی روشنی شکار کے چہرے پر ڈالی۔

"میں نہیں جانتی....!" جواب ملا۔

عمران نے اس شخص کے پاس سے ایک بڑا سا چاقو برآمد کیا اور لڑکی سے بولا۔

"تم نے دیکھا گلوریا.... یہ آخری حربہ تھا۔ اگر تم مجھ سے بچ نکلتیں تو یہ تمہیں قتل کر دیتا۔!"

"مم.... مگر.... وہ ٹرالر.... کہاں گیا....؟"

"یہی بتائے گا۔!"

اس کے بعد عمران نے اس کے دونوں ہاتھ اپنی ٹائی سے باندھے تھے اور اُسے ہوش آنے سے پہلے ہی اس نے اٹھا کر بٹھا دیا۔ یہ کوئی مقامی آدمی تھا۔

ہوش جلد ہی آگیا تھا۔ عمران نے اس کے چاقو کی نوک اُسی کی گردن پر رکھتے ہوئے فشنگ ٹرالر کراؤن کے متعلق استفسار کیا۔

"وہ کھلے سمندر میں ہے.... دو گھنٹے پہلے یہاں سے چلا گیا۔!"

"تمہیں مس گلوریا کے پاس کس نے بھیجا تھا....؟"

"اسی صاحب نے جو ٹرالر پر تھا۔!"

"کیوں بھیجا تھا....؟"

"ایک سس.... سوٹ کیس کے لئے۔!"

پھر بڑی مشکل سے اس نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اس سے سوٹ کیس لے کر اسے قتل کر دیتا۔

"سوٹ کیس کہاں لے جاتے....؟"

"اُسی ٹرالر پر پہنچاتا....!"

"کس طرح پہنچاتے....؟"

"اپنی کشتی لے جاتا۔!"

"کہاں ہے تمہاری کشتی....؟"

"قریب ہی موجود ہے۔!"

پھر آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر کسٹم کی گشتی کشتیوں کے ذریعے ٹرالر کو تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی گئی تھی۔ لیکن اس کا سراغ کہیں نہ مل سکا۔ ویسے کئی دوسرے ٹرالر ملے تھے۔ لیکن ان کے عملے سے بھی کراؤن کے بارے میں معلومات حاصل نہ کی جا سکیں ملزم عمران کے محکمے کی حراست میں تھا۔ اسے ڈاکٹر انگھم کی طرف سے ایک ہزار روپے ملے تھے اور سوٹ کیس پہنچا

دینے پر مزید دو ہزار کا وعدہ تھا۔

رات کے دو بجے تھے جب وہ سائیکو مینشن واپس پہنچے.... گلوریا بہت زیادہ پریشان تھی۔

"میں اسے اتنا ذلیل نہیں سمجھتی تھی...!" اس نے بہت دیر بعد زبان کھولی۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ٹرالر کہیں چھپا دیا گیا ہو.... ہو سکتا ہے اُسے بروقت علم ہو گیا ہو کہ اس کی سازش بے نقاب ہو چکی ہے۔!"

"ممکن ہے....!" عمران کا مختصر سا جواب تھا.... اُسے دراصل اب یہ فکر تھی کہ جلد از جلد جیفرے اور مارکوس کو کیپٹن فیاض کے محکمے کے حوالے کر کے جوزف اور سلیمان کی گلو خلاصی کرانی چاہئے۔ جیفرے اور مارکوس ہی ان کی بے گناہی کے عینی شاہد تھے۔

بہر حال صبح ہوتے ہوتے اُسے سر سلطان کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ جوزف اور سلیمان گیارہ بجے تک رہا کر دیئے جائیں گے۔ ناشتے کی میز پر وہ گلوریا کے ساتھ تھا لیکن گلوریا شائد اس لئے خاموش تھی کہ وہ اس کے لئے اب قطعی اجنبی تھا۔ اجنبی اس لئے تھا کہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

"تم بہت خاموش ہو....!" دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔

"میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو.... پھر تم سے کیا بولوں....!" وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

"کیا میں نے پچھلی رات تمہیں نہیں بتایا تھا کہ لوگ مجھے دس چہروں والا کہتے ہیں۔!"

"نہیں....!" وہ متحیرانہ انداز میں اٹھ گئی۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" عمران ہنس کر بولا۔ "یہ کوئی ایسی حیرت انگیز بات نہیں ہے پچھلی رات میں ایک بوڑھے آدمی کے میک اپ میں تھا۔!"

"مجھے اب کسی بات پر یقین نہیں آتا....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اس پر یقین ہونا ہی چاہئے کہ وہ ریناولیمز کو نکال لے گیا۔!"

"میں دونوں کو جان سے مار دینا چاہتی ہوں۔!"

"مجھے اُس کے جزیرے تک لے چلو.... تمہاری یہ خواہش پوری کر دوں گا۔!"

"تم نہیں جانتے....؟"

"لنگھم کے کتنے ساتھی جانتے ہیں۔!"

"ہاں وہ بہت زیادہ چالاک ہے.... میں یونان کے قریب پہنچ کر رہنمائی کر سکوں گی۔ لیکن میرے خداوہ.... جزیرہ....!"

"کیوں....؟"

"ایک پوری فوج بھی اُسے تسخیر کرنے سے عاری رہے گی۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ کچھ ایسا ہی ہے اسی لئے لنگھم تنظیم سے سرکشی کی جرأت کر سکا ہے۔ کوئی اجنبی وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جزیرے کا صرف ایک ساحل ایسا ہے جس پر اسٹیمر لنگر انداز ہو سکتے ہیں اور اس ساحل کی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے۔ پورے جزیرے پر چار عمارتیں ہیں۔ ایک سگار کی شکل کی ہے اور ایک ایش ٹرے کی شکل کی ہے۔ ایک بہت بڑی بوتل معلوم ہوتی ہے چوتھی بحری جہاز سے مشابہہ ہے اور ہر وقت متحرک رہتی ہے اگر فضا سے اسے دیکھا جائے تو وہ سطح سمندر پر تیرتا ہوا جہاز ہی لگتی ہے اور یہ سب آن کی آن میں نظروں سے اوجھل بھی ہو سکتی ہیں۔!"

"وہ کس طرح....؟" عمران نے پوچھا۔

"زمین میں دھنستی چلی جاتی ہیں۔!" گلوریا بچوں کے سے انداز میں بولی۔ اس وقت اس کے چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے کوئی ناسمجھ بچہ پرستان کی کہانی سنا رہا ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولی۔ "وہ جزیرے کی سمت اسی لئے بھاگا ہے کہ آٹھ بڑے اُسے معاف کر دیں گے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بالکل عجیب بات نہیں.... تنظیم کی مالیات کا آدھے سے زیادہ حصہ لنگھم کے جزیرے ہی سے فراہم ہوتا ہے۔!"

"وضاحت کرتی چلو.... بات پلے نہیں پڑی۔!"

"وہاں سے اعلیٰ پیمانے پر منشیات کی اسمگلنگ ہوتی ہے.... فحش تصاویر والے رسائل چھپتے ہیں جن پر "مطبوعہ مغربی جرمنی" کی پرنٹ لائن ڈالی جاتی ہے.... اور اُن کے عوض تنظیم کروڑوں ڈالر سالانہ کماتی ہے۔!"

"مغربی جرمنی کی پرنٹ لائن....!" عمران اپنا سر سہلاتا ہوا بڑبڑایا۔

"ہاں.... مشرقی وسطیٰ کے اسمگلر سونے اور ڈالروں کے عوض اُن کی بھاری تعداد وہاں

سے لے جاتے ہیں۔!"

عمران کی آنکھوں میں گہرے تفکر کے آثار تھے.... گلوریا کہتی رہی۔ "بحری جہاز نما عمارت میں منشیات کا کارخانہ ہے۔ "ایش ٹرے ہاؤز" میں اسٹوڈیو اور چھاپہ خانہ ہے بوتل اور سگار میں رہائشی فلیٹ ہیں۔!"

"اگر میں تمہیں یونان تک لے جاؤں تو کیا صورت ہوگی۔!"

"سوچنا پڑے گا کیونکہ اسمگلرز کے اسٹیمروں سے اترنے والوں کی تعداد محدود ہوتی ہے اور وہ بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ساحل ہی کے قریب گودام ہیں جن سے ان کی ضروریات پوری کردی جاتی ہیں۔!"

"کیا وہ جزیرہ یونان کی حکومت کے زیر اثر نہیں ہے....؟"

"اُن اطراف کے کئی چھوٹے چھوٹے جزیرے لوگوں کی ذاتی ملکیت ہیں....!"



پچھلے دو دن سے شہر میں سکون تھا۔ کسی ایسی واردات کی اطلاع نہیں ملی تھی جسے النکھم کے معاملات سے منسلک کیا جاسکتا۔ عمران نے النکھم کے جزیرے کے محل وقوع سے متعلق خاصی معلومات فراہم کرلی تھیں اور اس سلسلے میں اپنے محکمے کے غیر ملکی ایجنٹوں سے رابطہ قائم کرکے ان سے بھی گفت وشنید کرتا رہا تھا۔

تیسرے دن گلوریا متحیر رہ گئی جب عمران نے اس سے سفر کے لئے تیار ہوجانے کو کہا۔

"کتنے لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے....؟" اس نے پوچھا۔

"میں اور تم....!"

"شاید بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتے ہو....!" وہ ہنس پڑی۔

"ہر وقت رہتا ہوں.... تھوڑی سی تبدیلی اپنی شکل میں کروں گا اور تمہارے چہرے پر بھی تمہارے اصل خدوخال نہ ہوں گے۔!"

"صرف ہم دو اس کا کیا بگاڑ لیں گے....؟"

"فکر نہ کرو.... شمالی اسپوریڈز کے جزیرے میرے ہمدردوں سے خالی نہیں۔!"

"اچھی بات ہے.... میں تیار ہوں لیکن تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئے۔ کبھی پاگل

معلوم ہوتے ہو اور کبھی ہوش مند۔!"

"میرے والدین کا بھی یہی خیال ہے.... اس لئے اس چکر میں نہ پڑو.... ہمیں صرف ایک بڑا کارنامہ انجام دینا ہے۔!"

اسی شام کو وہ ایک بار بردار جہاز پر سوار ہوئے اور گلوریا کو ایک بار پھر حیرت ظاہر کرنی پڑی کیونکہ عمران اس جہاز پر چیف انجینئر کی حیثیت رکھتا تھا۔

"فکر نہ کرو....!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "تم چیف انجینئر کی بیوی ہو....!"

"میں اس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ بار بردار جہازوں پر مسافر نہیں ہوا کرتے۔!"

"ہم فضائی سفر بھی کرسکتے تھے۔!"

"لیکن اس طرح ہم ان جزیروں تک نہ پہنچ سکتے.... اب جو تدبیر ہوگی تم دیکھ ہی لوگی۔!"

"آخر کیا تدبیر ہوگی مجھے بھی تو بتاؤ....!"

"یونان کی طرف بڑھتے ہوئے جب یہ جہاز جزیرہ اسکوپلس کے قریب سے گذرے گا تو میں سخت بیمار پڑ جاؤں گا.... اور ہمیں آرام کرنے کے لئے اسی جزیرے میں اتار دیا جائے گا۔!"

"اُوہ.... تب تو ٹھیک ہے.... النکھم کا جزیرہ اسکوپلس اور اسکینڑاوَرا کے درمیان چھوٹے چھوٹے جزائر میں سے ایک ہے۔!"

"اسی لئے میں نے اسکوپلس کا انتخاب کیا ہے.... اور یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم وہاں سیاحت کا موسم شروع ہونے سے پہلے پہنچ رہے ہیں اس لئے ہم اپنا کام بہت سکون سے انجام دے سکیں گے۔!"

"سیاحت کے موسم میں ان جزائر کا جواب نہیں ہوتا۔!" گلوریا بولی۔ "کہیں قیام کرنے کی جگہ نہیں ملتی.... آج کل سناٹا ہوگا۔ سوائے مقامی آدمیوں کے اور کوئی نہ دکھائی دے گا لیکن تم نے مال بردار جہاز کا انتخاب کرکے غلطی کی ہے۔ وہاں تک پہنچنے میں بہت دن لگ جائیں گے۔!"

"یہ سیدھا یونان ہی جائے گا کہیں رکا بھی تو ایک دن سے زیادہ کے لئے نہیں رکے گا۔!"

"بہر حال النکھم ہم سے بہت پہلے پہنچ چکا ہوگا۔ کیونکہ وہ خلیج اومان کی کسی بندرگاہ سے فضائی راستہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔!"

"تم بالکل فکر نہ کرو.... یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو....!"

"کیا تم سچ مچ میرین انجینئر ہو....؟"

"کسی دشمن نے اڑائی ہوگی.... لیکن تم یہاں کسی کو باور کرانے نہ بیٹھ جانا کہ میں میرین انجینئر نہیں ہوں.... اور نہ یہ کہنا کہ ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی۔!"

"تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی کی بیوی کہلانے سے بہتر تو یہی ہوگا کہ سمندر میں چھلانگ لگا دوں۔!"

"اس مہم کے اختتام پر تمہیں اختیار ہوگا۔ چاہے شادی کرو چاہے سمندر میں چھلانگ لگادو۔!"

"تم آخر ہو کیا بلا....؟"

"اب تک سینکڑوں افراد مجھ سے یہ سوال کر چکے ہیں لیکن کسی کو بھی کوئی معقول جواب نہیں دے سکا۔!"

"مجھے بحری سفر سے سخت الجھن ہوتی ہے۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے.... کہ اب تم کیبن میں جا کر سو جاؤ....!"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں....!"

تیسرے دن گلوریا سچ مچ بیمار پڑ گئی تھی اور پھر اُسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اوٹ پٹانگ آدمی کتنا اچھا تیمار دار ہے.... اسی دوران میں اُس نے اس کے لئے بے پناہ اپنائیت محسوس کی اور اسے اپنے بچپن کے قصے سنانے میں بہت سی باتیں کر ڈالیں۔

پانچ دن بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگئی.... آہستہ آہستہ سمندری ہوا کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔

اسی دن اس نے عمران سے کہا۔"لنگھم کے خلاف میرا غصہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے۔!"

"یہ بُری بات ہے....!"

"میں سوچتی ہوں اس جھگڑے میں پڑنے سے کیا فائدہ.... نئے سرے سے زندگی شروع کروں۔ قطعی بھول جاؤں کہ ماضی میں کیا ہوا تھا۔!"

"اچھا تو پھر میرا کیا ہوگا.... میں اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔!"

"آدمی کو صرف اپنا تحفظ کرنا چاہئے۔!"

"اپنے تحفظ کا تو میں قائل ہی نہیں ہوں.... اپنی ذات میں کیا رکھا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں فی الحال کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتی.... میرا دماغ بہت کمزور ہوگیا ہے۔!"

اسکوپلس پہنچتے پہنچتے وہ پوری طرح صحت مند ہوگئی تھی.... لیکن پچھلے تین دنوں سے اُسے عمران کی تیمار داری کرنی پڑ رہی تھی۔

"آخر اس کی کیا ضرورت تھی....!" ایک بار وہ اسے سوپ پلاتے وقت جھنجھلا گئی۔

"بدلہ ضرور لیتا ہوں.... کیا میں نے تمہاری تیمار داری نہیں کی تھی۔!"

"سچ مچ بیمار ہو تو دل بھی لگے تیمار داری میں.... آخر جہاز والوں کو دکھانے سے کیا فائدہ۔!"

"کیپٹن کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ میں حقیقتاً انجینئر نہیں ہوں۔!"

"کیا جہاز کا عملہ بھی بالکل نیا ہے....؟"

"نہیں.... اس کمپنی کے دوسرے جہاز سے اس پر میرا تبادلہ ہوا ہے.... میرے بعد سیکنڈ انجینئر عارضی طور پر جگہ سنبھال لے گا۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ اتنے لمبے چوڑے کھڑاگ کی کیا ضرورت تھی۔!"

"یہ تمہارے سمجھنے کی باتیں نہیں ہیں۔!"

اسکیتھوس کے قریب وہ دونوں جہاز سے ایک بڑی دخانی کشتی میں منتقل کر دیئے گئے۔ جو انہیں اسکوپلس کی طرف لے چلی.... کشتی نے انہیں اسکوپلس کے چھوٹے سے ہاربر پر اتارا یہاں ایک اسٹیشن ویگن ان کی منتظر تھی۔

سرسبز پہاڑوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی سفید اور سادہ عمارتیں بکھری ہوئی تھیں۔ شائد ہی کوئی عمارت دو منزلہ رہی ہو۔

اسٹیشن ویگن حرکت میں آئی تو گلوریا نے کہا۔"جون اور جولائی میں جزیرہ خوشبوؤں کا جزیرہ معلوم ہوتا ہے.... چاروں طرف پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔!"

"مگر میری بیماری جون جولائی کا انتظار نہیں کر سکتی تھی....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور گلوریا جھنجھلا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد اسٹیشن ویگن ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے رکی۔ باہر کھڑے ہوئے ایک

گول مٹول سے آدمی نے ان کا استقبال کیا۔

اسٹیشن ویگن میں ڈرائیور کے علاوہ دو آدمی اور بھی تھے انہوں نے نیچے اتر کر عمران کو سہارا دیا تھا اور وہ کراہتا ہوا اُن ہی کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

موٹے آدمی نے سامان اتارا.... تھوڑی دیر بعد وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

"میرا نام میلکم کوز ہے جناب....!" اس نے عمران سے کہا۔ "آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی.... میں بہت اچھا باورچی بھی ہوں.... چاکلیٹ کیک.... بکلاوا.... اور کیتفیٹی تیار کرنے میں پورا جزیرہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔!"

"بہت بہت شکریہ....! میں عدنان اور یہ مسز عدنان ہیں۔!"

"آپ کوئی بھی ہوں.... شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ محترمہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ورنہ اس گھر میں آپ کو کوئی سریلی آواز نہ سنائی دیتی۔ میں ساٹھ سال کا ہوں لیکن میں نے اب تک شادی نہیں کی۔!"

"ساٹھ سال کے ہو....؟" عمران نے بہت زیادہ حیرت ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب....!"

"میرا دعویٰ ہے کہ کوئی تمہیں چالیس سال سے زیادہ کا بھی نہیں کہہ سکتا۔!"

موٹے آدمی کے دانت نکل پڑے اور اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "محترمہ سے معافی کا خواستگار ہوں دراصل میں نے تیس سال کے بوڑھے بکثرت دیکھے تھے اس لئے شادی کی ہمت نہیں کر سکا تھا۔!"

اس پر گلوریا صرف ہنس دی تھی اور عمران احمقانہ انداز میں اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔ پھر میلکم ان کے لئے کافی تیار کرنے کے لئے چلا گیا تھا۔

دو دن تک وہ آرام کرتے رہے تھے اور عمران نے کسی قدر بحالی صحت کا مظاہرہ شروع کر دیا تھا۔ تیسرے دن سر شام وہ دونوں آدمی پہنچے جنہوں نے ہاربر سے یہاں تک انہیں اسٹیشن ویگن میں پہنچایا تھا... یہ دونوں قبرصی ترک تھے۔ ایک عمران سے گفتگو کر رہا تھا اور دوسرا خاموش تھا۔

"تین جزیرے یہاں سے پچیس میل کے فاصلے پر ہیں اُن میں سے ایک انگھم آئیل کہلاتا ہے۔!"

"ٹھیک ہے وہی جزیرہ ہو سکتا ہے.... کیا تم کبھی اُدھر گئے ہو....؟"

"کل ہم بڑی دیر تک اُس کے گرد چکر لگاتے رہے ہیں۔!"

عمران نے ان عمارات کا ذکر کیا جن کے بارے میں گلوریا سے معلوم ہوا تھا۔

"عمارتیں اسی صورت میں نظر آسکتی ہیں جب ہم جزیرے پر پرواز کریں۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ اس کا ہاربر بھی چٹانوں کے درمیان واقع ہے اور اس میں داخلہ ممنوع ہے اگر کوئی زبردستی داخل ہونے کی کوشش کرے تو پہرے دار کو گولی مار دینے کا حق حاصل ہے۔"

"جزیرے کے گرد چکر لگانے پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں....؟"

"نہیں.... بہتیری کشتیاں آس پاس مچھلیوں کا شکار کرتی رہتی ہیں۔!"

"اچھا تو پھر کل صبح کی رہی.... میں بھی مچھلیوں کا شکار کرنا چاہتا ہوں۔!"

"بہت بہتر.... کل ٹھیک نو بجے ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔!"

وہ دونوں چلے گئے اور گلوریا نے عمران سے پوچھا۔ "کیا میں محض تمہارے آلہ کار کی حیثیت رکھتی ہوں۔!"

"خواتین کی حیثیت کے بارے میں میری کوئی ذاتی رائے نہیں ہے۔!"

"تم آدمی ہو یا صرف سوچنے اور حرکت کرنے کی مشین....!"

"کہنا کیا چاہتی ہو....؟"

"کیا میں بدصورت....؟"

"دنیا کی کوئی عورت بدصورت نہیں ہے ہر عورت حسن کا کوئی نہ کوئی پہلو دبائے بیٹھی ہے۔!"

"بکواس کرنے کی مشین بھی ہو....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"مرد دو طرح کے ہوتے ہیں....!"

"کیا مطلب....؟"

"یا اُلو ہوتے ہیں.... یا.... اُلو نہیں ہوتے۔!"

"اپنے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے....!"

"میں سرے سے مرد ہی نہیں ہوں....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے....!" گلوریا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے.... پتہ نہیں میلٹم صاحب اس وقت کیا تیار کر رہے ہیں۔!"

گلوریا اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

دوسری صبح وہ ایک بڑی سی لانچ میں اسکوپلس سے ان جزائر کی طرف روانہ ہوئے مچھلیوں کے شکار کا سامان ساتھ تھا۔ دونوں ترکوں میں سے ایک لانچ اسٹیئر کر رہا تھا اور دوسرا گلوریا کو بتا رہا تھا کہ مچھلیوں کا شکار کس طرح کیا جاتا ہے۔!

عمران دوربین سنبھالے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد گلوریا اُس کے پاس آ بیٹھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو.....!" اُس نے کہا۔

"کئی بار تم یہی خیال ظاہر کر چکی ہو۔!"

"یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ تم تین آدمی اس مہم پر نکلے ہو۔!"

"پھر کتنے آدمیوں کی ضرورت ہو گی۔!"

"تین سو بھی ناکافی ہوں گے.... یہاں اس جزیرے میں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لئے وہ تنظیم سے بغاوت کی جرأت کر سکا ہے۔!"

"کیا تم بہت چاہتی ہو اُسے....؟"

"میں اُسے قطعاً نہیں چاہتی لیکن اس کے قریب کسی دوسری عورت کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔ اُس نے میری جگہ ریناولیز کو کیوں دی۔!"

"جب وہ اسی قسم کا آدمی ہے تو تم نے بھی کسی اور ہی کی جگہ لی ہو گی۔!"

"وہ میری فتح تھی.... مجھے صرف اپنی فتح یابی سے پیار ہے۔!"

"اوہو.... تو تم صرف اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتی ہو۔!"

"یہی سمجھ لو اور تم دیکھنا اُن دونوں کے خاتمے کے بعد تمہیں بھی مار ڈالوں گی۔ ہوشیار رہنا۔!"

"مجھ بیچارے کا قصور.....!"

"میں تمہیں متاثر نہ کر سکی۔!"

"یہ میری نالائقی ہے.... اس سے تمہاری لشکر کشی پر کوئی حرف نہیں آتا۔!"

"دیکھوں گی.... تمہیں بھی دیکھوں گی۔!"

ترک ساتھی نے اتنی دیر میں تین بڑی مچھلیاں پکڑی تھیں اور اب انہیں تلنے کے لئے قتلے بنا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اُن دونوں کو ختم کر دو گی....؟"

وہ کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک خاموشی سے خلا میں گھورتے رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"ان سب دشواریوں کے باوجود نہ جانے کیوں میرا خیال ہے کہ میں تمہاری مدد سے اس میں کامیاب ہو جاؤں گی۔!"

لانچ سمندر کا سینہ چیرتی آگے بڑھی جا رہی تھی۔

عمران نے پھر دوربین اٹھائی اور مشرق کی سمت دیکھتا رہا۔ ترک ساتھی شائد کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مچھلیوں کو چھوڑ کر وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"ہوں....!" عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔ "کیا بات ہے....؟"

"کیا یہ لڑکی انہی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے....!" اُس نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں.... آں....!"

"اور آپ کو اس پر اعتماد بھی ہے۔!"

"جب تک کوئی غلط حرکت سرزد نہ ہو.... اعتماد کرنا ہی چاہئے۔!"

"میرا تجربہ ہے کہ یہ لوگ کسی حال میں بھی صادق القول ثابت نہیں ہوتے۔!"

"میرا صرف ایک ہی قول ہے چوکنے رہو اور کام جاری رکھو.... اگر یہ لڑکی رہنمائی نہ کرتی تو لنگھم کے جزیرے کا سراغ مجھے نہ ملتا.... ویسے تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"ہو سکتا ہے یہ جال ہمیں پھانسنے کے لئے بچھایا گیا ہو....!"

"نہیں....! اس کا امکان نہیں.... لنگھم سچ مچ اس سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا.... میں نے ثابت کر دیا ہے۔!"

ترک ساتھی خاموش ہو گیا.... چھوٹے چھوٹے جزیروں کا سلسلہ اب قریب ہوتا جا رہا تھا۔

ترک ساتھی نے لنگھم کے جزیرے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اونچی اونچی سنگلاخ چٹانوں سے گھرا ہوا تھا جو دور سے بھی ناقابلِ عبور معلوم ہوتی تھیں۔

"لیکن ان ننگی چٹانوں کے قلب میں بڑی شادابی ہے۔!" ترک ساتھی نے کہا۔ "اگر طیارے

سے اس کا نظارہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے کاسہ نما انگشتری میں بڑا سا زمرد جگمگا رہا ہو۔!"

"کتنے قریب سے چکر لگا سکو گے.....!"

"بالکل قریب سے بھی ممکن ہے.... لیکن لانچ سے اتر کر کہیں قدم نہ رکھ سکیں گے۔!"

"فی الحال اس کی ضرورت بھی نہیں ہے....!" عمران نے کہا۔

انہوں نے جزیرے کا ایک چکر لگایا اور ایک میل کے فاصلے پر واقع دوسرے جزیرے کی طرف نکل گئے۔ یہ غیر آباد تھا۔ انہوں نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد دونوں ترک انہیں وہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

"تم نے کیا دیکھا....؟" گلوریا نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بظاہر.... وہ چٹانیں ناقابلِ عبور معلوم ہوتی ہیں۔!"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ زندگی بھر چکر ہی لگاتے رہ جاؤ گے.... جزیرے میں داخل ہونا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔!"

"روزِ روشن میں بھی اس کے ہاربر پر اتر سکتا ہوں.... لیکن خواہ مخواہ خون بہانے سے مجھے دلچسپی نہیں۔!"

"تمہارا ہاتھ اٹھنے سے پہلے ہی کسی پہرے دار کی گولی تمہیں چھید کر رکھ دے گی۔!"

"گولیاں خاص طور پر مجھ سے اتنی الرجک ہیں کہ کترا کر نکل جاتی ہیں.... یقین نہ آئے تو سنبھالو پستول اور مجھ پر پے در پے فائر کر کے دیکھ لو۔!"

وہ مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں ہنس پڑی۔

"یہ ایک غیر آباد جگہ ہے.... کوئی ہمارے اس مشغلے میں دخل اندازی بھی نہ کر سکے گا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... میں سوچ رہی ہوں کہ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔!"

"حماقت کا احساس ہو جانا دانش مندی کی علامت نہیں ہے.... دانش مند وہ ہے جو مسلسل حماقتوں کا مرتکب ہوتا چلا جائے حتیٰ کہ لوگ اُسے سچ مچ دانش مند تسلیم کر لیں۔ بھلا حماقت کا احساس ہو جانے کے بعد پچھتاوے کے علاوہ اور کیا ہاتھ آتا ہے۔!"

"بعض اوقات فلسفہ بھی بھونکنے لگتے ہو....!"

"بھونکنے والے فلسفی ہی ہوتے ہیں.... ورنہ بور ہو کر بھونکنا چھوڑ دیں۔!"

"کیا بات ہوئی؟"

"دراصل کہنا یہ چاہتا تھا کہ بھونکنے والے فلسفیوں سے بہتر ہوتے ہیں۔!"

"دلیل....!"

"فلسفی اپنے افکار اُن پر ضائع کرتا ہے جو اُسے سمجھ سکتے ہیں لیکن بت بنے کھڑے رہتے ہیں۔ بھونکنے والا انہیں کم از کم پیچھے تو ہٹا دیتا ہے۔!"

"یہ باتیں تو ڈائمنڈ بیچ کے اس ہٹ میں بھی ہو سکتی تھیں اتنا لمبا سفر کرنے کی کیا ضرورت تھی....!" وہ اکتا کر بولی۔

"میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ صرف بھونکتا ہی نہیں ہوں کبھی کبھی کاٹ بھی لیتا ہوں۔!"

"صرف مسخرے ہو....!" اس نے خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔

کچھ دیر خاموش رہ کر دفعتاً چونکی۔

"وہ دونوں کہاں گئے.... ارے.... لانچ لے گئے کیا....!"

"ہاں.... اُوہ....!" عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں....؟ کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ وہ لانچ لے گئے۔!"

"نہیں.... میں تو باتوں میں لگ گیا تھا.... اس طرف دھیان ہی نہیں تھا۔!"

"کیا اس قسم کی کوئی بات پہلے سے طے تھی۔!"

"ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"تم انہیں کب سے جانتے ہو....؟"

"جب سے ان جزیروں میں قدم رکھا ہے.... دراصل ایک شناسا نے انہیں میری آمد سے مطلع کرتے ہوئے درخواست کی تھی کہ ہر طرح میری مدد کی جائے۔!"

"تب تو تم سچ مچ بالکل احمق ہو....!" وہ جھلا کر چیخی۔

"ارے.... ارے.... اس غصے کی وجہ....!"

"وہ دونوں لنگھم کے ایجنٹ ہیں۔!"

"نہیں!" عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تمہیں وہم ہو گیا ہے۔!"

"دیکھ لینا.... لیکن میں اس کے لئے ہرگز تیار نہیں.... خودکشی کر لوں گی۔!"

"کس پر تیار نہیں....!"

"میں سمجھی تھی کہ تھوڑی بہت عقل رکھتے ہی ہو گے۔!" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"اب مجھے الجھن میں نہ ڈالو.... بتاؤ کیا بات ہے۔!"

"اس کے ایجنٹ سیاحت کے لئے آئے ہوئے جوڑوں کو اسی طرح ویران جزیروں میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور وہاں سے دوسرے لوگ انہیں پکڑ کر النگھم کے جزیرے میں لے جاتے ہیں۔!"

"آہا.... تب تو بڑی اچھی بات ہے....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"جانتے ہو.... کیوں لے جاتے ہیں....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں کیا جانوں....!"

"اگر وہ اپنی بیہودہ تصاویر کھنچوانے پر آمادہ نہیں تو انہیں قیدی بنا لیا جاتا ہے اور اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ وہ بالآخر اس کی بات مان لیں۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بڑبڑایا۔ "تب تو مجھے بھی خودکشی ہی کرنی پڑی گی۔!"

"سنو.... اگر ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ لوگ واپس نہ آئے تو میں سچ مچ تمہیں گولی مار کو خودکشی کرلوں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ بولتا بھی کیا؟ النگھم کے جزیرے میں داخل ہونے کے لئے یہ اسکیم اس کے ترک ساتھیوں ہی نے بنائی تھی۔ لیکن گلوریا کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کوئی بھی عورت دیدہ ودانستہ خطرہ مول لینے کو تیار نہ ہوتی۔



شام کے پانچ بج گئے لیکن عمران کے ساتھیوں والی لانچ واپس نہ آئی۔ البتہ اس دوران میں انہوں نے ایک ایسی لانچ ضرور دیکھی جو بار بار اس جزیرے کے اُسی ساحل کے قریب سے گذرتی رہی تھی جس پر وہ دونوں تھے۔

آخر گلوریا کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور وہ چیخ کر بولی۔ "وہ رات کے منتظر ہیں۔!"

"مم.... میری سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"اسی عقل کے سہارے النگھم سے نپٹنے چلے تھے....؟"

"کبھی کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے.... اب تم یہی دیکھو....! سب کچھ بتایا تھا تم نے علاوہ اس بات کے۔!"

"اچھا.... نکالو.... ریوالور میں دیکھوں گی کہ کس طرح گولیاں تم سے کترا کر نکلتی ہیں۔!"

"میں سمجھ گیا.... تم مجھے مار کر خودکشی کرنا چاہتی ہو.... چلو یہی سہی۔!" عمران نے ریوالور نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"یقین کرو.... اب میں جس ذلت سے دوچار ہونے والی ہوں اس سے تو یہی بہتر ہے کہ خودکشی کرلوں۔!"

"مجھے مار کر مرنا.... میں تمہاری لاش برداشت نہ کر سکوں گا.... مجھے النگھم کی اسکیم کا علم پہلے ہی سے ہو گیا تھا.... میں تمہیں ہر قیمت پر بچانا چاہتا تھا اس لئے تم سے پہلے تین مردوں کی زندگیوں کی حفاظت بھی کرنی پڑی تھی۔ چلو فائر کرو....!"

"نہیں میں تمہیں نہیں مار سکتی....!"

"چلو تو پھر.... خودکشی کا ارادہ بھی ملتوی کر دو.... اور مجھ پر اعتماد کرو....!"

"تم تنہا کیا کرلو گے....؟"

"اگر کچھ نہ کر سکا تو تمہیں مار کر خودکشی کرلوں گا۔!"

"اگر تم پوری دیانتداری سے یہ بات کہہ رہے ہو تو مجھے منظور ہے۔!"

"لاؤ.... ریوالور واپس کر دو....!" وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریوالور لیتا ہوا بولا۔

کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھے رہے.... پھر اچانک گلوریا اٹھ کھڑی ہوئی.... وہ بائیں جانب دیکھ رہی تھی۔

"آگئے.... ہوشیار ہو جاؤ....!"

"کون....؟" عمران بھی اٹھ کر اُدھر ہی دیکھنے لگا۔ دو لانچیں جزیرے کی طرف بڑھی آرہی تھیں۔

"یہ لانچیں اسی جزیرے کی ہیں۔!"

"آنے دو.... دیکھا جائے گا....!" لیکن وہ لانچیں فراٹے بھرتی آگے نکل چلی گئیں۔

"تم نے دیکھا...!" عمران چہک کر بولا۔

"وہ ہمارے متعلق اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔!" گلوریا نے خشک لہجے میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سے متعلق جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا.... اسکیم کے مطابق انہیں اب تک واپس آجانا چاہئے تھا۔ لانچ واپس آتی اور یہاں سے روانگی کے وقت اچانک خراب ہو جاتی۔ اسی طرح وہاں ان کی موجودگی کا جواز پیدا کیا جاسکتا تھا۔

سورج مغرب میں جھکتا جا رہا تھا۔

"یکایک ایک لانچ پھر آتی دکھائی دی.... کچھ قریب آئی تو گلوریا اُسے پہچان کر "چہکاری" "آ گئی۔!"

یہ وہی لانچ تھی جس پر انہوں نے سفر کیا تھا۔ اس کے کنارے لگتے ہی دونوں دوڑ پڑے۔

ترکوں نے شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ضروری کام میں الجھ کر رہ گئے تھے اس لئے انہیں انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی۔

"کوئی بات نہیں....!" عمران نے خوش دلی سے کہا۔ "اب تو ہمیں واپس پہنچا دو.... کل صبح سے میں اپنی مہم شروع کروں گا۔!"

روانگی کے وقت انجن اسٹارٹ نہ ہو سکا۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا....!" ایک ترک بڑبڑایا۔

"کیوں....؟ کیا کوئی خاص گڑبڑ....!" عمران چونک کر بولا۔

وہ دونوں کوئی جواب دیئے بغیر انجن کا معائنہ کرنے لگے۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم تقدیر سے نہیں لڑ سکتے۔!" گلوریا نے آہستہ سے کہا۔

"تم دیکھنا.... تقدیر ضرور لڑے گی....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

اتنے میں وہی دونوں لانچیں پھر دکھائی دیں جو کچھ دیر پہلے اُدھر سے گذری تھیں شائد وہ اسی جزیرے کے گرد چکر لگا رہی تھیں۔

اس بار وہ ترکوں کی لانچ کے قریب آ رکیں.... گلوریا خوف زدہ انداز میں عمران سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"کوئی پریشانی....؟" آنے والی لانچوں میں سے کسی نے پکار کر پوچھا۔

"انجن سیز ہو گیا ہے....!" ترکوں میں سے ایک نے جواب دیا۔

"کہاں جانا ہے....؟" پوچھا گیا۔

"اسکوپلس....!"

"اوہو.... ہمارے لائق کوئی خدمت....!"

"مہربانی ہو گی.... اگر ہمیں اسکوپلس پہنچا سکو....!"

"نن.... نہیں....!" گلوریا عمران کے کان میں منمنائی۔

"ڈرو.... نہیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اگر ہم ان کے ہار بر تک پہنچ سکیں تو یہ بڑی اچھی بات ہو گی.... مجھ پر اعتماد کرو....!"

"پتا نہیں تم کیا کرنا چاہتے ہو....!"

"گلوریا کی حیثیت سے تم پہچانی نہ جاسکو گی.... یہ پلاسٹک میک اپ ہے۔!"

"خدا جانے کیا ہو....!"

"بس اب خاموش....!"

دوسری طرف ترک ساتھی ان لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ لانچ کے تین افراد ان کی ایک لانچ پر بیٹھ جائیں اور دوسری لانچ ان کی لانچ کو کھینچتی ہوئی اسکوپلس تک لے جائے۔

"دیکھا تم نے....!" گلوریا آہستہ سے بولی۔

"بالکل میری خواہش کے مطابق!" عمران بولا۔ "اٹھو ہم دونوں اسی لانچ پر بیٹھیں گے۔!"

اس نے اپنا بریف کیس سنبھالا اور گلوریا نے کھانے کی ٹوکری اٹھائی۔ لانچ ان کی لانچ سے آلگی تھی.... وہ اس پر چلے گئے۔!

اس لانچ پر اسٹروکر کے علاوہ ایک آدمی اور بھی تھا جو اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔

ناکارہ لانچ ایک رسی کے ذریعے دوسری لانچ سے منسلک کر دی گئی۔

اسکوپلس کے لئے سفر شروع ہو گیا.... ناکارہ لانچ کھینچنے والی لانچ آگے تھی.... اور عمران والی لانچ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

دفعتاً ایک جگہ پہنچ کر اس لانچ نے مخالف سمت میں رخ موڑ دیا۔

"ہائیں.... ہائیں.... یہ کدھر....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو....!" پشت سے آواز آئی۔ "ورنہ گولی ماردی جائے گی۔!"

"کک.... کیوں....؟" عمران مڑا.... اور پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر گڑگڑانے لگا۔ "اے.... بھائی.... یہ کیا.... ہم لوگ بہت غریب آدمی ہیں ہمارے پاس زیادہ رقم نہیں ہے.... اگر تم نے چھین لی تو بھیک مانگنی پڑے گی۔!"

"اُدھر منہ کرو....!" وہ آدمی ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔

"بب.... بہتر اچھا.... ہولی فادر.... سیواز.... سیواز....!"

"یہ عورت تمہاری کون ہے....!" پوچھا گیا۔

"بب.... بیوی....!"

"تم دونوں بہت خوب صورت ہو.... کس ملک سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"شش شکریہ.... ہم میکسیکو سے آئے ہیں۔!"

"کہاں ٹھہرے ہو....؟"

"اسکوپلس میں.... مسٹر میلکم کوز کے ساتھ.... دراصل ایتھنز جارہے تھے.... میں بیمار ہوگیا.... جہاز پر چیف انجینئر ہوں.... میرے کپتان نے علاج کے لئے اسکوپلس میں اتار دیا تھا۔"

"اب تم دونوں ہمارے مہمان ہو.... ہمارا جزیرہ.... ان سارے جزیروں سے زیادہ خوب صورت ہے.... فلم میں کام کرو گے۔!"

"ارے...ارے... کیوں شرمندہ کررہے ہو اب ہم اتنے خوب صورت بھی نہیں ہیں۔!"

"ہم صرف انہیں اپنے جزیرے کی سیر کراتے ہیں، جو ہمیں پسند آجاتے ہیں۔ ہر ایک کو داخلے کی اجازت نہیں ملتی۔!"

"میں زیادہ پسند آیا ہوں یا میری بیوی....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"دونوں....!"

"بور کردیا.... تم نے....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیوں....؟"

"میں خود کو اپنی بیوی سے حسین نہیں سمجھتا....!"

"بکواس مت کرو....!" گلوریا جھلا کر بولی۔

"تمہیں حسین سمجھنا اگر بکواس ہے تو میں ابھی سمندر میں چھلانگ لگائے دیتا ہوں۔!"

"جھگڑا مت کرو....!" عقب سے حکم ملا۔

کچھ دیر بعد لانچ ہاربر میں داخل ہونے کے لئے چٹانوں کے سلسلے کے قریب پہنچی اور اسٹیئرنگ کرنے والے نے چیخ کر کسی کو مخاطب کیا۔

چٹانوں سے سبز رنگ کی روشنی غالباً داخلے کی اجازت کے طور پر نمودار ہوئی تھی۔ لانچ ہاربر میں داخل ہوئی۔

ہاربر دیکھ کر عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اس چھوٹے سے گم نام جزیرے کا ہاربر اتنا بڑا ہوگا۔ بہت بڑے بڑے اسٹیمر اس میں بہ آسانی لنگر انداز ہوسکتے تھے۔

ہاربر سے وہ سگار نما عمارت تک پہنچائے گئے.... جو نیچے سے اوپر تک روشن نظر آرہی تھی۔ لفٹ کے ذریعے گیارہویں منزل تک پہنچے.... یہاں اُن کے لئے ایک فلیٹ کا دروازہ کھولا گیا۔ وہ اندر پہنچے.... دو آدمی اُن کے ساتھ تھے۔

"آرام کرو.... کل ہم تمہیں جزیرے کی سیر کرائیں گے.... یہاں کے عجائبات دکھائیں گے....!" اُن میں سے ایک بولا۔

"ہم آپ لوگوں کے بے حد مشکور ہیں جناب....!" عمران نے ہنس کر کہا۔ ویسے وہ گلوریا کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں دیکھ رہا تھا۔

"کچن میں سب کچھ موجود ہے۔!" اسی آدمی نے اطلاع دی اور پھر وہ دونوں چلے گئے۔

عمران نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ گلوریا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اشاروں ہی میں بتانے لگی کہ ان کی گفتگو کہیں اور بھی سنی جاسکتی ہے۔ اس لئے اہم باتیں بذریعہ تحریر ہوں گی۔

"ڈارلنگ.... تم بہت فکر مند نظر آرہی ہو.... میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں.... ہمیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔!"

گلوریا کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے اور اس نے اپنے وینٹی بیگ سے قلم اور نوٹ بک نکال کر لکھنا شروع کیا۔ "تم حیرت انگیز طور پر آواز بدل سکتے ہو.... میں اس پر قادر نہیں

ہوں اس لئے مجھے زیادہ تر خاموش رہنا پڑے گا۔ یہ ساری عمارتیں کان رکھتی ہیں.... یہاں کی ساری آوازیں ایش ٹرے ہاؤز میں بخوبی سنی جاسکتی ہیں۔ النکھم وہیں رہتا ہے۔!"

عمران نے پڑھ کر سر کو جنبش دی اور بولا۔ "اب غصہ تھوک دو گے ہاتھ مفت کی تفریح ہو جائے گی۔!"

وہ کھانسنے لگی.... پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تم سچ مچ احمق ہو.... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ وہ ریوالور دکھا کر ہمیں یہاں لائے ہیں۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے....!" عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "لیکن یہ تو سوچو کیا ہم لانچ سے چھلانگ لگا دیتے.... ہم تو یہی سمجھ کر بیٹھے تھے کہ یہ ہمیں اسکوپلس پہنچا دیں گے۔!"

"کچھ سوچو.... مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔!"

"ڈرنے کی کیا بات ہے۔ واہ.... مارنا ہوتا تو وہیں مار کر سمندر میں پھینک دیتے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"تم واقعی بیوقوف ہو.... یہ تو سوچو کہ میں عورت ہوں۔!"

"عورت ہی سمجھ کر تم سے شادی کی تھی۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اس میں بیوقوفی کی کیا بات ہے۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... اگر ان لوگوں سے مجھے کوئی گزند پہنچا تو....؟"

"رو رو کر اپنی جان دے دوں گا۔!"

گلوریا نے اس کے بازو پر گھونسہ رسید کر دیا اور عمران سی کر کے رہ گیا۔ پھر بولا۔ "ڈارلنگ مرنے سے پہلے کھانا تو کھا ہی لینا چاہئے.... ورنہ معدہ اب مجھے کھا جائے گا۔!"

سچ مچ وہ بہت بھوکا تھا.... جب سے ان جزائر میں قدم رکھا تھا بھوک غیر معمولی طور پر کھل گئی تھی۔ رات سکون سے گذری تھی.... عمران پہلے جاگا اور ایسے سوالات مرتب کرنے لگا جن کے جوابات کی روشنی میں وہ اس جزیرے سے متعلق معلومات حاصل کر سکتا۔

ان میں سب سے زیادہ اہم سوال یہ تھا کہ اگر وہ وہاں کسی جگہ چھپنا چاہیں تو کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں۔ گلوریا کے جوابات نے اسے کسی قدر مطمئن کر دیا تھا۔

نو بجے کے قریب اُن آدمیوں میں سے ایک ان کے فلیٹ میں داخل ہوا جو پچھلی رات

انہیں ساتھ لائے تھے۔

"کیا تم لوگ سیر کے لئے تیار ہو....؟" اس نے پوچھا۔

"بالکل.... بالکل....!" عمران نے چہک کر جواب دیا۔

گلوریا کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار اسی وقت سے پائے جانے لگے تھے جب اس آدمی نے فلیٹ میں قدم رکھا تھا۔

وہ باہر نکلے.... عمران نے اپنا ریوالور فلیٹ ہی میں ایک جگہ چھپا دیا تھا.... خدشہ تھا کہ کسی مرحلے پر تلاشی کی نوبت بھی آسکتی ہے.... لیکن بریف کیس اب بھی ہاتھ ہی میں تھا۔

"اس میں کیا ہے....؟" اس آدمی نے سوال کیا۔

"ٹیپ ریکارڈر.... مجھے مختلف قسم کے پرندوں کی آوازیں ریکارڈ کرنے کا شوق ہے۔ شائد تمہارے جزیرے میں کوئی نئی قسم کا پرندہ مل سکے۔!" عمران نے جواب دیا۔

"اور بھی پرندوں کی آوازیں پہلے سے ریکارڈ کر رکھی ہوں گی....؟"

"ہاں.... ہاں.... بالکل سنو گے....!"

"ضرور سنوں گا....!"

"آؤ....!" عمران کہتا ہوا پھر فلیٹ میں مڑ گیا۔

اُس نے بریف کیس کھولا اور ٹیپ چلا دیا.... مختلف قسم کے پرندوں کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔

"ٹھیک ہے.... بس....!" وہ آدمی ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا اور عمران نے ٹیپ روک کر بریف کیس بند کر دیا۔

دوبارہ باہر نکلے اور لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچ کر ساتھی نے کہا۔ "ہمارا جزیرہ بہت بڑا نہیں ہے اس لئے میں تمہاری تفریح کے لئے گاڑی ساتھ نہیں لایا۔!"

"یہ تو بہت اچھا کیا تم نے.... میں پیدل ہی تفریح کا قائل ہوں....!"

واقعی بڑا خوب صورت جزیرہ تھا.... چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن اُن کا ساتھی انہیں عمارات کی طرف لے جانے کی بجائے ویرانے کی جانب لے چلا تھا۔

گلوریا نے عمران کی طرف دیکھا.... اس کی آنکھوں میں بے اطمینانی کی جھلکیاں تھیں۔

عمران چپ چاپ چلتا رہا.... وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک میدان کے گرد اونچی اونچی پھول دار جھاڑیاں تھیں۔

یہاں انہوں نے ایک بڑا سا مووی کیمرہ دیکھا.... ویسا ہی جیسا فلموں کی شوٹنگ کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا ہے.... دو آدمی بھی پہلے سے موجود تھے.... ایک نے عمران کی طرف بڑھ کر اس کے ہاتھ میں ایک فائیل تھما دیا.... اور عمران کے ساتھی نے کہا۔ ''یہ کہانی تم بغور پڑھ لو اس کے مطابق تمہیں فلم میں رول ادا کرنا پڑے گا۔ ہاں ادھر آجاؤ مسز تم یہیں ٹھہرو....!''

وہ عمران کو گلوریا سے الگ لے گیا.... دونوں گھاس پر بیٹھ گئے.... اور عمران نے فائیل کھولا.... یہ ایک بلیو فلم کا اسکرپٹ تھا۔ عمران فائیل بند کر کے اپنے ساتھی کو گھورنے لگا۔

''کیوں.... کیا بات ہے....؟''

''میں سمجھ گیا.... بالکل سمجھ گیا....!'' عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ''تم ہمیں اس گھٹیا کام پر مجبور کرنا چاہتے ہو۔!''

''یہی سمجھ لو.... تمہارا کیا بگڑتا ہے.... تم دونوں میکسیکو کے رہنے والے ہو اور ہم اس فلم کے پرنٹ صرف مشرقی وسطیٰ میں فروخت کریں گے۔!''

''یعنی تم اس کی تجارت کرو گے۔!''

''ہم کچھ بھی کریں تمہیں اس سے بحث نہ ہونی چاہئے۔!'' ساتھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر تم آمادہ نہ ہوئے تو پھر ہم میں سے کوئی زبردستی تمہاری بیوی کو ہیروئن بنائے گا اور تم بے بسی سے بیٹھے سب کچھ دیکھتے رہو گے.... اس صورت میں تو یہ فلم بہت زیادہ قیمتی ہوگی۔!''

''میں بے بسی سے بیٹھا دیکھتا رہوں گا۔!'' عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر تفکر لہجے میں بولا۔

''اور کیا....!''

عمران نے فائیل پھینک کر اُس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا.... پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ اُس کے سر سے بلند ہوا اور ان دونوں پر اچھال پھینک دیا گیا جو کیمرے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ تینوں کیمرے سمیت زمین پر گرے.... گلوریا بوکھلا کر دور بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن جھاڑیوں کے قریب دوسری طرف نہیں گئی۔ عمران پر جیسے دیوانگی سی طاری ہو گئی تھی۔ اُس نے

پھر اُن دونوں کو زمین سے نہ اٹھنے دیا۔ بُری طرح انہیں روندے ڈال رہا تھا۔

گلوریا جھاڑیوں کے قریب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ تینوں دلدل میں پھنسے ہوئے جانوروں کی سی بھیانک آوازوں میں چیخ رہے تھے۔ عمران انہیں جلد از جلد بیہوش کر کے کسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا۔ جہاں گلوریا سمیت پناہ لے سکتا۔

کامیابی میں دیر نہ لگی کیونکہ اُن تینوں کے خواب وخیال میں بھی شائد یہ غیر فلمی وقوعہ نہ رہا ہو۔ انہیں اسی حال میں چھوڑ کر اُس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور دوڑ کر گلوریا کے قریب پہنچا۔

''چلو....!'' جلدی سے کسی ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں کچھ دیر چھپے رہ سکیں۔

''چچ.... چلو....!'' گلوریا کانپتی ہوئی آواز میں ہکلائی۔

دونوں دوڑتے ہوئے جھاڑیاں پار کر گئے.... ساحلی چٹانیں دور نہیں تھیں.... دونوں ان میں گھسے اور اونچے نیچے راستے طے کرتے رہے۔ بالآخر گلوریا نے ایک جگہ رکنے کو کہا دونوں بُری طرح ہانپ رہے تھے۔ گلوریا تو رکتے ہی گر پڑی ہوتی لیکن عمران نے اسے فوراً سنبھال لیا۔

جب اس کی حالت ذرا سنبھلی تو اُس نے عمران کو اس طرح گھورنا شروع کیا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

''کیا بات ہے..؟ کیا میری ناک ٹیڑھی ہو گئی ہے۔!'' عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''اب.... تت.... تم سے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔!''

''کیوں....؟ کیا مجھے گھاس کھاتے دیکھ لیا ہے۔!''

''میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میں اس قدر درندگی ہوگی۔!''

''کیا بات کہی ہے تم نے.... خواہ مخواہ کی شرمندگی سے بچنے کے لئے درندگی نہ دکھاتا تو اور کیا کرتا۔!''

وہ منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی.... اور عمران کھنکار کر بولا۔ ''کیا اس جگہ ہم کچھ دیر محفوظ رہ سکیں گے۔!''

''اگر ہیلی کوپٹر تلاش میں نکلے تو ہم کہیں بھی نہ بچ سکیں گے۔!''

''اگر ایسا ہوا تو پورا جزیرہ الٹ پلٹ کر رکھ دوں گا۔!''

''بس فضول باتیں نہ کرو.... احمقوں کی طرح یہاں تنہا آ پھنسے ہیں۔!''

"پوری فوج لے کر کس طرح داخل ہو سکتے.... اپنی مرضی سے داخل ہونا چاہتے تو کیا صورت ہوتی۔!"

"کیا مطلب....؟" وہ چونک کر اُسے گھورنے لگی۔

"فضول بحثوں میں نہ پڑو....!"

"میں سمجھی تم نے انہیں موقع دیا تھا کہ وہ ہمیں یہاں پکڑ لائیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"ضرور یہی بات ہے.... کیوں....؟"

عمران نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر کو اثباتی جنبش دی۔!

"تم سے بڑا بیوقوف روئے زمین پر دوسرا نہ ہوگا۔!"

"اب تو بھوک لگ رہی ہے.... کیا یہاں پتھر چبائیں گے۔!"

"آخر تم ہو کیا چیز.... موت سر پر منڈلا رہی ہے اور تمہیں بھوک لگی ہے.... چار ہیلی کوپٹر ہیں اگر چاروں نکل پڑیں تلاش میں تو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا.... وہ اوپر سے فائرنگ بھی کر سکتے ہیں۔!"

"گولی کھائی اور سارے دُکھ ختم....!" عمران دیدے نچا کر بولا۔ "لیکن بھوک میں عرصہ تک تڑپ تڑپ کر مرنا پڑتا ہے۔ آئیں ہیلی کوپٹر.... اور ہمارا صفایا کر دیں۔ لیکن بہت زیادہ بھوک لگنے سے پہلے آجائیں.... ورنہ پھر کیا فائدہ۔!"

"اچھا اب تم خاموش رہو.... ورنہ میں اپنا سر کسی پتھر سے ٹکرا دوں گی۔!"

"ٹھہرو.... مجھے یاد آیا.... میرے پاس بھوک اور پیاس رفع کرنے والی ٹیبلٹس بھی موجود ہیں.... اتنی ہیں کہ تین چار دن بہ آسانی گذارے جا سکیں گے۔!"

ایک گھنٹے بعد انہیں ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی تھی۔ عمران نے اپنا بریف کیس اٹھایا۔

"کیا کر رہے ہو.... کیا اب.... پرندوں کی آوازیں سنو گے....!" وہ خوف زدہ سی آواز میں بولی۔

"نہیں.... اس میں سے ٹیپ ریکارڈ نکال دوں گا.... اور پھر تم دیکھنا....!"

"عمران نے سفر شروع کرنے سے پہلے ڈاکٹر داور کے بریف کیس میں کچھ تبدیلیاں کی

تھیں اور انہیں تبدیلیوں کی بناء پر وہ اُسے بڑی آزادی سے ساتھ لئے پھرتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے ٹیپ ریکارڈر بریف کیس سے نکال کر ایک طرف رکھ دیا اور الیکٹروگس کے کنٹرول سسٹم پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "اچھا بیٹے.... لنگھم اب میں تمہارے خلاف اعلانِ جنگ کر رہا ہوں۔!"

"فضول بکواس مت کرو جب اپنی اس حماقت کا کوئی تدارک نہیں کر سکتے تو دماغ بھی نہ چاٹو!"

ہیلی کوپٹر کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی جیسے ہی وہ عمران کو دکھائی دیا۔ اُس نے کنٹرول کی ایک ناب کو حرکت دی.... الیکٹروگس بریف کیس سے نکل کر فضا میں بلند ہوا.... اور جیسے ہی ہیلی کوپٹر کی اونچائی تک پہنچا ایک زبردست دھماکے کے ساتھ ہیلی کوپٹر کے پرخچے اڑ گئے....

اس غیر متوقع دھماکے نے گلوریا کو ہلا کر رکھ دیا.... وہ بیٹھے بیٹھے ایک طرف لڑھک گئی تھی۔

الیکٹروگس بڑی تیزی سے بریف کیس کی طرف واپس آرہا تھا۔

بریف کیس بند کر کے عمران نے گلوریا کو اٹھنے میں مدد دی جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن صرف ہونٹ ہل کر رہ جاتے۔ کسی قدر حالت سنبھلی تو عمران نے اس سے کہا۔ "اب ہمیں فوری طور پر اپنی پوزیشن تبدیل کر لینی چاہئے۔!"

وہ چپ چاپ اٹھی تھی اور گرتی پڑتی اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں چھپ کر وہ جزیرے کے آبادی والے حصے پر بھی نظر رکھ سکتے تھے۔

"بس ایک ہی جھٹکے میں یہ حال ہو گیا تمہارا حالانکہ لنگھم کی گردن اڑا دینے کا دعویٰ کر کے چلی تھیں میرے ساتھ۔!"

"تت.... تم.... پتا نہیں کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو....!"

"تم مجھے بتاؤ کس دل سے اس آدمی کو قتل کرتیں جس سے سوٹ کیس لے کر لنگھم.... تک پہنچانا تھا۔!"

"میں نہیں جانتی کہ میں اس وقت اُس پر کیسے آمادہ ہو گئی تھی۔!"

"میں جانتا ہوں....!"

"کیا جانتے ہو....؟"

"تم سمجھتی تھیں کہ ریناولیمز کا قصہ پاک ہوا اب لنگھم صرف تمہارا ہے۔!"

"شائد.... یہی بات ہو.... لیکن یہ کیا تھا جس نے ہیلی کوپٹر کو اس طرح تباہ کر دیا اب کیا ہو گا۔!"

"تمہیں النگھم کا لاسلکی حربہ یاد ہے۔!"

"یہ اسی کا جواب ہے.... ایک مختصر ترین تباہ کن حربہ.... اتنا تباہ کن کہ پورے جزیرے کو کھنڈر بنا دے گا۔!"

"تمہیں کہاں سے ملا....؟"

"جہاں سے النگھم کو لاسلکی حربہ ملا تھا.... سنو میں آٹھ بڑوں کا نمائندہ ہوں.... اور مجھے النگھم کی سرکوبی کے لئے متعین کیا گیا ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... تم تنہا کچھ نہ کر سکو گے۔!"

"میں تنہا کب ہوں.... تم ہو میرے ساتھ....!"

"مم.... میں.... اتنی کمزور.... اتنی بزدل....!"

"اب میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں.... مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ النگھم اپنے کچھ آدمیوں کو جو اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے انہی کے ہاتھوں ایک دوسرے کو ختم کرا دینا چاہتا ہے۔ لہٰذا میں نے النگھم پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کی جانیں بچانا ضروری سمجھا.... آخری آدمی وہ تھا جس نے تم پر چاقو سے حملہ کرنا چاہا تھا۔!"

"وہیں مر گئی ہوتی تو بہتر تھا....!"

اتنے میں پھر ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دی.... بستی اب انہیں دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک ہیلی کوپٹر اسی جانب پرواز کر رہا ہے جدھر پہلا ہیلی کوپٹر تباہ ہوا تھا۔

عمران نے بریف کیس سنبھالا اور پھر جیسے ہی ہیلی کوپٹر وہاں پہنچا.... دھماکے کے ساتھ اس کے بھی پرخچے اڑ گئے۔

"تم.... آدمی بھی ہو.... یا....!" آواز میں تھرتھری کی بناء پر گلوریا جملہ پورا نہ کر سکی۔

اور پھر انہوں نے دیکھا کہ جزیرے کی عجیب و غریب عمارتوں سے آدمی ابل پڑے ہیں۔ عمران نے گلوریا سے کہا۔ "النگھم کو علم ہے کہ ہم صرف دو ہیں.... اب وہ ہمیں دھوکے سے پکڑ لے گا یا مار ڈالنے کی کوشش کرے گا۔!"

گلوریا کچھ نہ بولی.... اس کی تو گویا گھگھی بندھ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی رخصت ہو گئی ہو۔

عمران کا خیال درست نکلا.... کچھ دیر بعد ایک جیپ کار چٹانوں کی طرف آتی دکھائی دی۔ کچھ فاصلے پر رکی اور اس پر بذریعہ لاؤڈ سپیکر کہا گیا۔ "ڈاکٹر النگھم آٹھ بڑوں کے سامنے پیش ہونے کو تیار ہے.... تم جو کوئی بھی ہو سامنے آؤ۔!"

عمران خاموش بیٹھا مسکراتا رہا.... گاڑی سے کچھ دیر تک یہی الفاظ دہرائے جاتے رہے۔ اس کے بعد وہ واپس چلی گئی۔

اب عمران نے ٹیپ ریکارڈ اٹھایا اور اس کے میکنزم میں جلدی جلدی کسی قسم کی تبدیلی کی اور اسے اس مقام کی طرف لے دوڑا جہاں سے پہلے ہیلی کوپٹر کو تباہ کیا تھا۔ گلوریا اس کی ہدایت کے مطابق وہیں ٹھہری رہی تھی۔



گلوریا کی حالت تباہ تھی۔ آدھا گھنٹہ گذر گیا.... لیکن عمران کی واپسی نہ ہوئی۔ وہ اپنے ساتھ ٹیپ ریکارڈر اور بریف کیس لے گیا تھا۔ گلوریا کو جزیرے میں شدید بے چینی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہو۔

دفعتاً اُس نے پھر ایک گاڑی چٹانوں کی طرف آتی دیکھی اور اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا کیونکہ یہ ایک اسلحہ بند گاڑی تھی لیکن بادی النظر میں عام کاروں سے مختلف نظر آتی تھی.... وہ اس مقام پر رک گئی جہاں دونوں ہیلی کوپٹر تباہ ہوئے تھے.... ایک بار لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ان دونوں کو مخاطب کیا گیا۔

"میں ڈاکٹر النگھم....! تم دونوں سے مخاطب ہوں.... سامنے آؤ تاکہ اس سلسلے میں گفتگو ہو سکے۔!"

دوسری آواز بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے فضا میں گونجی۔ "ڈاکٹر النگھم.... آٹھ بڑے تمہیں اور رینا ولیمز کو معمولی قیدیوں کی طرح اپنے حضور دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی گفتگو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔!"

اچانک دوسری آواز کی سمت اسلحہ بند گاڑی سے ایک فائر ہوا اور چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر

فضا میں اچھل گئی۔

اس کے بعد سناٹا چھا گیا.... گلوریا ہذیانی انداز میں بڑبڑا رہی تھی۔ "وہ احمق وہ ناداں.... ضرور ختم ہو گیا ہوگا.... اب میرا کیا ہوگا.... اب میرا کیا ہوگا۔!"

اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب دم گھٹ جائے گا۔ اس نے دیکھا اسلحہ بند گاڑی سے تین آدمی اترے اُن میں سے ایک یقینی طور پر النکھم تھا.... وہ چٹانوں میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ کسی قدر بلندی تک پہنچے ہی تھے کہ گاڑی زبردست دھماکے کے ساتھ تباہ ہو گئی.... یہ دھماکہ اتنا ہی زبردست تھا کہ ان میں سے ایک لڑھکتا ہوا نیچے چلا گیا۔ دو اوندھے منہ گرے تھے لیکن جہاں تھے وہیں پڑے رہے۔

پھر عمران کی آواز سناٹے میں گونجی "تم نے دیکھا النکھم! اب تم تینوں میری زد پر ہو۔ تمہارے بھی چیتھڑے اڑ سکتے ہیں.... میں تنہا پورے جزیرے کو تباہ کر سکتا ہوں۔!"

النکھم کے ساتھیوں میں سے جو لڑھکتا ہوا نیچے پہنچا تھا پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس نے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے۔

"اٹھو.... اور تم دونوں بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" عمران کی غراہٹ سنائی دی۔

وہ دونوں بوکھلا کر کھڑے ہو گئے تھے اور پھر اُن کے ہاتھ بھی اوپر اٹھ گئے۔

عمران کہتا رہا۔ "اب میں جزیرے کے لوگوں سے مخاطب ہوں اگر تم نے النکھم کا ساتھ دیا تو یہ جزیرہ سچ مچ تباہ کر دیا جائے گا۔ النکھم کی حمایت کا مطلب ہوگا تنظیم سے بغاوت۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ آٹھ بڑوں کے نمائندہ خصوصی کو قتل کر کے بھاگا ہے۔ ایک عورت.... ریناولیمز کے لئے اس نے مقدس تنظیم سے بغاوت کی ہے۔ ہیکل سلیمان کی قسم اس نے داؤد کی بھیڑوں کے درمیان بھیڑیئے کا کردار کیا ہے۔ میں تنظیم کے تقدس کے نام پر تم سے کہتا ہوں کہ اسے اور ریناولیمز کو میرے حوالے کر دو۔ ابھی اسے گراؤ اور اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔!"

اس دوران میں کچھ اور لوگ بھی وہاں آ گئے تھے۔ گلوریا نے دیکھا کہ وہ چٹان پر چڑھ رہے ہیں اور پھر وہ سب النکھم پر ٹوٹ پڑے تھے۔

گلوریا نے قہقہہ لگایا.... ذرا ہی سی دیر میں اس نے النکھم کو بے بس ہوتے دیکھا.... اس

کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے گئے۔

النکھم کی آواز تو وہ سن رہی تھی.... لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔

"دوستو....! تم نے تنظیم سے وفاداری کا ثبوت دیا ہے.... اب ریناولیمز کو بھی لاؤ۔!"

عمران کی آواز پھر فضا میں گونجی.... "اسے یہیں پڑا رہنے دو.... اس نے آٹھ بڑوں کو چیلنج کیا تھا کہ کوئی اس کے جزیرے میں قدم بھی نہ رکھ سکے گا۔ بہر حال اب اس کے بعد جسے تم سب متفقہ طور پر پسند کرو گے وہی تمہارا سربراہ مقرر کیا جائے گا۔!"

وہ لوگ النکھم کو اسی چٹان پر چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

گلوریا کے دل کی دھڑکن پھر تیز ہو گئی.... وہ سوچ رہی تھی کہ آٹھ بڑوں کے اس نمائندے سے تو انہونی سرزد ہوئی ہے۔ ٹھیک دس منٹ بعد عمران اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور وہ خود اٹھ کر اس کی طرف دوڑ گئی۔

"تت.... تم نے تو واقعی کمال کر دیا۔!" وہ اُس کے قریب پہنچ کر اُس کے اوپر گرتی ہوئی بولی۔ "ارے.... ارے....!" عمران نے اُسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"واقعی میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں گود میں اٹھا کر ناچنا شروع کر دوں۔!"

"کوشش کرو....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"مگر.... تم صرف.... پتا نہیں تم کیا ہو.... کس پتھر سے تراشے گئے ہو.... میں تمہیں آدمی نہیں سمجھتی۔!"

"اچھا.... اب اُدھر ہی چلو.... وہ لوگ ریناولیمز کو بھی لا رہے ہوں گے۔!"

"اس کے بعد کیا ہوگا۔!"

"میں انہیں آٹھ بڑوں کے سامنے پیش کروں گا۔!"

"مم.... میرا کیا ہوگا....!"

"تم ان کے خلاف گواہ کی حیثیت سے پیش کی جاؤ گی.... اور ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد تم ہی اس جزیرے کی مالک بنا دی جاؤ.... میں تمہاری سفارش کروں گا۔!"

"نہیں.... میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں.... یقیناً تم کسی شعبے کے سربراہ ہی ہو گے۔ مجھے اپنی ماتحتی میں کوئی کام دے دینا۔!"

"چلو..... یہی سہی.....!"

وہ اس کے ساتھ اس جگہ پہنچی جہاں سے اس نے اسلحہ بند گاڑی کو تباہ کیا تھا.... کچھ دیر بعد جزیرے کے لوگ ریناولیمز کو بھی اسی چٹان پر پہنچا گئے جہاں النگھم بندھا پڑا تھا۔

"شاباش.....!" عمران نے ٹیپ ریکارڈر کے مائیک میں کہا اور اُس کی آواز دور دور تک سنی گئی۔ اس کے بعد "مجھے ایک ہیلی کاپٹر بھی چاہئے۔!"

وہ لوگ چٹان سے اتر کر پھر بستی کی طرف چلے گئے.... ریناولیمز کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

عمران اور گلوریا اُن کے قریب جا پہنچے۔ ریناولیمز انہیں بڑی نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

النگھم البتہ اوندھا پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ دفعتاً ریناولیمز بولی۔ "ڈاکٹر.....! تم پرواہ نہ کرنا..... میں دیکھوں گی انہیں جن کے سامنے ہمیں پیش کیا جائے گا۔!"

"خاموش.....!" النگھم آنکھیں کھولے بغیر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تھی۔ میں معافی مانگ لوں گا۔ معاف کر دیا جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے۔!"

"اچھا.....اب نہیں بولوں گی۔!"

ہیلی کوپٹر پہنچنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ اس پر وہی تینوں بیٹھ کر آئے تھے جنہوں نے فلم بندی کی تجویز پر عمران کے ہاتھوں مار کھائی تھی۔ وہ بڑی لجاجت سے معافی کے خواستگار ہوئے۔

"ارے کوئی بات نہیں.....!" عمران نے ہنس کر کہا۔ "تم تینوں تو انعام کے مستحق ہو۔ تمہاری ہی وجہ سے میں النگھم کو دکھا سکا کہ آٹھ بڑوں کے آگے وہ کتنا حقیر ہے۔!"

النگھم اور ریناولیمز کو ہیلی کوپٹر میں بٹھایا گیا.... یہ دونوں بھی بیٹھے اور ہیلی کوپٹر دوبارہ شور مچاتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا۔

عمران پائلٹ کو ہدایات دیتا ہوا ایک ویران جزیرے تک لایا جہاں سے وہ دونوں النگھم کے جزیرے میں پہنچائے گئے تھے۔ ہیلی کوپٹر نے لینڈ کیا اور وہ وہیں اتر گئے۔

عمران نے پائلٹ سے کہا۔ "اب تم واپس جاؤ.... سب سے کہہ دینا کہ آٹھ بڑوں کے حکم کے بغیر کوئی جزیرے سے قدم نہ نکالے.... ضروری احکامات کل شام تک پہنچیں گے۔!"

پائلٹ اسے سلام کر کے ہیلی کوپٹر اڑا لے گیا.... پھر گلوریا کو وہی لانچ دکھائی دی جو انہیں

پچھلے دن اس جزیرے میں لائی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دیر سے جزیرے کے گرد چکر لگاتی رہی ہو۔ لانچ ساحل سے آلگی اور دونوں قبرصی ترک دوڑتے ہوئے ان تک پہنچے۔

کچھ دیر بعد لانچ کا سفر شروع ہوا۔ وہ جزیرے کے ساحلوں سے لگی لگی چلتی رہی۔ ان اطراف میں سمندر پرسکون تھا۔ تین گھنٹے بعد لانچ نے انہیں ایک جہاز کے قریب پہنچایا تھا۔

"ارے یہ تو وہی ہے.....!" گلوریا بے اختیار بولی۔

"وہی نا جس پر میں چیف انجینئر ہوں.....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ لانچ سے وہ اس جہاز پر پہنچے.... ریناولیمز اور النگھم کو ایک کیبن میں بند کر دیا گیا۔ اب ان کے ہاتھ پیر کھول دیئے گئے تھے۔

عمران نے گلوریا سے کہا۔ "فی الحال ہم دونوں کو آرام کرنا چاہئے.... لیکن میں کل النگھم کو تمہاری اصلی شکل ضرور دکھاؤں گا۔!"

"ضرور..... ضرور.....!" وہ خوش ہو کر بولی۔ "اور میں ان دونوں کے منہ پر تھوکوں گی۔!"

"نہیں.....! تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گی۔!" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وہ سہم کر خاموش ہو رہی۔

دوسرے دن عمران نے گلوریا کا میک اپ اتار دیا اور اسے ساتھ لے کر النگھم والے کیبن میں پہنچا اسے دیکھتے ہی النگھم بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ.....!" عمران ہاتھ اٹھا کر غرایا۔ "نہ صرف اسے بلکہ ان تینوں کو بھی میں نے بچا لیا جنہیں یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہونا تھا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آٹھ بڑوں سے مجھے معافی نہیں ملے گی۔!"

"کن آٹھ بڑوں کی بات کر رہے ہو.....؟ النگھم.....!"

"کیا مطلب.....!"

"تم اور ریناولیمز قیدی ہو..... اور گلوریا وعدہ معاف گواہ ہے..... تمہارے خلاف۔!"

"یعنی..... یعنی.....!"

"تم عمران کے قیدی ہو.....!"

"اوہ..... اوہ..... بہت اچھے.....!" النگھم نے پر مسرت قہقہہ لگایا اور گلوریا حیرت سے

عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم اپنے حواس میں رہنا۔۔۔۔!" عمران نے اس سے کہا۔

"سب جائیں جہنم میں۔۔۔۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔!" گلوریا نے النگھم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "مجھے تو اس سور کی گرفتاری پر خوشی ہے اگر میں بھی عمران کی قیدی ہوں تو مجھے اس پر بھی خوشی ہوگی کیونکہ میں زندگی کے اس گھناؤنے پن سے تنگ آ گئی ہوں جو تنظیم سے منسلک رہنے پر میرا مقدر بن گیا تھا۔!"

"بریوو۔۔۔۔! عمران حتی الامکان تمہاری بہتری چاہے گا۔!" عمران نے کہا۔

"عمران کہاں ہے؟" النگھم بولا۔ "مجھے اس سے ملاؤ۔۔۔۔ میں تم سب کو مالا مال کر دوں گا۔!"

"اچھا تو ملو۔۔۔۔!" عمران نے کہتے ہوئے چہرے سے پلاسٹک ماسک الگ کر دیا۔

ریناولیمز اور النگھم بت بنے بیٹھے رہے۔۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی روحیں جسموں سے پرواز کر گئی ہوں۔

"نن۔۔۔۔ ناممکن۔۔۔۔!" النگھم کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"میرا شعبدہ تمہاری لاسلکی حربے سے کتنا بھاری تھا تم نے دیکھا۔۔۔۔ تمہیں سن کر حیرت ہوگی میں نے اُسے اسی وقت تباہ کر دیا تھا جب وہ مارکوس پر آزمایا گیا تھا۔!"

النگھم دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا عمران کو خالی خالی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

اچانک اس نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران اس کی فطرت سے بخوبی واقف تھا۔ اس لئے غافل نہیں تھا۔ اس نے اُسے ہاتھوں پر روکا اور دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی۔

ریناولیمز نے دخل اندازی کی کوشش کی تھی کہ گلوریا جھپٹ پڑی۔ "بیٹھی رہ کتیا۔!" کہتے ہوئے اس نے اس کے بال مٹھیوں میں جکڑے اور فرش پر دے پٹکا۔

دوسری طرف عمران النگھم کو گرا کر چڑھ بیٹھا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں اُس نے اُس کے جبڑے ڈھیلے کر دیئے۔ پھر النگھم اور رینا فرش پر بے سدھ پڑے نظر آئے۔

وہ دونوں انہیں چھوڑ کر ہٹ گئے تھے اور عمران کہہ رہا تھا۔ "النگھم! تم مجھے سچ مچ بلیک میلر سمجھ کر مالا مال کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن تم نہیں جانتے کہ میں کن حالات میں لوگوں کو بلیک میل کرتا ہوں۔ تمہیں میرے ملک کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے اُن جرائم کے سلسلے میں جواب دہی

کرنی ہے جو تم نے میرے ملک میں کئے تھے اور ریناولیمز تمہیں اپنا باس وہ فوجی اتاشی تو یاد ہی ہوگا۔ جسے تم نے زہریلی گیس کے ذریعے ختم کیا تھا۔!"

دونوں کچھ نہ بولے۔

"میں تمہیں پاتال میں بھی نہ چھوڑتا۔!" عمران کہتا رہا۔ "اب دیکھو! لئے جا رہا ہوں تم دونوں پھانسی کے پھندے کے منتظر رہو۔!"

اس کے بعد دونوں باہر نکلے تھے اور کیبن باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا۔ گلوریا کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ عمران اُسے سہارا دے کر اپنے کیبن میں لایا۔

وہ اس کے سینے سے سر ٹکائے کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔

"ار۔۔۔۔ رر۔۔۔۔ دیکھو رحم کرو مجھ پر۔۔۔۔ میرے اعصاب جواب دے جاتے ہیں۔ اگر کوئی عورت میرے سامنے رو پڑے۔ میں خود کو بالکل امرود کی جیلی محسوس کرنے لگتا ہوں اور مجھ سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ یقین کرو۔۔۔۔ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اس کیس کے فیصلے کے بعد جہاں کہو گی تمہیں بھجوا دیا جائے گا۔!"

"مم۔۔۔۔ میں جانتی ہوں۔۔۔۔ تم وہی کرو گے جو کہہ رہے ہو۔!"

"تو پھر چپ ہو جاؤ۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔ میرا نروس بریک ڈاؤن۔۔۔۔!"

وہ سسکیاں لیتی ہوئی اس کے پاس سے ہٹ گئی۔ بڑی دیر بعد اس کی حالت سنبھل سکی تھی۔

دوپہر کو کھانے کی میز پر اُس نے عمران سے کہا۔ "تم بہت دلیر اور شریف ہو۔ اتنے دن تمہارے ساتھ رہی لیکن تم نے شرافت کی حدود سے تجاوز نہیں کیا۔!"

"میں شرافت کی حدود سے تجاوز کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔!"

"دلیر، شریف اور مسخرے ہو۔۔۔۔!" وہ جل کر بولی۔

"صرف مسخرہ۔۔۔۔ دوسری خصوصیات میرے والد صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔!"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں تمہارے ہی ملک میں رہ سکوں۔ مجھے تمہارے ملک کی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں اُن میں گھل مل جاؤں گی۔!"

"ہرگز نہیں۔۔۔۔ گالیوں اور کوسنوں کے علاوہ اُن سے کچھ نہ سیکھ سکو گی۔ مجھے تو جاپانی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔!"

"تم غلط کہہ رہے ہو.... اپنے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ تمہیں اور کچھ اچھا نہیں لگتا۔!"

"اگر تم میرے والد صاحب کے ذہن میں یہ بات اتار سکو تو میں تم کو ملکہ وکٹوریہ بنا دوں گا۔!"

"کیا وہ تمہیں پسند نہیں کرتے....؟"

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

"وہ کیا کرتے ہیں....؟"

"گوشت کی دوکان کرتے ہیں.... تم کھانا کھاؤ تمہیں میرے والد صاحب سے کیا سروکار۔ وہ میرا نجی مسئلہ ہے۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔!" گلوریا طویل سانس لے کر بولی۔

"خود میری سمجھ میں نہیں آتی۔!" عمران نے کہا اور جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔

گلوریا خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

عمران نے پانی پی کر نیپکن سے ہونٹ خشک کئے اور بولا۔ "ایش ٹرے ہاؤز کو قریب سے نہ دیکھ سکا۔ اس کا افسوس ہے.... لنگھم کے ہاتھ آجانے کے بعد میں نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

"اگر مجھے وہاں معلوم ہو جاتا کہ تم عمران ہو تو میں تم سے کہتی کہ پورے جزیرے کو تباہ کر دو یا کم از کم ان کارخانوں ہی کو دوبارہ کام کرنے کے قابل نہ رہنے دو جہاں منشیات اور فحش رسائل کی تیاری ہوتی ہے۔!"

"یہ قرض بھی کسی دن اتار دوں گا۔ یقین کرو.... وہاں مشرقی وسطیٰ کا زرِ مبادلہ زیادہ دنوں تک نہیں پہنچ سکے گا میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ فی الحال مجھے لنگھم کو اپنے ملک تک پہنچانا ہے.... میرا پہلا فرض....!"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی.... آخر لنگھم لاسلکی حربہ حاصل کئے بغیر کیوں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔!"

"میرا خیال ہے کہ اُسے آخری آدمی کے پکڑے جانے کی اطلاع مل گئی تھی اس کے بعد ہی اُس نے ہمارا ساحل چھوڑا ہوگا۔!"

وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ دفعتاً گلوریا چونک کر بولی۔ "کیا وہاں مجھے جیل میں رہنا پڑے گا۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ تمہیں وعدہ معاف گواہ بناؤں گا اور تم میری مہمان رہو گی۔!"

وہ ہنس پڑی۔ عمران نے اُسے حیرت سے دیکھا۔

"مہمان بنا کر بھی دشمن کی نظر سے دیکھتے رہو گے۔!" وہ اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتی ہوئی بڑے پیار سے بولی۔

"ارے.... باپ رے۔!" عمران اردو میں بڑبڑایا اور اس طرح پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے معمول سے زیادہ کھا گیا ہو۔

جہاز اونچی نیچی لہروں کا سینہ چیرتا ہوا منزل کی جانب رواں دواں تھا۔

﴿ختم شد﴾

ابن صفی ——

شعر و سخن کے حوالے سے

شاہد منصور

ابن صفی کو بچھڑے ہوئے کوئی انیس برس ہونے کو آئے، یہ اتنی لمبی مدت ہے کہ جیتا جاگتا آدمی بھی نہ ملے تو خواب وخیال ہو کر رہ جاتا ہے، مگر ابن صفی ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت تھے اور ان کی ذات ایسی گوناگوں صفات کا مجموعہ تھی کہ آج بھی ان کے وجود کے نقوش ویسے ہی روشن ہیں، جیسے ان کی زندگی میں تھے اور آج بھی ان کے لاکھوں پرستار ان کو اپنے دلوں میں زندہ و تابندہ محسوس کرتے ہیں اور ان کی کتابیں اب بھی اسی ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں جیسے ان کی زندگی میں پڑھی جاتی تھیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ابن صفی ایک ہمہ جہت اور صد چہرہ شخصیت تھے اور مختلف علوم وفنون میں انہیں ایسا درک حاصل تھا کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ شاعری، مصوری، نثر نگاری، طنز و مزاح غرض کون سا در تھا جو ان کے لئے بند تھا، مصوری میں، چہرہ نگاری میں انہیں کمال حاصل تھا۔ بیٹھے بیٹھے چند لمحوں میں پوری شخصیت کاغذ پر اتار دیتے تھے، یہی حال ان کا شاعری میں بھی تھا۔ موقع کی مناسبت سے ایسا برجستہ شعر چست کرتے تھے کہ سننے والوں کی آنکھیں کھل جاتی تھیں اور سناٹا چھا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ جس دن بھٹو صاحب کو پھانسی ہوئی تھی وہ دن بڑا گرم تھا دن بھر اس اقدام کی موافقت اور مذمت میں گرما گرم بحثیں ہوتی رہیں، شام کو دفتر سے گھر جاتے ہوئے میں ابن صفی کے دفتر چلا گیا۔ ان کے دفتر میں بھی وہی ہنگامہ گرم تھا اور یار لوگ بہت جوش میں آئے ہوئے تھے، ابن صفی خاموشی سے دونوں فریقوں کی بحث سن رہے تھے، جب بہت دیر ہوگئی تو کھڑے ہوگئے اور برجستہ شعر پڑھا کہ

یہ تو جنگل ہے کسی کی لاش پہ روئے گا کون
بھیڑیئے نے بھیڑیئے کو پھاڑ ڈالا بات ختم

شعر بجلی بن کر بحث کرنے والوں کی سماعت پر گرا اور بحث ختم ہوگئی۔

سراغ نگاری نے اس طرح ابن صفی پر قبضہ کرلیا کہ ان کی دوسری صلاحیتیں اس کے پیچھے چھپ کر رہ گئیں، ورنہ ان کی ادبی زندگی کا آغاز بھی شاعری ہی سے ہوا تھا اور شروع شروع میں لوگ انہیں ابن صفی کے نام سے نہیں بلکہ اسرار ناروی کے نام سے جانتے تھے۔ اسی نام سے انہوں نے ادبی حلقوں میں اپنا ایک مقام بھی پیدا کرلیا تھا۔ شاعری ان کے لئے کوئی شجر ممنوعہ نہیں تھی، کیونکہ ان سے پہلے بھی خاندان میں شعر و شاعری کا خاصا چرچا تھا، حضرت داغ دہلوی کے مشہور شاگرد حضرت نوح ناروی ان کے ماموں تھے۔ ظاہر ہے کہ جب گھر میں شعر و شاعری کا مسلسل چرچا ہو تو اس کا اثر اسرار کے نوخیز ذہن پر ہونا لازمی تھا۔ لہٰذا اسرار جلد ہی شاعر کی حیثیت سے سامنے آگئے، لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ انہوں نے اپنے خاندانی شعری ورثے کا اثر قبول نہیں کیا بلکہ اس کے باغی کی حیثیت سے وہ میدان میں آئے۔ اسرار نے جب شاعری شروع کی اس وقت برصغیر پاک و ہند میں ترقی پسند تحریک اپنے عروج پر تھی، جس کا اثر اسرار کی شاعری پر پڑنا لازمی تھا، پھر ان کے دوست مصطفیٰ زیدی اور فراق گورکھپوری کے اثرات اسرار کی شاعری پر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کی ابتداء میں ہمیں زیادہ کثرت نظموں کی ملتی ہے جن میں سے "بانسری کی آواز" اور "ساقی نامہ" ان کی مشہور ترین اور نمائندہ نظمیں مانی جاتی ہیں۔

اسرار ناروی کے "ساقی نامے" پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور نقاد اور دانشور ڈاکٹر ابوالخیر کشفی نے لکھا ہے کہ:

ہمارے دور میں اقبال نے "ساقی نامے" کو ایک صنف سخن بنادیا.... ابن صفی کے "ساقی نامے" میں بھی زندگی کو سمجھنے کی کوشش ہے۔ شاعر کا حساس دل انتشار کو دیکھتا ہے، بھوک کو دیکھتا ہے۔ اجڑی ہوئی عصمتوں کو دیکھتا ہے اور اسے وہ دور یاد آجاتا ہے جب زندگی میں سعادت اور نیکیوں کے رنگ غالب تھے۔ اس ساقی نامے کی تمہید میں شعری روایت کے مطابق موسم کی سرمستی کا ذکر بھی ہے۔ موسم کی سرمستیاں بات کرنے کا اشارہ ہیں اور موسم کی جنوں سامانی دل میں ماضی کی یادوں کو زندہ کررہی ہیں، زندگی جو حسن تھی اور پاکیزگی تھی اور دوسری طرف بھوک نہ تھی اور سامان زیست کی سرمایہ داری کی گرفت اتنی شدید نہ تھی کہ عام آدمی رزق سے محروم رہتا لیکن زر پرستی نے زمین کی عصمت اس سے چھین لی:

لٹ گئی ہائے یہ کنواری زمیں

یہ مصرع ہمارے عہد کا مکمل مرثیہ ہے اور انسانیت کی یہ تذلیل دیکھ کر شاعر ساقی سے کہہ اٹھتا ہے:

زہر دے اب نہ دے شراب مجھے

یہ ساقی نامہ ابن صفی کے سماجی شعور اور انسانیت سے ان کی محبت کی دستاویز ہے۔

اسرار کے ابتدائی دور کی شاعری میں ہمیں غزلیں بہت کم ملتی ہیں، لیلائے غزل کے اسیر تو وہ اس وقت ہوئے جب وہ پاکستان آگئے اور ترقی پسندی کے طلسم سے آزاد ہوگئے، پاکستان میں ان کی شاعری کا زیادہ تر حصہ غزلوں پر ہی مشتمل ہے، جس میں واردات قلبی ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کا درد شامل ہے۔ وہ اپنے شعروں میں قومی دھارے میں پوری شدت سے شریک نظر

آتے ہیں، وہ اپنے شعروں میں موجودہ تجارتی اور بے ہنر معاشرے پر نوحہ کرتے ملتے ہیں اور بھیڑیوں کو امن و سلامتی کا ضامن قرار دینے سے انکار کرتے ہیں، ان کے شعر ہمارے دور کا ایسا آئینہ ہیں جہاں سب کو اپنی شکلیں پوری صفائی سے نظر آجاتی ہیں۔ ذرا دیکھئے وہ کس حسن اور نادرہ کاری سے اپنے دور کی عکاسی کرتے ہیں۔

کچھ بھی تو اپنے پاس نہیں جز متاع جاں
اب اس سے بڑھ کے اور بھی ہے کوئی امتحاں
ہم خود ہی کرتے رہتے ہیں فتنوں کی پرورش
آتی نہیں ہے کوئی بلا ہم پہ ناگہاں

ان دو شعروں میں اسرار نے ہمارے قومی مزاج کو جس خوبصورتی سے بیان کر دیا ہے اس کی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ان کے کچھ اشعار اور ملاحظہ کیجئے اور ان سے اسرار کی عظمت کا اندازہ کیجئے اور دیکھئے کہ وہ اپنے سادہ سادہ لفظوں میں کس قیامت کی تصویریں آسانی سے کھینچ کر رکھ دیتے ہیں۔

وہ جس کا سایہ گھنا گھنا ہے
بہت کڑی دھوپ جھیلتا ہے
ابھی سے کیوں شام ہو رہی ہے
ابھی تو جینے کا حوصلہ ہے
کبھی دیکھا تھا ایسا ہی چراغاں
نشیمن کا دھواں ہے اور میں ہوں
گھر بنانا بھی اسیری ہی تو کہلائے گا
خود کو آزاد سمجھتا ہے تو یہ روگ نہ پال
جنگل میں بھیڑیوں سے سوا کون معتبر
جن کے سپرد کیجئے اقلیم جسم و جاں
شکریہ وعدہ فردا کا مگر سوچو تو
اور کیا چیز بھلا دل شکنی ہوتی ہے
تم سمجھتے ہو کہ ہے تختہ گل میرا جہاں
وہ گھٹن ہے مجھے سانس بھی لینا ہے محال
جو کہہ گئے وہی ٹھہرا ہمارا فن اسرار
جو کہہ نہ پائے نہ جانے وہ چیز کیا ہوتی